جلد ۲۳ — جلسہ سالانہ نمبر — شمارہ ۵۰، ۵۱

زرِ اشتراک
سالانہ .... ۱۰ روپے
ممالکِ غیر .... ۲۰ روپے

ایڈیٹر :— محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر :— جاوید اقبال اختر

۲۷ ذیقعدہ / ۴ ذوالحجہ ۱۳۹۴ ہجری — ۱۲ و ۱۹ فتح ۱۳۵۳ ہش — ۱۲ و ۱۹ دسمبر ۱۹۷۴ء

خدا اپنے برگزیدہ بندوں پر سب سے زیادہ مصیبتیں نازل کرتا ہے!!

مگر اس لئے نہیں کہ تباہ ہو جائیں بلکہ

اس لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں!

ارشاداتِ عالیہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام

فرمایا :-

"جو صادق اور اُس کی طرف سے ہیں وہ مر کر بھی زندہ ہو جایا کرتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا ہاتھ اُن پر ہوتا ہے اور سچائی کی رُوح اُن کے اندر ہوتی ہے اگر وہ آزمائشوں سے کچلے جاویں اور پیسے جائیں اور خاک کے ساتھ ملائے جائیں اور چاروں طرف سے اُن پر لعن طعن کی بارشیں ہوں اور اُن کے تباہ کرنے کے لئے سارا زمانہ منصوبے کرے تب بھی وہ ہلاک نہیں ہوتے۔ کیوں نہیں ہوتے؟ اُس سچے پیوند کی برکت سے جو اُن کو محبوبِ حقیقی کے ساتھ ہوتا ہے خدا اُن پر سب سے زیادہ مصیبتیں نازل کرتا ہے مگر اس لئے نہیں کہ تباہ ہو جائیں بلکہ اس لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں ......"

"یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سُنّت اللہ ہے کہ وہ دریائے عظیم میں ڈالے جاتے ہیں لیکن غرق کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ ان موتیوں کے وارث ہوں کہ جو دریائے وحدت کے نیچے ہیں۔ اور وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن اس لئے نہیں کہ جلائے جائیں بلکہ اس لئے کہ تا خدا تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں۔ اور اُن سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے لعنت کی جاتی ہے اور وہ ہر طرح سے ستائے جاتے اور دُکھ دیئے جاتے اور طرح طرح کی بولیاں اُن کی نسبت بولی جاتی ہیں اور بدظنیاں بڑھ جاتی ہیں یہاں تک کہ بہتوں کے خیال و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ سچے ہیں۔ بلکہ جو شخص اُن کو دُکھ دیتا اور لعنتیں بھیجتا ہے وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ بہت ثواب کا کام کر رہا ہے۔ بس ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ اور اگر اس برگزیدہ پر بشریت کے تقاضا سے کچھ قبض طاری ہو تو خدا تعالیٰ اس کو ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے کہ صبر کر جیسا کہ پہلوں نے صبر کیا۔ اور فرماتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ پس وہ صبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ امرِ مقدر اپنی مدتِ مقررہ تک پہنچ جاتا ہے۔ تب غیرتِ الٰہی اس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلّی سے اعداء کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ سو اوّل نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور اخیر میں اس کی نوبت آتی ہے۔

اسی طرح خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھایا کہ ہنسی ہوگی اور ٹھٹھا ہوگا اور لعنتیں کریں گے اور بہت ستائیں گے۔ لیکن آخر نصرتِ الٰہی تیرے شاملِ حال ہوگی۔ اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کرے گا .... خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ میں آخر کار تجھے فتح دوں گا۔ اور ہر ایک الزام سے تیری بریت ظاہر کر دوں گا۔ اور تجھے غلبہ ہوگا اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب ہوگی اور فرمایا کہ میں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کروں گا۔"

(انوار الاسلام صفحہ ۵۲ تا ۵۴)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر، پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۲/۱۹ فتح ۱۳۵۳ ہش

قادیان میں جماعتِ احمدیہ کا سالانہ جلسہ

جماعتِ احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۱۸۹۱ء سے جاری ہے۔ اور سوائے ایک آدھ ناغہ کے یہ جلسہ ہر سال مرکزِ سلسلہ میں باقاعدگی سے منعقد ہوتا چلا آرہا ہے۔ مُلک کی تقسیم تک قادیان میں اور اس کے بعد ہر دو مراکز قادیان اور ربوہ میں التزام کے ساتھ مقررہ تاریخوں میں اس جلسہ کا انعقاد عمل میں آرہا ہے۔ اور جیسا کہ خود حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی اپنی تحریرات سے یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ اس جلسہ کے انعقاد کی تمام تر غرض و غایت، جماعت کی تربیت اور اسلام کی عالمگیر اشاعت وتبلیغ کے بارہ میں باہمی مشوروں کے بعد پروگرام تیار کرنا اور اس پر عملدرآمد کی نگرانی کا جائزہ لینا ہے۔ ۸۲ سال سے یہ جلسے باقاعدگی سے منعقد ہورہے ہیں۔ نہ تو جلسہ کے داعی اور نہ ہی ان میں شریک ہونے والے کسی بھی احمدی کے دماغ میں یہ بات کبھی آئی کہ یہ جلسہ نعوذ باللہ حج کا قائم مقام ہے۔ یا یہ کہ جو کوئی احمدی مکّہ معظمہ میں فریضۂ حج بجا لانے کی غرض سے جانے کی بجائے قادیان یا ربوہ کے جلسہ میں شریک ہوجاتا ہے تو گویا اس کا حج ہوگیا۔ مگر بُرا ہو اندھی مخالفت کا اور جماعت سے علماء زمانہ کے بغض و عناد کا کہ اُنہوں نے محض افتراء اور کذب بیانی کے طور پر اس جلسہ کے بارہ میں ایسی ایسی باتیں عام مسلمانوں میں مشہور کر رکھی ہیں اور پھر جرمنی کے گوبلز کی طرح اس سفید جھوٹ کو سچ ثابت کر دکھانے کے لئے اس کثرت کے ساتھ اس کا اعادہ کیا جاتا رہا ہے کہ برّعظیر ہند و پاکستان کے علماء سے لے کر رابطہ عالمِ اسلامی تک کے شرکاء میں سے کسی کو ایسی افتراء پردازی میں مطلق باک نہیں رہا۔

جماعتِ احمدیہ کے خلاف رابطہ عالمِ اسلام کی جو رسوائے عالم قرار داد پاس کی گئی اس میں بھی اسی بات کا اعادہ کرکے شرکاءِ مجلس نے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا۔ اور اس کے بعد انفرادی طور پر جب بھی کسی عالم کو موقعہ ملا بے محابہ وہ اپنے کذب و افتراء کا مرتکب ہوا۔ چنانچہ رسالہ شبستان دہلی بابت ماہ اگست میں جہاں ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کا احمدیت کے صحیح تعارف کے سلسلہ میں نہایت درجہ اثر انگیز انٹرویو شائع ہوا۔ وہاں اُسی قسم کے سوالات دہلی کے ایک بزرگ دیوبند مولانا صاحب سے بھی دریافت کیے گئے۔ چنانچہ جب انہی مولانا صاحب سے یہ سوال کیا گیا کہ احمدی فرقہ کے طریقِ عبادات اور اعتقادات کے متعلق آپ کے علم میں کیا خاص باتیں ہیں، تو مولانا صاحب نے اپنی تمام تر بزرگی کے باوجود کمال افتراء سے کام لیتے ہوئے جواب دیا کہ "...... ان کا حج بھی قادیان یا ربوہ میں ہوتا ہے۔"

علماءِ زمانہ کی طرف سے ایسے کذبِ صریح اور افتراء پردازی کے برعکس حج کے متعلق جماعتِ احمدیہ کا وہی عقیدہ ہے جو اہلِ سنّت والجماعت کا ہے۔ جس کا ذکر حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہؑ کی مختلف کتب اور تحریرات میں متعدد بار آیا ہے۔ بطور مثال حضورؑ کی مشہور و معروف کتاب کشتی نوح کی حسبِ ذیل عبارت اس بات پر شاہدِ ناطق ہے جہاں حضورؑ نے اپنی جماعت کو ارکانِ اسلام کی پابندی کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:-

"اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔"
(کشتی نوح ص۲۱)

چنانچہ اسلام کے اس بنیادی عقیدہ اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے تاکیدی ارشاد کے مطابق جوں جوں احبابِ جماعت کو استطاعت حج نصیب ہوتی گئی، وہ حج کو جاتے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال ایک معقول تعداد اس شرف سے مشرّف ہوتی رہی۔ نہ صرف ہند و پاکستان کے احمدی، بلکہ بیرونی ممالک کے صاحبِ استطاعت احمدی بھی فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے ہر سال ہی بیت اللہ شریف کا قصد کرتے رہے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اب مخالفانہ فیصلہ کے تحت احمدیوں کو اس فریضہ کی ادائیگی سے جبرًا روک دیا گیا ہے۔ پھر بھی ہر صاحبِ استطاعت احمدی کی دِلی خواہش اور تمنّا یہی ہے کہ وہ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے مکّہ معظّمہ پہنچے۔ اور ہم خدائے بزرگ و برتر کی رحمت سے یہی اُمّید رکھتے ہیں کہ وہ ایسے مجبور احمدیوں کی نیّتوں کے مطابق اُنہیں اپنے بہترین اجر اور ثواب سے محروم نہیں رکھے گا۔ بایں ہمہ یہ بات تو واضح ہے کہ علماء کی یہ کذب بیانی ہے کہ احمدیوں کا حج بھی قادیان یا ربوہ ہوتا ہے — احمدی اگر اپنے مرکز میں حاضر ہوتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ وہ اس سفر کو حج کا قائم مقام قرار دیتے ہیں، بلکہ اس لئے کہ وہ رُوحانی تربیت حاصل کریں۔ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے پروگرام پر غور و فکر کریں اور پھر نئے عزم اور نئے ارادہ کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائیں اور اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف ہو جائیں۔

آج سے ۹۲ برس پہلے کی بات ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان بشارتوں سے پُر الہامات ہوئے جن کا زمانۂ مستقبل سے ساتھ نہایت درجہ گہرا تعلق ہے۔ منجملہ ایسی بشارتوں کے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً بتایا کہ "اَلَا اِنَّ رَوْحَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَنْصُرُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ۔ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْہِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔"

خبردار ہو کہ خدا کی رحمت قریب ہے۔ خبردار ہو کہ خدا کی مدد تجھ سے قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک دُور کی راہ سے تجھے پہنچے گی۔ کہ وہ راہ لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئیں گے گہرے ہوجائیں گے۔ اور اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے۔ خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دِلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ (تذکرہ ص۵)

اِن الہامات میں خدا تعالیٰ نے واضح طور پر حضورؑ کو بشارت دی کہ خدا تعالیٰ اپنے خاص فضل کے ماتحت لوگوں کے دلوں کو آپؑ کی طرف پھیر دے گا۔ اور وہ بکثرت آپؑ کی طرف رجوع کریں گے۔

انہی الہامات کے ساتھ حضور کو یہ بھی حکم دیا گیا کہ

وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ وَوَسِّعْ مَکَانَکَ

(تذکرہ صفحہ ۵۲-۵۳)

اس پیشگوئی کی اشاعت کے سترہؔ برس بعد ایک اور کتاب میں اسی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے حضورؑ نے لکھا:-

"اس پیشگوئی میں صاف فرما دیا کہ وہ دن آتا ہے کہ ملاقات کرنے والوں کا بہت ہجوم ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک کا تجھ سے ملنا مشکل ہو جائے گا۔ پس تو نے اس وقت ملال ظاہر نہ کرنا اور لوگوں کی ملاقات سے تھک نہ جانا۔"

حضورؑ فرماتے ہیں:-

"سُبحان اللہ! یہ کس شان کی پیشگوئی ہے اور آج سے سترہ برس پہلے اس وقت بتلائی گئی، کہ جب میری مجلس میں شاید دو تین آدمی آتے ہوں گے۔ اور وہ بھی کبھی کبھی اس سے کیسا علم غیب خدا کا ثابت ہوتا ہے۔" (تذکرہ ص۵۳ بحوالہ سراجِ منیر صفحہ ۶۳-۶۴)

اواخر ۱۸۹۰ء میں حضورؑ نے دعوٰئے مسیحیت کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ حضورؑ کے اس دعوٰی کی وجہ سے مخالف علماء نے چاروں طرف سے مخالفت کی آگ بھڑکا رکھی تھی۔ اور حضورؑ بڑے استقلال اور ہمّت کے ساتھ (آگے دیکھئے ص۔۔ پر)

دستبرکات

ما مسلمانیم از فضلِ خدا ✿ مصطفےٰ ما را امام و مقتدا

اِنتخابات از کلمات و تحریرات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام

ز نشأۂ فرقان و پیغمبریم ✿ بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لبّ لباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالےٰ اس عالمِ گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں۔ جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا۔ اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہِ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتبِ سماوی ہے۔ اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکامِ فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعتِ مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔ اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو [illegible] نہیں ہو سکتا۔ چہ جائے کہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت و قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظِلّی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۹-۷۰)

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے۔ ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو تو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشرِ اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے۔ وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمۂ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے اُن سب پر ایمان لاویں۔ اور صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالےٰ اور اُس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلفِ صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا، اور وہ امور جو اہلِ سنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔"

(ایام الصلح صفحہ ۸۶-۸۷)

"میں ہر ایک مسلمان کی خدمت میں نصیحتاً کہتا ہوں کہ اسلام کے لئے جاگو کہ اسلام سخت فتنہ میں پڑا ہے اس کی مدد کرو۔ کہ اب یہ غریب ہے۔ اور میں اس لئے آیا ہوں اور مجھے خدا تعالےٰ نے علمِ قرآن بخشا ہے۔ اور حقائق معارف اپنی کتاب کے میرے پر کھولے ہیں۔ اور خوارق مجھے عطا کئے ہیں۔ سو میری طرف آؤ تا اس نعمت سے تم بھی حصہ پاؤ۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ کیا ضرور نہ تھا کہ ایسی عظیم الفتن صدی کے سر پر جس کی کھلی کھلی آفات ہیں ایک مجدد کھلے کھلے دعوے کے ساتھ آتا۔ سو عنقریب میرے کاموں کے ساتھ تم مجھے شناخت کرو گے۔ ہر ایک جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آیا اس وقت کے علماء کی ناسمجھی اس کی سدِّ راہ ہوئی۔ آخر جب وہ پہچانا گیا تو اپنے کاموں سے پہچانا گیا۔ کہ تلخ درخت [illegible] کو دی جاتی ہیں۔ اے لوگو! اسلام نہایت ضعیف ہو گیا ہے۔ اور اعدائے دین کا چاروں طرف سے محاصرہ ہے۔ اور تین ہزار سے زیادہ مجموعہ اعتراضات کا ہو گیا ہے۔ ایسے وقت میں ہمدردی سے اپنا ایمان دکھاؤ اور مردانِ خدا میں جگہ پاؤ۔"

(برکات الدعا صفحہ ۳۶-۳۷)

"اِس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اِس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور اُن کے حملوں کو دفع کرنا اور اُن کے فلسفہ کو جو مخالفِ قرآن ہے دلائلِ عقلیہ کے ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے۔ کیونکہ سب سے بڑی آفت اِس زمانہ میں اسلام کے لئے جو بغیر تائیدِ الٰہی دُور نہیں ہو سکتی عیسائیوں کے فلسفیانہ حملے اور مذہبی نکتہ چینیاں ہیں۔ جن کے دُور کرنے کے لئے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی آوے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۴۱)

"اِس زمانہ میں گندی تحریروں کے ذریعہ سے اِس قدر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی توہین کی گئی ہے کہ کبھی کسی زمانے میں کسی نبی کی توہین نہیں ہوئی .... اور درحقیقت یہ ایسا زمانہ آگیا ہے کہ شیطان اپنے تمام ذریات کے ساتھ ناخنوں تک زور لگا رہا ہے۔ کہ اسلام کو نابود کر دیا جائے۔ اور چونکہ بلاشبہ سچائی کا جھوٹ کے ساتھ یہ **آخری جنگ** ہے، اِس لئے یہ زمانہ بھی اِس بات کا حق رکھتا تھا کہ اس کی اصلاح کے لئے کوئی خدا کا مامور آوے۔ پس وہ **مسیح موعود ہے جو موجود ہے**۔ اور زمانہ حق رکھتا تھا کہ اِس نازک وقت میں آسمانی نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی دُنیا پر **حجّت** پوری ہو۔ سو **آسمانی نشان** ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور آسمان جوش میں ہے کہ اس قدر آسمانی نشان ظاہر کرے کہ اسلام کی **فتح کا نقارہ** ہر ایک ملک میں اور ہر ایک حصّہ دُنیا میں بج جائے۔ اَے قادر خدا! تو جلد وہ دِن لا کہ جس فیصلہ کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ظاہر ہو جائے۔ اور دُنیا میں **تیرا جلال** چمکے اور تیرے دین اور تیرے **رسول** کی **فتح** ہو۔ آمین ثم آمین!"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۸۶-۸۷)

خطبہ جمعہ

قرآنِ کریم کی شریعت و ہدایت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ اور رُوحانی تاثیریں

وحشی کو انسان بنانے کے بعد اُسے با اخلاق اور پھر باخدا انسان بناتی ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رسول ہیں آپ کی رُوحانی تاثیریں قیامت تک دُنیا میں قائم رہیں گی۔!!

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۸ راخاء ۱۳۵۳ ہش مطابق ۱۸ ر اکتوبر ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
قرآنِ عظیم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر جو ہدایت اور شریعت نازل کی وہ

ایک عظیم شریعت

ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ قرآنِ کریم کی شریعت اور ہدایت اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ اور رُوحانی تاثیریں ایک وحشی کو انسان بنانے کی طاقت رکھتی ہیں اور انسان کو با اخلاق انسان بنانے کی طاقت رکھتی ہیں اور با اخلاق انسان کو باخدا انسان بنانے کی طاقت رکھتی ہیں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ایک بڑا ہی عجیب اور بڑا ہی حسین نظارہ دُنیا نے عرب کے ملک میں دیکھا۔ عرب میں بسنے والے ایک وحشی قوم کی حیثیت سے زندگی گزار رہے تھے۔ اُن میں سے بہت سے اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ عیش وعشرت کی زندگی تھی۔ اپنی راتیں شراب کے نشہ میں اور عیش میں گزارنے والی قوم تھی۔ معاف کرنا اُن کو آتا ہی نہیں تھا۔ ظلم بے انتہا کرتے تھے۔ غلام بناتے تھے۔ اور غلاموں پر بے اندازہ مظالم ڈھاتے تھے۔ پھر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو قرآن کریم کی شریعت اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور آپؐ کی رُوحانی تاثیر اور قوتِ قدسیہ نے ان ہی وحشیوں کو انسان بنایا۔ انسان اگر سوچے تو با اخلاق بننے سے پہلے اُسے انسان بننا پڑتا ہے۔ اِس لئے کہ ہزارہا سال قبل جب سے آدمؑ پیدا ہوئے اور انسان اپنی مہذب شکل میں دُنیا میں ظاہر ہوا اس وقت سے لے کر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تک ہمیں یہی نظارہ نظر آتا ہے کہ

خدا تعالےٰ کی شریعت

ہمیشہ انسانوں پر نازل ہوتی رہی۔ حیوانوں پر نازل نہیں ہوتی رہی۔ اور قرآنِ کریم کے جو احکام ہیں اُن میں سے درجنوں ایسے ہیں جن کا تعلق مسلمان سے نہیں بلکہ انسان سے ہے۔ مَیں جب ۱۹۶۷ء میں دَورہ پر انگلستان گیا تو لندن کے ایک حصہ میں سینکڑوں کی تعداد میں بالغ احمدی بستے ہیں۔ انہوں نے ایک دِن مجھے اپنے ہاں بُلایا۔ اور مجھے علم نہیں تھا لیکن اُنہوں نے ایک ہال کرایہ پر لے کر میری مختصر سی تقریر کا بھی انتظام کیا ہوا تھا۔ وہاں جا کر مجھے پتہ لگا۔ اس ہال میں زیادہ مجمع نہیں تھا۔ چھوٹا سا ہال تھا۔ اُس ہال میں اکثریت غیر مسلموں کی تھی۔ مجھے خیال آیا کہ ان کا اسلام سے تعارف کرایا جائے۔ مَیں نے اپنے رنگ میں سات آٹھ ایسے نکات چنے، تعلیم کے وہ حصے لئے جن کا تعلق انسان سے بحیثیتِ انسان ہے۔ مثلاً (اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں مختصراً یہ کہ) اسلام یہ نہیں کہتا کہ صرف مسلمان پر افتراء باندھنا ناجائز اور حرام ہے۔ اور غیر مسلموں پر جھوٹ باندھو اور افتراء باندھو۔ اسلام کی یہ تعلیم نہیں۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ کسی انسان پر تم نے افتراء نہیں باندھنا۔ اُس کے خلاف جھوٹ نہیں بولنا۔

اسلام یہ کہتا ہے کہ کسی انسان پر ظلم نہیں کرنا۔ بلکہ اس سے آگے جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ کسی مخلوق پر ظلم نہیں کرنا۔ وہ چونکہ غیر مسلم تھے، مَیں نے ان کو اِس طرح سمجھایا کہ دیکھو تم لوگ اسلام کے مُنکر ہو اسلام پر ایمان نہیں رکھتے۔ جو اللہ کا تصور اسلام نے پیش کیا ہے وہ تم تسلیم نہیں کرتے لیکن یہ اُس اللہ کی شان ہے جسے اسلام نے پیش کیا ہے اور یہ شان ہے قرآنِ عظیم کی شریعت کی کہ تم اس کے مُنکر اور یہ تمہارا خیال رکھنے والی ہے۔ اس طرح مختصراً

سات آٹھ باتیں

مَیں نے بیان کیں اور اُن کے اُوپر اثر ہوا اور بعد میں اُنہوں نے میرا قریباً "گھیراؤ" کر لیا اور کہا ہمارے ہاں آئیں اور تقریر کریں۔ اسلام کے حُسن اور احسان کی یہ باتیں تو ہم آج پہلی مرتبہ سُن رہے ہیں۔

پس اِسلام میں یہ قوت اور طاقت ہے اور اسلام میں وہ تعلیم سکھائی گئی ہے جو وحشیوں کو انسان بنانے والی ہے۔ اور مَیں نے بتایا کہ آج تک کسی جانور پر یا بیل پر یا پرندوں میں سے کبوتر پر شریعت نازل نہیں ہوئی۔ صرف انسان پر ہمیشہ سے شریعت نازل ہوتی رہی ہے۔ اِس سے ہمیں پتہ لگا کہ رُوحانی ترقیات سے پہلے بلکہ اخلاقی منازل طے کرنے سے پہلے انسان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے اندر انسانی اقدار پیدا کرے۔ اگر کسی میں انسانی اقدار نہیں جیسا کہ خود قرآنی شریعت نے بتایا تو اُس کے لئے یہ عقلاً ممکن نہیں ہے کہ وہ با اخلاق بھی ہو اور باخُدا بھی ہو۔ پہلے اس کے لئے انسان بننا ضروری ہے اور انسانی اقدار میں سے جو قرآن کریم نے ہمیں بتائیں یہ ہے کہ جیسا کہ ابھی مَیں نے بتایا کہ

ظلم کسی انسان پر نہیں کرنا

اور حقارت اور گالیاں اور بُرا بھلا کسی انسان کو نہیں کہنا۔ یہاں تک کہہ دیا، اِتنی دلجوئی کی، جذبات کا اتنا خیال رکھا کہ وہ لوگ جو انسان تو ہیں لیکن اُن کے اندر انسانی اقدار نہیں وہ خدا تعالےٰ پر ایمان نہیں لاتے بلکہ شرک کرتے ہیں۔ تو مشرکین کے خداؤں کو بھی گالی نہیں دینی۔ جن کو وہ خدا کا شریک بناتے ہیں۔ اُن کے جذبات کا خیال رکھا۔ پتھر کے تراشے ہوئے بُت تو نہ گالی سُنتے ہیں نہ اُن کے جذبات ہیں۔ نہ ان کے اُوپر اس کا کوئی اثر ہوتا ہے۔ اثر تو انسان پر ہوتا ہے۔ جس نے اس بُت کو تراشا۔ اگر کوئی اس کے بُت کو گالی دے تو اُس کے جذبات کو ٹھیس لگتی ہے۔ تو جو خدا تعالےٰ کے مقابلے میں بُت تراشتے ہیں۔ اور شرک میں مبتلا ہیں۔ قرآنِ کریم نے اُن کے جذبات کا بھی خیال رکھا ہے۔ یہ

وحشی کو اِنسان بنانے کا سبق

ہے۔ پس درجنوں ایسی تعلیماتِ قرآنی ہیں جو وحشی سے انسان بناتی ہیں اور مَیں نے بتایا کہ قرآنی شریعت اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی رُوحانی تاثیرات اور فیوض کا یہ نتیجہ تھا کہ وہ وحشی قوم جو اپنی بچیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتی تھی۔ وہ وحشی قوم جو ظلم کے چشمہ سے پانی کی طرح ظلم پی پی کر سیر ہوتی تھی۔ وہ لوگ، جو افتراء کرنے والے تھے، جھوٹ باندھنے

والے تھے۔ عیش میں زندگی کے دِن گزارنے والے تھے۔ جو پاکدامن عورتوں کے متعلق اپنے عشق کی جھوٹی داستانوں کا اعلان خانہ کعبہ میں لٹکائے گئے عشقیہ اشعار میں کرتے تھے۔ جن میں معصوم عورتوں کے ساتھ جھُوٹا عشق جتایا جاتا تھا اور بڑے فخر سے باتیں کی گئی تھیں۔ اس قسم کی ان کی وحشیانہ حالت تھی۔ وہ وحشیانہ زندگی گذار رہے تھے۔ پھر اس شریعت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض نے ان رسمی انسانوں کو (حقیقی) انسان بنایا۔ پھر انسان بننے کے بعد اُن کو با اخلاق انسان بنایا۔ اور

با اخلاق انسان بننے کے لئے ضروری ہے

کہ آسمان سے وحی نازل ہو۔ اور اخلاق سکھائے کیونکہ حقیقی اخلاق جن پر انسان پختگی سے قائم ہوسکتا ہے وہ وحی کے طفیل ہی انسان کو ملتے ہیں۔ مثلاً آجکل کی دُنیا کو لے لو۔ اس دُنیا میں بڑی مہذب قوموں میں ظاہرًا تو دیانتداری پائی جاتی ہے۔ یہ ایک انسانی قدر ہے کہ کسی سے بھی دھوکہ نہیں کرنا۔ اور اس کا مال نہیں کھانا۔ اِسلام نے یہ نہیں کہا کہ مسلمان کا مال نہ کھاؤ۔ اسلام نے کہا ہے کسی کا بھی مال نہ کھاؤ۔ مگر یہ (یہ قومیں ایسی ہیں کہ) جب تک ان کا فائدہ ہو اُس وقت تک یہ بڑی دیانتدار ہیں۔ جتنے COLONIES (کالونیز) آباد کرنے والے (ممالک) ہیں۔ مثلاً سلطنتِ برطانیہ جس کا دعوے تھا کہ اُس کی ایمپائر پر سُورج غروب نہیں ہوتا۔ اس ایمپائر کے بانی یعنی انگلستان جو ان کی (COLONIES) کالونیز کے ماں باپ کی حیثیت رکھتا تھا جب تک اُن کا فائدہ ہوتا تھا۔ یہ بڑے دیانتدار تھے۔ اور جہاں اُن کا فائدہ نہیں ہوتا تھا وہاں وہ دیانتدار نہیں تھے۔

بہرحال اسلام نے وحشی کو انسان بنانے کے بعد

با اخلاق اِنسان

بنایا اور قرآنِ عظیم کی ہدایت اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ نے اخلاق بھی وہ سکھائے کہ اُس حُسن اور احسان کے جلوے انسانی عقل کی حدُود سے بھی باہر تھے۔ اِسلام انسان کے اخلاق کی اتنی باریکیوں میں گیا ہے کہ انسانی عقل وہاں نہیں پہنچتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اس کو بڑی وضاحت سے

"اِسلامی اُصول کی فلاسفی"

میں بیان فرمایا ہے۔ اور بعض دُوسری کتب میں بھی اس پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ بہت لمبا مضمون ہے جو کئی خطبوں پر مشتمل ہوسکتا ہے۔ لیکن مَیں اِس وقت مختصرًا آپ کو اس قسم کے عنوان بتا رہا ہوں۔ پس وحشی سے انسان بنایا۔ انسان سے با اخلاق انسان بنایا۔

دیانت (جو اخلاق کی کسوٹی پر پُوری اُترتی ہے) تکبّر سے پرہیز۔ ریا نہیں کرنا۔ لیکن جو یہ خصلتیں دُوسرے انسانوں سے تعلق رکھنے والے ہیں اُن کو ہم اخلاق کہتے ہیں یعنی انسان سے تکبّر سے پیش نہ آنا۔ اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے کہ بڑے ہوکر چھوٹوں سے محبت اور پیار کا سلوک کرو۔ نہ یہ کہ اُن پر تکبّر کا اظہار کرو۔ پس جو عالم ہے وہ اپنے علم پر غرور نہ کرے۔ جو مالدار ہے وہ اپنے مال پر غرور کرکے اپنے بھائیوں کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش نہ آئے لیکن یہی تکبّر سے پرہیز

ایک منفی پہلو

ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں مُثبت اخلاق بھی ہیں۔ جس وقت اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہو تو وہ پھر نہایت درجہ کی عاجزی بن جاتی ہے۔ اور انسان خدا کے مقابلہ میں اپنی نیستی کی حقیقت کو پہچاننے لگتا ہے۔ پس انسان سے با اخلاق انسان بنایا اور پھر با اخلاق سے باخُدا انسان بنایا۔ اسلام کے اندر یہ طاقت پائی جاتی ہے۔ اسلام اور قرآن کریم کی ہدایت نے اپنی اِس قوت وطاقت کا عملی نمونہ دکھایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بڑی شان سے یہ چیز ہمیں نظر آتی ہے۔ لیکن آج تک قرآنی شریعت وہدایت نے عملی نمونہ دکھایا ہے۔ وہ جو ایک ایک آدمی دُنیا کے کناروں تک چلا گیا تھا اور وہاں انسان کا دِل محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالےٰ کے لئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے لئے جیتے تھے۔ اُس نے اپنے نمونہ سے، اپنے اخلاق سے، اپنے کردار سے، اپنے افعال اور نیک اعمال سے اور حُسن کے جلوے لوگوں کو دکھا کر، اِحسان

کی طاقت کا مظاہرہ لوگوں کے سامنے کرکے اُن لوگوں کے دِلوں کو اپنی طرف مائل کیا۔

ایک بڑا مشہور تاریخی واقعہ

ہے۔ سینیگال جس کے جغرافیائی حدُود اُس وقت آج کی نسبت مختلف تھے۔ اُس وقت بہت بڑا علاقہ تھا۔ اس میں بعض بہت بڑے بڑے دریا ہیں۔ وہاں ہمارے ایک بزرگ گئے۔ انہوں نے وہاں تبلیغ کی لیکن کوئی اُن کی بات نہ سُنتا تھا۔ اور ایک لمبا عرصہ تبلیغ کے بعد مایوس ہوکر اُنہوں نے سوچا کہ تو ان لوگوں کی خاطر اپنا وقت ضائع کر رہا ہوں اصل چیز تو یہ ہے " لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ " اگر ہدایت اُن کے نصیب نہیں تو میں جاکر اپنی عاقبت سنواروں۔ وہ ایک بہت بڑے جزیرے میں چلے گئے۔ اور وہاں جاکر عبادت شروع کی خدا تعالیٰ نے اُن کو ایک معجزہ دکھانا تھا۔ خدا تعالےٰ نے ان پر قرآنِ عظیم کی تاثیر ظاہر کرنی تھی۔ انہوں نے وہاں ایک جھونپڑا بنایا۔ کچھ شاگرد ساتھ ہی گئے ہوئے تھے۔ وہ چند آدمی وہاں رہنے لگے اور غریبانہ درویشانہ زندگی گزارنی شروع کر دی۔ تب

خدا نے فرشتوں کو کہا

کہ اس شخص کو، میرے اس بندے کو یہ سمجھ آگئی کہ اُس کی کوششیں بے نتیجہ ہیں، جب تک اللہ تعالےٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو۔ پس خدا تعالےٰ نے اس علاقہ کو اپنی قدرت کی یہ شان دکھائی کہ اِس سارے علاقہ میں بیسیوں بلکہ شاید سینکڑوں قبائل ارد گرد آباد تھے۔ ان میں سے ہر قبیلہ میں سے دو چار کے دِل میں فرشتے تحریک پیدا کرتے تھے کہ اُن کے پاس چلے جاؤ۔ تو وہ اُن کے پاس مسلمان ہوکر آجاتے تھے۔ وہ غیر مسلموں کا علاقہ تھا اور پھر انہوں نے وہاں قرآنِ کریم اُن کو پڑھانا شروع کیا اور درس دینا شروع کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور اُن کے دماغوں کو کھولا اور قرآنِ کریم کا علم اُن کو حاصل ہوا۔ مُعلّم حقیقی تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہ لوگ جو اِس غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور سمجھتے ہیں کہ قرآنِ کریم کے نئے اسرارِ رُوحانی کسی پر ظاہر نہیں ہوسکتے وہ در اصل اللہ تعالےٰ کے مُعلّمِ حقیقی ہونے سے انکار کر رہے ہیں۔ مُعلّمِ حقیقی اُس تعؐ کی ذات ہے۔ وہ اس بزرگ کو قرآنِ کریم سِکھا رہا تھا۔ اور یہ آگے اُس زمانہ کے حالات کے مطابق جو

ابدی اور بُنیادی صداقتیں

تھیں وہ اُن کو سِکھا رہے تھے۔ کئی سال تک یہ مدرسہ انہوں نے لگایا۔ اور قرآن کریم پڑھایا۔ اُس اُستاد کی اپنی کوششیں تو ناکام ثابت ہوئیں۔ لیکن جب اُن کے شاگرد اپنے اپنے قبیلہ میں گئے تو ہزاروں کی تعداد میں اُن کے قبائل دھڑا دھڑ اِسلام میں داخل ہونے شروع ہوئے اور وہ سارا علاقہ مسلمان ہوگیا۔

پس ہم کہتے ہیں با اخلاق سے باخُدا انسان بنایا۔ باخُدا کا مطلب یہ ہے کہ خُدا کا اُس سے تعلق ہے۔ خدا کا قرب اُسے حاصِل ہے۔ وہ خُدا کی آواز سُنتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کا مُعلّم بنتا ہے۔ خُدا تعالیٰ اس کا ہادی بنتا ہے۔ خدا تعالیٰ اُس کا رہنما بنتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو غلطیوں اور کبائر سے جو چھُپے ہوئے ہیں یا جو صغائر ہیں (بزرگوں کے لئے وہ بھی کبائر بن جاتے ہیں وہ علیحدہ مسئلہ ہے۔) اس لغزش سے اُن کو بچاتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ نہ جسمانی زندگی نہ رُوحانی زندگی اللہ کی مدد کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔

پس اسلام نے اور قرآنِ کریم کی ہدایت نے وحشی کو انسان بنایا، انسان کو با اخلاق انسان بنایا۔ با اخلاق انسان کو باخدا انسان بنایا۔ اور کسی کا یہ سمجھنا کہ

قرآنِ کریم کی تاثیریں

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قوائے رُوحانیہ ایک وقت تک تو کام کر رہے تھے۔ اور اس کے بعد پھر وہ نعوذ باللہ مُردہ ہوگئے یہ غلط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کی جس رنگ میں ہمیں مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ معرفت حاصل ہوئی وہ ایک زندہ رسُول ہیں۔ اور اُنؐ کے اوپر کبھی موت نہیں آسکتی۔ قیامت تک آپؐ کی رُوحانی زندگی اِس دُنیا میں اپنے جلوے دکھاتی اور نوعِ انسان کو ہدایت کی طرف جذب کرتی اور کھینچتی ہے۔ آج بھی خدا اُسی طرح بولتا ہے جس طرح وہ پہلے بولا کرتا تھا۔ آج بھی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپؐ کی اتباع خدا کے بندوں کو خدا کا محبوب بناتی ہے۔ آج بھی جو خدا کے بندے ہیں وہ اس قدر عظیم اخلاقی رفعتوں کو پہنچے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے اخلاق اور اپنے نمونہ کے ذریعہ سے نوعِ انسانی

کو اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور قرآنی ہدایت کی طرف کھینچنے والے ہیں۔ پس وہ عظیم ہدایت اور شریعت ہے جس پر ہم ایمان لائے ہیں۔ یہی چیزیں تھیں جنہیں دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ؎

قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

ایک عظیم شریعت آپ کو ملی ہے۔ جس کے نیوض پیچھے نہیں رہ گئے بلکہ وہ قیامت تک نوعِ انسانی کی انگلی پکڑ کر خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچانے والے ہیں۔ پس دعائیں کرو۔

بہت دعائیں کرو

کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو، جماعتِ احمدیہ کے مرد و زن کو، خود معلم حقیقی بن کر قرآن کے اسرارِ روحانی سکھانے والا ہو اور اپنے فضل سے انسان، پھر با اخلاق انسان، پھر با خدا انسان بنانے والا ہو۔ اور خدا کرے کہ احمدی کا نمونہ انسان کو جذب کرکے اور کھینچ کر اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پہنچانے والا بنے۔ آمین ٭

راضی برضاءِ الٰہی

کلام سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ مطبوعہ رسالہ فرقان اپریل ۴۴ء

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلا ہو	راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو
مٹ جاؤں میں تو اس کی پروا نہیں ہے کچھ بھی	میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو
سینہ میں جوشِ غیرت اور آنکھ میں حیا ہو	لب پر ہو ذکر تیرا دل میں تری وفا ہو
شیطان کی حکومت مٹ جائے اس جہاں سے	حاکم تمام دنیا پہ میرا مصطفیٰ ہو

محمود عمر میری کٹ جائے کاش یونہی
ہو روح میری سجدہ میں سامنے خدا ہو

صد سالہ جوبلی کے عظیم منصوبہ کا روحانی پروگرام

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عالمگیر روحانی منصوبہ کی کامیابی کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احبابِ جماعت کے سامنے دعاؤں اور عبادات کا ایک خاص پروگرام رکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے :-

(۱) جماعتِ احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک ہر ماہ احبابِ جماعت ایک نفلی روزہ رکھا کریں جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن علاقائی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

(۲) دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں۔ جو نمازِ عشاء کے بعد سے لیکر نمازِ فجر سے پہلے تک یا نمازِ ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

(۳) کم از کم سات بار روزانہ سورۃ فاتحہ کی دعا غور و تدبر سے پڑھی جائے۔

(۴) تسبیح و تحمید اور درود شریف (یعنی سُبحان اللہ وبحمدہٖ سُبحان اللہ العظیم اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ و آلِ محمدٍ) اور اسی طرح استغفار (یعنی استغفر اللہ ربی من کلّ ذنبٍ و اتوب الیہ) کا ورد روزانہ ۳۳ ۳۳ بار کیا جائے۔

(۵) مندرجہ ذیل دعائیں روزانہ کم از کم گیارہ بار پڑھی جائیں :-

(۱)۔ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔

(۲)۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ ٭

ابتلاء جماعتی ترقی کا ایک اہم ذریعہ ہیں

حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

"ہم نے بلاؤں اور امتحانات کا سلسلہ بھی جاری کیا ہوا ہے جن کے ذریعہ ہم کھوٹے اور کھرے میں امتیاز کر دیتے ہیں۔ اور انبیاء کے زمانہ میں یہ امتحانات زیادہ تر اسی رنگ میں ہوتے ہیں کہ باپ کو بیٹے سے اور بیٹے کو باپ سے۔ خاوند کو بیوی سے اور بیوی کو خاوند سے۔ بھائی کو بہن سے اور بہن کو بھائی سے جدا ہونا پڑتا ہے۔ اور اس طرح وہ ایک دوسرے کی ایمانی آزمائش کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ پھر یہ آزمائش صرف خاندانوں تک ہی محدود نہیں رہتی بلکہ قوم کی قوم کو اس دور میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اور کفار مومنوں کے لئے اور مومن کفار کے لئے ابتلاء اور آزمائش کا ایک ذریعہ بن جاتے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ پر ایمان لانے سے ادھر صحابہؓ کو آزمائشوں کی ایک آگ میں سے گزرنا پڑا اور ادھر ان کی مخالفت نے دشمنوں کی اندرونی خرابیوں کو بھی بے نقاب کر دیا۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوتے تو نہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کی خوبیاں دنیا پر ظاہر ہوتیں اور نہ ابوجہل اور عتبہ اور شیبہ کی بدکرداریاں دنیا پر عیاں ہوتیں۔ یہ اسی ایمانی آزمائش کا نتیجہ تھا کہ اس نے ایک طرف تو صحابہ کے اندرونی حسن کو ظاہر کر دیا اور دوسری طرف کفار کا مخفی کوڑھ لوگوں پر ظاہر ہو گیا۔ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوتے تو دنیا میں یہی سمجھا جاتا کہ ابوالحکم مکہ کا ایک بہت بڑا مدبر اور سمجھدار رئیس تھا۔ اور ابوبکرؓ وہاں کا ایک دیانتدار اور با اخلاق تاجر تھا۔ جب مخالفت کی آگ بھڑکی تو اس نے صحابہؓ کو کندن بنا دیا اور کفار کا ملمع اتار کر ان کا پیتل ہونا لوگوں پر ظاہر کر دیا۔ غرض صحابہؓ کفار کے لئے اور کفار صحابہؓ کے لئے آزمائش کا ایک ذریعہ بن گئے۔ مگر فرماتا ہے ان آزمائشوں میں تمہارا صبر اور استقامت سے اپنے ایمان پر قائم رہنا ضروری ہے۔ تاکہ تمہاری عظمت لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور یہ کبھی خیال نہ کرو کہ اگر ابتلاء اسی طرح بڑھتے چلے گئے تو شاید تمہاری ہلاکت کا باعث بن جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام حالات کو دیکھ رہا ہے۔ اس میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ تم ان ابتلاؤں سے گھبراتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ جو بصیر ہے وہ جانتا ہے کہ یہ ابتلاء تمہاری طاقت کو کچلنے کا باعث نہیں بلکہ تمہیں اور بھی ترقی کی طرف لے جانے والے ہیں۔ یہی نکتہ مولانا رومؒ نے اپنے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیرِ آں گنج کرم بنہادہ است

یعنی ہر ابتلاء جو اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلوں پر آتا ہے اس کے نیچے رحمتِ الٰہی کا ایک بہت بڑا خزانہ مخفی ہوتا ہے۔ جو ان کی ترقی کا باعث ہوتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو مکہ کے بڑے بڑے رؤساء نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسی کیسی اذیتیں پہنچائیں۔ مگر یہی اذیتیں تھیں جنہوں نے سعید الفطرت لوگوں کے طبائع میں ہلچل مچا دی۔ اور وہ خون کے دریاؤں میں سے گزرتے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ تک جا پہنچے۔ اور انہوں نے آپؐ کے آستانہ پر اپنا سر جھکا دیا۔۔۔۔۔۔۔

پس ابتلاؤں سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ انہیں جماعتی ترقی کا ایک اہم ذریعہ سمجھنا چاہیئے۔ اور دعاؤں سے اور گریہ و زاری سے اور نیک اور پاک اعمال سے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی نصرت کو جذب کرنا چاہیئے۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۵۹ ۔ ۶۱)

حج بیت اللہ — اور — جماعت احمدیہ

از الحاج مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

حج بیت اللہ ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے جس کی فرضیت اور اہمیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ۔
(آل عمران ع)

یعنی اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اس گھر (خانہ کعبہ) کا حج کریں۔ یعنی جو بھی اس تک جانے کی توفیق پائے۔ اور جو انکار کرے تو وہ یاد رکھے کہ اللہ تمام جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

اس آیت میں حج کی فرضیت کو استطاعت راہ کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ اس استطاعت راہ میں زادِ راہ ضروریاتِ سفر سواری وغیرہ اور حالات امن وصحت سب داخل ہیں اور حج عمر میں ایک دفعہ فرض ہے۔ اس فرض کی ادائیگی کے بعد جس خوش قسمت کو پھر حج کا موقعہ وسعادت ملے۔ وہ نفل شمار ہوگا۔

فضائل حج

حج ایک عاشقانہ عبادت ہے۔ جو ایک لحاظ سے تمام عبادتوں کا مجموعہ ہے جس میں شعائر اللہ کی زیارت کے علاوہ نمازوں۔ دعاؤں۔ تلاوت قرآن مجید قربانی صدقہ وخیرات ضبط نفس اور اصلاح اخلاق کا ایک عاشقِ صادق کو خوب موقع ملتا ہے۔ اور یہ عبادت مرکزیت واجتماعیت کا سبق دینے کے علاوہ انسان میں نسلِ انسانی کی وحدت کی روح پیدا کرتی ہے۔ اور بالآخر انسان کو دنیا اور اس کے مالوفات سے الگ کرکے اُن میں تقدیح ہجرت یعنی تبتّل اِلیٰ اللہ۔ اور تعلق باللہ کے حصول کا جذبہ راسخ پیدا کرتی ہے۔

طواف بیت اللہ

جب ایک حاجی کی نگاہ بیت اللہ شریف پر پڑتی ہے تو اس کا دل شدّتِ جذبات رقّت سے بیقرار ہو جاتا ہے۔ اور بے اختیار زبان سے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ کے کلمات جاری ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی روح آستانۂ الٰہی پر سجدہ ریز ہوتی ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا پہلا گھر ہے جو دنیا میں اس کی عبادت اور تسبیح وتحمید کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور وہ اس کا طواف کرتا ہے۔ اور دعائیں کرتا ہے۔ اور طواف کے بعد مقام ابراہیم پر نفل ادا کرتا ہے۔ اور پھر صفا ومروہ کی سعی کرتا ہے۔ اور اپنے ایمان کو تازہ کرتا ہے کہ کس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے خدا تعالیٰ کے احکام کی سو فیصدی تعمیل کی۔ اور اپنے نفسوں کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے ان کی اس قربانی کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ اور رہتی دنیا تک ان کے نام کو روشن اور قائم ودائم کر دیا۔ ان شعائر اللہ کی زیارت اپنے اندر عظیم الشان سبق رکھتی ہے کہ جو مرد یا عورت بچہ یا بوڑھا۔ خاوند ہو یا بیوی۔ خدا تعالیٰ کے احکام کی تعمیل میں قربانی دے گا۔ خدا تعالیٰ اس کی قربانی کو قبول فرما کر اسے اپنے فضلوں سے نوازے گا۔ اور اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ اس لئے زندہ یقین اور ایمان کے ساتھ دین کی راہ میں قربانیاں دیتے چلے جاؤ۔ اس کے نتیجہ میں تم ابدی حیات پاؤ گے

میدان عرفات

حج کا ایک اہم رکن وقوفِ عرفات ہے جو نویں ذی الحج کو ہوتا ہے۔ یہ میدان مکہ سے قریباً ۲۰ میل دور ہے۔ حدیث میں اس میدان عرفات میں حاضری وعبادت کی اہمیت " اَلْحَجُّ عَرَفَةُ " کے الفاظ سے بیان فرمائی گئی ہے۔ کہ گویا حج کی ادائیگی کا اصل مقام "عرفات" کے میدان میں حاضری ووقوف ہے۔

وقوفِ عرفات ایک حاجی کی توجہ مختلف اہم دینی وروحانی امور کی طرف مبذول کراتا ہے۔

(۱) اس میدان میں تمام حاجی جو دنیا کے مختلف ممالک اور اکناف سے آتے ہیں اور مختلف زبانیں بولنے والے اور مختلف رنگ ونسل سے تعلق رکھتے ہیں ایک ہی قسم کا لباس پہنے ہوئے (یعنی احرام کی دو چادروں میں) ایک ہی طرف رُخ کرکے (یعنی قبلہ رُخ ہو کر) ایک ہی قسم کی عبادت (تلبیہ اور تسبیح وتحمید اور دُعائیں کرتے ہوئے) نظر آتے ہیں اور یہ وحدت اسلامی اور وحدت انسانی "Universal Brotherhood" کا شاندار اور بے نظیر نظارہ ہوتا ہے۔ اور صرف اسلام کا ہی طرّۂ امتیاز ہے۔

(۲) حجۃ الوداع کے موقعہ پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحج کی نویں تاریخ کو اس میدان عرفات میں تھے تو جمعہ کا روز تھا۔ اور عصر کی نماز کے بعد آپؐ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ)

اس آیت میں تکمیلِ دین۔ اتمامِ نعمت اور اسلام کے پسندیدہ دین ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ اس سے تین باتوں کا اشارہ ملتا ہے۔

اوّل:- تکمیل دین آنحضرت صلعم کی بعثت اور آپ کے وجود کے ذریعہ ہوئی کیونکہ پہلے انبیاء کرام کی بعثت مختص القوم اور مختص الوقت تھی۔ اس لئے عالمگیر ضروریات کیلئے عالمگیر دین کی ضرورت باقی تھی۔ جو آنحضرت صلعم کی بعثت سے وابستہ تھی۔ اس لئے تکمیل دین آنحضرت کے ذریعہ ہوئی۔

دوم:- اس تکمیل دین کے نتیجہ میں اتمام نعمت بھی ہوا۔ اور اتمام نعمت میں ہر قسم کی دینی ودنیوی برکات وحسنات داخل ہیں۔ اصل نعمت تو اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کے مدارج ہیں۔ جن میں نبوّت، صدیقیت شہادت صالحیت شامل ہیں۔ گویا آنحضرت صلعم ایک زندہ اور فیض رساں نبی ہیں۔ جن کی برکت سے حسنات الدّنیا اور حسنات الدین ملیں گی۔

سوم:- اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام ہے۔ اس لئے کہ وہ تکمیل ہدایت کی وجہ سے عالمگیر اور فطرتی دین ہے۔ اور یہ دین زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔ حج کے موقع پر اس آیت کا نزول اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ ہر انسان اپنے اندر اپنے دین کی تکمیل اور اتمام نعمت کی حقیقت اس وقت پا سکتا ہے۔ کہ وہ حج کی حقیقت اور حقیقتِ اسلام اپنے اندر پیدا کرے۔

۳۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر عرفات کے میدان میں ہی آنحضرت صلعم نے وہ آخری اور مشہور ومعروف تاریخی خطبہ دیا۔ جو خطبۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔ یہ خطبہ اسلامی تعلیمات کا خلاصہ اور عطر ہے۔ اسی خطبہ میں آنحضرت صلعم نے اعلان فرمایا:-

"اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔ اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ یاد رکھو! کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ اور اسی طرح کسی سُرخ رنگ والے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی سُرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے۔"

"ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

نیز فرمایا:-

"تمہارا خون۔ تمہارا مال اور تمہاری عزّت ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے۔ جس طرح پر یہ دن اور یہ مہینہ اور یہ شہر قابلِ احترام ہے۔"

گویا اس اعلان سے آنحضرت صلعم نے ایک ایسے صالح سماجی معاشرہ کے قیام کا اعلان فرمایا۔ جس کی بنیاد اخوّت عامہ اور مساواتِ انسانی پر ہے۔ جس میں رنگ نسل زبان وقومیت کے امتیازات کو بالکل ختم کر دیا ہے۔ اور جس میں ایک دوسرے کی جان ومال اور عزّت کی حفاظت کی ضمانت دی گئی ہے۔ اور یہی ضمانت امن عامہ کے قیام کی بنیاد ہے۔

قربانی

دسویں ذی الحجہ کو ایک حاجی منیٰ میں جمرۃ العقبیٰ کو کنکر مارنے کے بعد قربانی دیتا ہے۔ اور پھر سر کے بال کترا کر یا منڈوا کر غسل کرکے سِلے ہوئے کپڑے پہن لیتا ہے۔ یہ میدان منیٰ ایک حاجی کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی یاد دلاتا ہے کہ کس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنی دائمی قابل میں قربانی کے لئے ہمہ تن تیار ہو گئے تھے

اللہ تعالیٰ نے ان کے جذبۂ قربانی کو قبول فرمایا۔ اور اس کی یاد میں جانوروں کی قربانی قائم کر دی۔ اس لئے ہر حاجی کو احکامِ خداوندی کی تعمیل میں مالی وجانی اور اولاد کی قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونے والے ابدی حیات پاتے ہیں۔

سر کے بال منڈوانے اور غسل کرنے سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اب تمہارا حج مکمل ہو گیا۔ روحانی اعتبار سے گویا اب تمہاری نئی پیدائش ہوئی ہے۔ سچی توبہ کے نتیجہ میں پہلے گناہ معاف، اور اب زندگی کے باقی ایام نیکی اور تقویٰ پر قائم رہ کر رضائے الٰہی اور قربِ الٰہی کے حصول کیلئے کوشاں رہو۔

حج کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشادِ گرامی!

"جیسا کہ اس مقالہ کی ابتداء میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ حج ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے۔ احمدیت چونکہ کوئی نیا مذہب نہیں حقیقی اسلام کا ہی دوسرا نام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض ہی اسلام کی خدمت واشاعت ہے۔ اس لئے حضور اپنی جماعت کو نصیحت فرماتے ہیں:-

"اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اسی کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے۔ ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ کی اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں"

(ایام الصلح ص۸۶)

نیز ہر احمدی سے بیعت کرتے وقت یہ اقرار لیا جاتا ہے کہ:-

"اسلام کے سب حکموں پر چلنے کی کوشش کرتا رہوں گا"۔

اس لئے ہر ایسے احمدی پر جس میں شرائطِ حج پائی جائیں حجِ بیت اللہ موافق حکمِ خدا اور سنتِ رسول صلعم ادا کرنا فرض ہے۔ اور ہر احمدی کا حج سوائے مکہ مکرمہ کے کسی اور جگہ نہیں ہوتا۔ وہ مکہ مکرمہ پہنچ کر حسب احکامِ شریعت مناسکِ حج ادا کرتا ہے۔ سلسلہ احمدیہ کے قیام کے وقت سے لے کر اب تک ہزاروں احمدی جو اکناف عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ فریضہ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ باقی اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کی شدید تڑپ وتمنا رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ان کی اس نیک خواہش اور تمنا کے پورا کرنے کے اسباب پیدا کر دے آمین

ایک غلط فہمی کا ازالہ

احمدیت کے مخالفین عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے جہاں اور کئی غلط باتیں کہتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نعوذ باللہ

"ان کا حج بھی قادیان یا ربوہ میں ہوتا ہے"۔

(بیان مولانا وحیدالدین قاسمی ناظم دیوبند جنرل سیکرٹری دینی بورڈ دہلی مطبوعہ شبستان دہلی بابت ماہ اگست ۱۹۷۳ء)

ہم ایسی الزام تراشی اور کذب بیانی کے جواب میں صرف ارشاد ربانی کے مطابق لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ ہی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ ہر احمدی صدقِ دل سے حج بیت اللہ کے بنیادی اہم اسلامی رکن پر ایمان رکھتا ہے۔ اور مختلف ممالک کے رہنے والے ہزاروں حاجی جماعت احمدیہ میں موجود ہیں۔ سلسلہ احمدیہ کے دو ممتاز خلفاء کرام حضرت مولانا نورالدین صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین صاحب حاجی حرمین شریفین تھے۔ سنہ ۱۹۶۶ء میں سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے فریضہ حج ادا کیا۔ اور شاہ فیصل کے ذاتی مہمان رہے۔ اس وقت ہندوستان میں کافی تعداد میں احمدی حاجی صاحبان موجود ہیں۔ مرکزِ قادیان میں ایک درجن سے زائد حاجی صاحبان موجود ہیں اور خود یہ راقم الحروف گذشتہ سال بفضلہ تعالیٰ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر چکا ہے۔ ان حقائق کے موجود ہوتے ہوئے کسی معترض کا یہ کہنا کہ احمدی حج نہیں کرتے یا اُن کا حج قادیان یا ربوہ میں ہوتا ہے یا اُن کا حج قادیان یا ربوہ میں ہوتا ہے۔ صریح کذب بیانی ہے۔

احمدیوں کو حج سے روکنا

ہم حیران ہیں کہ ایک طرف تو ہمارے مخالفین احمدیوں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ وہ حج نہیں کرتے۔ یا اُن کا حج قادیان یا ربوہ میں ہوتا ہے دوسری طرف وہ سعودی عرب کے ذمہ دار ارکان کو غلط فہمی میں مبتلا کر کے احمدیوں کو حج بیت اللہ سے روکنے کی ہر ممکن سعی وکوشش کرتے ہیں۔ کیا ان کا یہ مخالفانہ طرزِ عمل خود ان کے اپنے الزام کی تردید نہیں کرتا۔ اگر احمدی حج بیت اللہ کے لئے مکہ مکرمہ نہیں جاتے تو پھر یہ مخالف سعودی حکومت پر کیوں زور ڈالتے ہیں کہ وہ احمدیوں کو حج کے لئے مکہ نہ آنے دے۔ یہ بات بتاتی ہے کہ ہمارے مخالفین کے دل بھی یہی مانتے ہیں کہ احمدیوں کا حج مکہ مکرمہ میں آکر ہی ہوتا ہے۔ قادیان یا ربوہ میں نہیں۔ ہاں البتہ قادیان اور ربوہ جماعت احمدیہ کے تنظیمی مرکز ہیں۔ جہاں اُن کے جلسہ ہائے سالانہ ہوتے ہیں۔ اور دوسرے تربیتی امور کی سرانجام دہی بھی ہوتی ہے لیکن حج کے لئے احمدی مکہ مکرمہ ہی جاتے ہیں۔ ورنہ ان کو وہاں سے روکنے کے منصوبے کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے

حضرت عرفانی کبیرؓ کی سلطان ابن سعود مرحوم سے ملاقات

حج کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل واقعہ کا ذکر قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگا حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الکبیرؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک صحابی اور اخبار الحکم کے ایڈیٹر تھے وہ سنہ ۱۹۲۷ء میں یورپ سے واپسی پر حج بیت اللہ کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ اسی طرح حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر مبلغ اسلام لنڈن واقربیغہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے وہ بھی حج کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ دورانِ قیام مذکورہ دونوں بزرگوں نے کئی دفعہ سلطان ابن سعود سے بھی ملاقات کی۔ ان معزز ومکرم احمدی بزرگوں کی فریضۂ حج کی ادائیگی پر بعض متعصب علماء مکہ مکرمہ میں دسیسہ انگیزی کر رہے تھے تو حضرت عرفانی صاحبؓ نے اس سلسلہ میں جلالۃ الملک ابن سعود سے ملاقات کی اور مندرجہ ذیل گفتگو کی جس کا ذکر آپ نے خود اپنی کتاب "کتاب الحج" میں کیا ہے۔ ہم [illegible] کے لئے اسے درج کر دینا مناسب سمجھتے ہیں:-

عرفانی:- جلالۃ الملک آپ جانتے ہیں حرمین شریفین کی خدمت کا شرف آپ کو کیوں ملا

سلطان:- ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

عرفانی:- بے شک یہ فضل تو ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل کے کچھ سبب ہوتے ہیں۔

سلطان:- میں کچھ نہیں جانتا آپ کیا سمجھتے ہیں۔

عرفانی:- شریف حسین کے زمانے میں آپ کے جد حج کے لئے آئے تھے۔ مگر شریف حسین نے اختلافِ عقیدہ کی وجہ سے اُن کو روک دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں آئی۔ اس لئے شریف کے خاندان سے یہ شرف نکل گیا۔ اور آپ آلِ سعود کو دیا گیا۔

سلطان:- مرحبا

عرفانی:- میں نے یہ واقعہ آپ کو اس لئے یاد دلایا ہے کہ مکہ معظمہ روئے زمین کے مسلمانوں کا مرکز ہے۔ یہاں مختلف عقائد کے لوگ آئیں گے۔ اور آپ کے ساتھ بھی بعض کا اختلاف ہوگا۔ اگر محض عقائد کے اختلاف کی وجہ سے آپ کسی سے تعرض کریں گے۔ تو یاد رکھیئے کہ خدا تعالیٰ آپ سے یہ خدمت چھین لے گا۔ اور اس کو دے گا۔ جو اختلافِ عقائد کی وجہ سے کسی سے تعرض نہیں کرے گا۔

سلطان:- یہ سن کر استغفار کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ اور کہا کہ میں انشاء اللہ کبھی ایسا نہیں کروں گا۔ اور ساتھ ہی کہا کہ آپ خود موجود ہیں۔ آپ سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔ آپ کی شکایت ہوئی۔ اس پر بھی ہم نے توجہ نہیں کی۔ اس پر میں نے کہا کہ اسی بات نے مجھے تحریک کی کہ میں یہ حق آپ کو پہنچا دوں الحمد للہ کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

(کتاب الحج ص۲۷۶، ۲۷۷)

سعودی حکومت سے ایک گذارش

مذکورہ بالا واقعہ سے معلوم ہوا کہ چونکہ شریف حسین والی مکہ نے سلطان ابن سعود کے جدِ امجد کو محض اختلافِ عقیدہ کی وجہ سے حج سے روک دیا تھا اللہ تعالیٰ نے اُن سے یہ خدمت چھین کر سلطان ابن سعود کو دے دی۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ سلطان ابن سعود مرحوم نے اپنے عہد کو زندگی بھر خوش اسلوبی سے نبھایا۔ کسی شخص کو بھی جو حج کی فرضیت پر ایمان رکھتا ہے۔ اور حج اور عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ آیا۔ بالکل نہیں روکا یہ ایک حقیقت ہے کہ خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ کسی فردِ واحد کی ذاتی ملکیت نہیں۔ اس لئے والی مکہ یا اربابِ حکومت اس گھر کے خادم ہیں مالک نہیں

(باقی ص۲۰ پر)

حقیقی اسلام کی زندہ تصویر "احمدیت"

از مکرم و محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر تصنیف قادیان

دُنیا میں بے شمار مذاہب پائے جاتے ہیں۔ اور وہ سب کے سب اپنی ابتدائی حالت کے لحاظ سے خداتعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور ان میں بہت سی قدریں مشترک بھی موجود ہیں۔ اور ان کے ماننے والوں کا یقین ہے کہ وہ سچے ہیں۔ مگر سوال نری سچائی کا نہیں بلکہ زندگی کا ہے۔ دیکھنے کے قابل یہ بات ہے کہ ان میں سے کونسا مذہب اس وقت بھی زندہ اور پھل دینے والا ہے۔ ایک درخت سبز بھی ہو مگر پھل سے خالی ہو' ایک گاڑی صحیح سلامت بھی ہو مگر اس میں پٹرول نہ ہو یا اُس کا ڈرائیور نہ ہو۔ ایسا ہی ایک ہوائی جہاز نیا ہی کیوں نہ ہو مگر تیل یا پٹرول یا ڈرائیور سے محروم ہو تو وہ کس کام کا ؟ یہی حال مذہب کا ہے اگر کوئی مذہب تازہ پھل دینے سے عاری ہے اور تازہ نشانات دینے سے قاصر ہے۔ جن کو دیکھنے و مشاہدہ کرنے سے خداتعالیٰ کی ہستی پر حق الیقین پیدا ہوتا ہے تو وہ کسی کام کا نہیں۔ بےکار محض ہے مدعا یہ ہے کہ اس مذہب پر پورے طور پر عمل کرنے سے اب خداتعالیٰ سے تعلق' قرب پیدا نہ ہوتا ہو تو وہ مذہب مُردہ ہے اور اس قابل نہیں کہ انسان اس سے چمٹا رہے۔ گو وہ دیکھنے میں کیسا ہی بھلا معلوم ہو۔

مذہب کے ذریعہ سے خداتعالیٰ سے تعلق قرب کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر کامل طور پر عمل کرنے والے انسان کی دُعائیں غیر معمولی طور پر سُنے اور قبول کرے۔ اس کے ہاتھ پر نشانات اور معجزاتِ بیّنات اور خوارق کا ظہور ہوتا ہو۔ اور امورِ غیبیہ اور پیشگوئیاں جو کسی طرح بھی خداتعالیٰ کے بتائے بغیر معلوم نہ ہوسکیں اس پر قبل از وقت کُھلیں اور اسرار و حقائق و دقائق، علوم و معارف ظاہر ہوں۔ اور خداتعالیٰ کی ہستی کے بارے میں دلوں میں انقلاب لائیں اور اس پر زندہ یقین پیدا کرنے کا موجب بنیں۔ اور ان کو اسی دنیا میں خداتعالیٰ کا قرب نصیب ہوسکے۔ اور وہ اگلے جہان میں اس کے وصال کے لئے ثبوت کا کام دے۔ یہ ظاہر ہے کہ کئی مذاہب کا مطالعہ اور ان کا موازنہ ہر ایک کے لئے دشوار ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ بہت سے لوگوں کو مذہب سے کوئی دلچسپی نہ ہو۔ ایسی صورت میں درز سر بسیار است والا معاملہ ہے۔ اس لئے قصہ کو تاہ کرنے کے لئے مذکورہ معیار اور معمولی مابہ الامتیاز نہایت مفید اور کارآمد ہے۔ اور زندہ مذہب کی شناخت کی بہترین کسوٹی ہے۔ جس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں۔ حضرت مسیح ؑ نے سچ فرمایا ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے (متی)۔ اسلام نے بھی یہی معیار بتایا ہے کہ زندہ مذہب وہ ہے۔ جو تازہ پھل دینے والا ہو۔ فرماتا ہے :۔

" ضرب اللہ مثلاً کلمۃً
طیّبۃً کشجرۃٍ طیّبۃٍ
اصلھا ثابتٌ و فرعھا
فی السّمآء تؤتی اُکلھا
کلّ حین باذن ربّھا "

(سورۃ ابراہیم رکوع ۴ ع ۲۵)

کہ طیب مذہب کی مثال پاکیزہ درخت کی ہے جس کی جڑ زمین میں مضبوط اور اس کی شاخیں فضا میں آسمان سے باتیں کرتی ہوں)۔ اور وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت تازہ پھل دیتا ہو۔

لیکن اگر مذہب اسی دنیا میں اپنا مقصد پورا نہیں کرتا۔ اور تازہ پھل نہیں دیتا۔ اور خداتعالیٰ کی ہستی کے متعلق حق الیقین تک نہیں پہنچاتا تو مرنے کے بعد وہ کام نہ آئے گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ وہ اسی زندگی میں تازہ پھل دے۔

احمدیت حقیقی اسلام کا ہی دوسرا نام ہے۔ اس کی بنیاد بھی اسی بات پر ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

(الف) ـــ " قرآن کریم دیگر الہٰی کتب کے مقابلہ میں کُلی مابہ الامتیاز اور الہٰی طاقت زندگی رکھتا ہے اور کامل طور پر اس کی پیروی کرنے والے کو خدائی طاقت کے نمونے معجزہ کے رنگ میں دکھائے جاتے ہیں اور خدا اُس سے کلام کرتا ہے۔ اور اپنے کلام کے ذریعہ سے غیبی امور پر اس کو اطلاع دیتا ہے اور میں ان قرآنی برکات کو قصہ کے طور پر بیان نہیں کرتا بلکہ میں وہ معجزات پیش کرتا ہوں کہ جو مجھ کو خود دکھائے گئے ہیں۔"

(ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۲۱۔۲۲)

(ب) ـــ " غرض قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنے والوں کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی چنانچہ میں یہی دعویٰ رکھتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ اگر دنیا کے تمام مخالف کیا مشرق کے اور کیا مغرب کے۔ ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور نشانوں اور خوارق میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو میں خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے سب پر غالب رہوں گا۔"

(ج) ـــ " قرآن شریف کا یہ وعدہ ہے کہ لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدّنیا۔ اور یہ وعدہ ہے کہ ایّدھم بروحٍ منہ اور یہ وعدہ ہے کہ ویجعل لکم فرقانًا۔ اس وعدہ کے موافق خدا نے یہ سب مجھے عنایت کیا ہے اور ترجمہ ان آیات کا یہ ہے کہ جو لوگ قرآن شریف پر ایمان لائیں گے اُن کو مبشر خوابیں اور الہام دیئے جائیں گے۔ یعنی بکثرت دیئے جائیں گے۔ ورنہ شاذ و نادر کے طور پر کسی دوسرے کو بھی کوئی سچی خواب آسکتی ہے۔ مگر ایک قطرہ کو ایک دریا کے ساتھ کچھ نسبت نہیں۔ اور ایک پیسہ کو ایک خزانہ سے کچھ مشابہت نہیں۔ اور پھر فرمایا کامل پیروی کرنے والے کی روح القدس سے تائید کی جائے گی۔ یعنی ان کے فہم اور عقل کو غیب سے ایک روشنی ملے گی اور ان کی کشفی حالت نہایت صاف کی جائے گی۔ اور ان کے کلام و کلام میں تاثیر رکھی جائے گی۔ اور ان کے ایمان نہایت مضبوط کئے جائیں گے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرق بیّن رکھ دے گا۔ یعنی بمقابل ان کے باریک معارف کے جو ان کو دیئے جائیں گے اور بمقابل ان کے کرامات اور خوارق کے جو ان کو عطا ہوں گے۔ دوسری تمام قومیں عاجز رہیں گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم سے خداتعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا چلا آتا ہے اور اس زمانہ میں ہم خود اس کے شاہد رویت ہیں۔"

(ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۴۰۔۴۱)

ـــ کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغ محمد سے ہی کھایا ہم نے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو خداتعالیٰ کی طرف سے ہر قسم کے نشانات ملے ہیں۔ وہ نشانات آپ کی ذات کے متعلق بھی ہیں۔ پرانے خاندان کے متعلق بھی اور نئے خاندان یعنی آپ کے اہل و عیال و عزیز و اقارب کے متعلق بھی ہیں۔ آپ کے گھر قادیان۔ جماعت مومنین و مخالفین معاندین کے متعلق بھی۔ ملکی و غیر ملکی، ارضی و سماوی و آفاقی بھی ہیں۔ ان نشانات کا تعلق اسلام، احمدیت و دیگر مذاہب و زمانہ حال و استقبال سے بھی ہے۔ غرض کہ ان میں ملکوں و حکومتوں' قوموں و مذاہب کی آئندہ قسمت کا فیصلہ سُنایا گیا ہے۔ جن سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ہر طرح کی تائید و نصرت' حمایت حاصل ہے۔ اور وہ ہر میدان میں آپ کا ساتھ دیتا ہے۔ اور آپ کے مشن کو ترقی فتح و غلبہ دینے کے وعدے دیتا ہے۔ بلکہ عملاً اسے باوجود مخالفتوں کے کامیاب کر رہا ہے۔

(۱) ایک عظیم القدر بیٹے کی پیدائش کی بشارت

(الف) ـــ لڑکے کی بشارت۔

" نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"

(۲۰ ر فروری ۱۸۸۶ء)

" ایسا لڑکا بموجب وعدہ الہٰی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔" (۲۲ ر مارچ ۱۸۸۶ء)

سو یہ لڑکا [illegible] ۱۸۸۹ء کو [illegible] کے گھر

میں بفضلہ تعالےٰ پیدا ہوگیا۔ جس کا نام نامی واسم گرامی بشیرالدین محمود احمد ہے۔ جو اس پیشگوئی کا مصداق بنا۔ اور خدا تعالےٰ نے اس سے وہ کام لئے جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔ اور جماعت کا خلیفہ ثانی بنا۔

(ب) ــ "میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا۔ اور برکت دوں گا .... اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔"

(ج) ــ "ہر ایک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی کاٹی جائے گی ...... اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا نازل کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔"
چنانچہ وہ ختم ہو گئے۔

(د) ــ "خدا ...... تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا"

(ذ) "اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔"

(ر) ــ "تیری ساری مرادیں تجھے دوں گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔"

(ز) ــ "اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا۔ یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

(س) ــ "اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو۔ اگر تم سچے ہو۔"

(ش) ــ "اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے فقط"
(۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

چنانچہ علماء و مخالفین ایسا نشان رحمت و قدرت پیش کرنے سے عاجز رہے اور ثابت کر دیا کہ ان میں کوئی ایک بھی فرد ایسا نہیں جس کا خدا سے تعلق ہو۔ اور وہ اپنے اندر آسمانی روح رکھتا ہو۔

(۲) ــ اوّل المکفرین مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جس نے ہندوستان کے دو سو علماء سے کفر کے فتوے آپ پر لگائے تھے۔ ان کے متعلق آپؑ کو الہام ہوا
"انّی مھین من اراد اھانتک" (تذکرہ)
کہ میں اسے جو تجھے ذلیل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ذلیل کروں گا۔

نیز تحریر فرمایا ؎
اے پئے تکفیر ما بستہ کمر
خانہ ات ویران تو در فکر دگر
کہ اے وہ شخص جو ہماری تکفیر کے درپے ہے تیرا گھر ویران ہے اور تو دوسرے کی فکر میں لگا ہوا ہے۔

چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب کا بھرا گھر ویران ہوگیا۔ اور اس کا ایک لڑکا عیسائی ہو کر مرا۔ آج اس کا نام و نشان بھی موجود نہیں۔ فقطع دابر القوم الذین ظلموا۔ ظالم کی جڑ کاٹی جاتی ہے۔

(۳) ــ کابل میں بغیر اس کے کہ حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کوئی قابل اعتراض حرکت کرتے محض عقیدہ کی بناء پر ظالمانہ طور پر سنگسار کر دیئے گئے۔ یہ ۱۹۰۳ء کا واقعہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پر تحریر فرمایا:۔
"شاہزادہ عبداللطیف کے لئے جو شہادت مقدر تھی وہ ہو چکی اب ظالم کا پاداش باقی ہے"
(تذکرۃ الشہادتین ص۵۸)

اس کے بعد کابل کا وہ ظالم شاہی خاندان نابود ہوگیا۔ خدا تعالےٰ جو مالک الملک ہے اور ظالم کو دیکھتا ہے۔ اس نے اسے اس کے ظلم کی پاداش میں کیفر کردار کو پہنچا دیا۔
فاعتبروا یا اولی الابصار!

(۴) ــ ۱۸۹۱ء میں فرمایا:۔
"میں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک ممبر پر کھڑا ہوں۔ اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی۔ اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے"
(ازالہ اوہام ص۵۱۵۔ ص۵۱۶ و تذکرہ ص۱۸۶)

(۵) ــ جنگ عظیم اور زار روس کی حالتِ زار کے بارے میں پیشگوئی۔
۱۹۰۵ء میں فرمایا:۔ ؎
خون سے مردوں کے کوہستان کے آبِ رواں
سُرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی با حال زار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشاں
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار
ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہِ ناشناس
اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار
وحی حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بردبار

یہ پیشگوئی براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۲۰ پر چھپی ہے۔ اور ۱۹۱۴ء والی جنگ عظیم میں زار روس کا حال زار ہوگیا۔ جس سے ساری دنیا واقف ہے۔

(۶) ــ قادیان سے ہجرت اور اس کا وقت۔ فرمایا:۔
"انبیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے لیکن بعض رویا نبی کے اپنے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیصر و کسریٰ کی کنجیاں ملی تھیں۔ تو وہ ممالک حضرت عمر کے زمانہ میں فتح ہوئے۔"
(الحکم جلد ۹ ص ۲۲ ۱۹۰۵ء و تذکرہ ص۵۱۷)

اس میں ملکی تقسیم اور انقلاب اور فسادات کے نتیجہ میں ہونے والی ہجرت جماعت کی خبر دی گئی تھی اور بتایا گیا تھا کہ یہ ہجرت آپؑ کے بعد ہوگی۔ کب ہوگی۔ مثال دے کر بتایا کہ جس طرح قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی چابیاں ملنے والا آنحضرت صلعم کا کشف دوسرے خلیفہ کے زمانہ میں پورا ہوا تھا۔ اسی طرح یہ ہجرت بھی میرے بعد خلیفہ ثانی کے زمانہ میں ہوگی۔ اور اس کے نتیجہ میں جماعت کو مراغماً کثیرہ حاصل ہوں گے۔ اور خدا کی نصرت و تائید کے جلوے ظاہر ہوں گے۔ اور جماعت ترقی کرے گی۔ سو ایسا ہی ہوا۔ اور انبیاء کی یہ سُنّت یہاں بھی پوری ہوئی۔

(۷) ــ دسمبر ۱۸۹۶ء میں موازنہ مذاہب کے جلسہ اعظم میں قرآنی کمالات و معجزات کے بارے میں آپ نے اپنے مضمون کے متعلق خدا تعالےٰ سے اطلاع پاکر قبل از وقت اعلان فرما دیا تھا کہ:۔
"مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا"

چنانچہ آپ کا یہ مضمون ایسا پسند کیا گیا کہ اس کے لئے جلسہ کا ایک دن بڑھایا گیا اور سول اینڈ ملٹری گزٹ اور کمیٹی کی رپورٹ میں اس مضمون کو سب سے بہتر قرار دیا گیا اور بیس اخبارات نے اس پر شاندار ریویو اور تبصرے شائع کئے۔ اس مضمون کے کئی زبانوں میں کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ اس مضمون کا نام ہے اسلامی اصول کی فلاسفی۔ یہ مضمون قرآن کریم کی سچائی حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو کسی اور کتاب میں نہیں پایا گیا اس مضمون سے قرآن کریم کا جلوہ ظاہر ہوا ہے۔ اور اسلام کو دیگر ادیان پر قرآنی پیشگوئی کے مطابق غلبہ حاصل ہوا۔ اور اس کی برتری ثابت ہوئی ہے۔ ایسا مضمون نہ تو کسی مذہب کی طرف سے پیش ہوا۔ نہ علماء اسلام کی طرف سے غرضیکہ سب کو اس کے مقابلہ میں شکست ہوئی اور اسلام زندہ مذہب ثابت ہوا۔ تیرہ سو سال میں اسلام میں کسی مجدد یا عالم کو ایسا غلبہ دوسروں پر کبھی حاصل نہیں ہوا۔ جیسا کہ آپ کو حاصل ہوا علماء بجائے اس پر خوش ہونے کے حسد کر رہے ہیں اور اپنی شکست کا غصہ نکالنا چاہتے ہیں۔

(۸) ــ آپؑ نے اپنی کتاب اربعین میں اعلان فرمایا:۔
"میرا خدا جو زمین و آسمان کا مالک ہے میں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں میرا کوئی مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن کے نکات بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ان میں کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔"
(اربعین ص۳۰۔ ۱۹۰۰ء)

لیکن کسی کو آپ کے مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ ہوئی بہرحال آپ کے کثیر نشانات میں سے ہم نے چند ایک کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ تازہ نشانات ایک طرف حقیقی اسلام کے زندہ مذہب ہونے اور دوسری طرف بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے صدق دعویٰ کا عظیم الشان ثبوت ہیں۔

حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا

عشق اور جذبۂ فدائیت

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس

اس صدی کے شروع کی بات ہے کہ اسلام انتہائی کس مپرسی اور بے بسی و بے کسی کے عالم میں تھا۔ اور اس کو صفحہ ہستی سے ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کرنے کے لئے دنیا میں خفیہ اور اعلانیہ منصوبے ہو رہے تھے۔ اور ہر مذہب اور اس کے ماننے والے اس کے لئے کمربستہ تھے۔ بانیٔ اسلام حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا۔ اور آپ کی عزت و ناموس پر حملہ کرنا۔ ایک فیشن خیال کیا جاتا تھا۔

ایسے موقعہ پر خدا تعالیٰ نے ایک عاشق رسول اور غلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وعدوں کے مطابق مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر اور امامِ زمان کے طور پر مبعوث فرمایا۔ آپ نے مسلمانوں کی خستہ حالی دنیا پرستی اور درماندگی کو دیکھتے ہوئے۔ فرمایا۔ ؎

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

نیز آپ بارگاہ عزت میں یوں مناجات فرماتے ہیں۔ ؎

فَیَا رَبِّ اَصْلِحْ حَالَ اُمَّۃِ سَیِّدِیْ
وَعِنْدَكَ هَیْنٌ وَعِنْدَنَا مُتَعَسِّرٌ

کہ اے میرے پیارے خدا۔ میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کی حالت کو درست کر دے۔ اسے گذشتہ شان و شوکت اور رعب و دبدبہ سے نواز دے کہ سب کچھ تیرے لئے آسان ہے۔ مگر ہمارے لئے سخت مشکل ہے۔

آپ نے اذنِ الٰہی سے اصلاحِ اُمّت اور تجدید دین کا بیڑا اُٹھا لیا۔ اور ساری دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ پر اب جلد ہرانے کے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھا تا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کے کھانے کے دن
دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں اب پھل لانے کے دن

اس عاشق رسول اور خادمِ دین کے ساتھ مسلمانوں اور ان کے اکابرین نے کوئی اچھا سلوک نہیں کیا بلکہ آپ کو طرح طرح سے تنگ کرنے لگے۔ بے تحاشہ گالیاں دیتے رہے۔ اور کافر قرار دیتے رہے۔ دائرہ اسلام سے خارج گردانتے لگے اور یہ سلسلہ اب تک جاری و ساری ہے۔

۱
رسُولُ اللہ صلعم کے عاشق صادق کے جذبات عشق

ان کفر بازیوں کے جواب میں آپ بس اتنا ہی کہتے رہے ؎

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمّرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

کہ اگر خدا کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کرنا کفر ہے تو بخدا میں سب سے بڑا کافر ہوں۔

نیز آپ اپنے آقائے نامدار کے سامنے یوں فریاد کرتے رہے۔ ؎

یا سیّدی قد جئتُ بابکَ لاھفاً
والقومُ بالاکفار قد آذانی

اے میرے پیارے آقا میں بے بس مظلوم فریادی بن کر آپ کے دروازے پر آیا ہوں۔ دیکھئے قوم نے مجھے کافر کہہ کر سخت دُکھ دیا ہے۔

در محمد صلعم میں شکایت کے طور پر نہیں بلکہ فریاد کے رنگ میں بس اتنا عرض کرتے ہیں۔

واکفرنی قومی وجئتُكَ لاھفاً
وَکیفَ یکفّرُ من یوالی محمّدًا

کہ اے میرے آقا قوم نے مجھ کو کافر قرار دیا ہے۔ اور میں آپ سے یہ پوچھنے آیا ہوں کہ وہ شخص کس طرح کافر قرار دیا جا سکتا ہے۔ جس کے رگ و ریشہ میں آپ کی محبت رچ گئی ہے۔!!

اور فرمایا:۔

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اُٹھایا ہم نے

ایک طرف آپ بار بار اس فتویٰ کفر پر اپنے آقا و مولیٰ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فریاد کرتے رہے۔ تو دوسری طرف اپنے دعویٰ ماموریت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا ؎

"یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہُوا۔ اگر میں آنحضرت صلعم کی اُمّت نہ ہوتا۔ اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی کبھی میں شرفِ مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ .... اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلعم کی نبوت کا ایک ظل ہے۔"

اور فرمایا ؎

وَاِنَّ اِمَامِیْ سَیِّدُ الرُّسُلِ اَحْمَدُ
رَضِیْنَاہُ مَتْبُوْعًا وَرَبِّیْ یَنْظُرُ
وَوَاللّٰہِ اِنِّیْ قَدْ تَبِعْتُ مُحَمَّدًا
وَفِیْ كُلِّ اٰنٍ مِنْ سَنَاہُ اُنَوَّرُ

یعنی بے شک میرا پیشوا اور امام تمام رسولوں کا سردار حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلعم ہیں آپکی فرمانبرداری پر میں راضی ہوں اور اس پر میرا خدا شاہد ہے۔ خدا کی قسم میں حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کا فرمانبردار ہوں اور ہر آن اور ہر لمحہ آپ سے نور حاصل کر رہا ہوں

نور و عرفان کے یہ رواں چشمے جو آپ سے ہوتے ہوئے بہہ رہے ہیں جن سے ایک دنیا اب بھی سیراب ہو رہی ہے اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں ؎

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمال محمد است

کہ حکمت و معرفت کا یہ چشمۂ رواں جس سے میں مخلوقِ خدا کو سیراب کر رہا ہوں یہ تو کمال محمد کے بحرِ بیکراں کا ایک قطرہ ہی ہے جو میں نے پایا!

آج بھی حق و صداقت سے روگردانی کرنے والے یہ الزام لگاتے تھکتے نہیں کہ آپ نے حضرت رسول عربی خاتم النبیین صلعم کے بالمقابل کھڑے ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس خطرناک الزام تراشی کا جواب دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔ ؎

بر من ایں بہتاں کہ من زاں آستاں
تافتم سر ایں چہ کذب فاسقاں
سر نتابد زاں مہ من چوں منے
لعنتِ حق بر گماں دشمنے
آں منم کاندر رہِ آں سرورے
در میان خاک و خوں بینی سرے
تیغ گر بارد بکوئے آں نگار
آں منم کاول کند جاں را نثار!
گر ہمیں کفر است نزد کیں ورے
خوش نصیبے آں کہ چوں من کافرے

یعنی مجھ پر یہ کتنا بڑا بہتان ہے کہ میں نے اس حبیب خدا کے آستانہ سے منہ پھیر لیا ہے فاسق طبع لوگوں کا یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ بھلا میرے جیسا انسان بھی اس چاند ایسے مکھڑے سے روگردانی کر سکتا ہے، دشمن کے اس گمان پر خدا کی لعنت ہو۔ ہاں میں تو وہ ہوں کہ اس سردار کی راہ میں اگر موقعہ آیا تو اے معترض! تو میرا سر خاک و خون میں لتھڑا ہوا دیکھے گا۔ اور اگر اس محبوب کے کوچہ میں تلوار چلے تو میں پہلا شخص ہوں گا جو اس نگارِ دل کی گلی میں اپنی جان نثار کرے گا۔ سو اگر کینہ ور دل کے نزدیک یہ بات کفر ہے۔ تو وہ شخص بڑا ہی خوش نصیب ہے جو میری طرح کا کافر ہے۔

نیز ساری دنیا کو عموماً اور مکفرین کو خصوصاً مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّام ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ؎

جان و دلم فدائے جمالِ محمد است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمد است

وہ شخص جو خود کو آلِ محمد کے کوچہ کے فدائی اور جاں نثار بناتا ہے اس کے متعلق یہ الزام کہ اس نے حضرت رسول کریم صلعم کے بالمقابل کھڑے ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا ہے کتنا بڑا بہتان اور الزام تراشی ہے (العیاذ باللہ)

۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کا تذکرہ

کسی صاحب دِل انسان کا اپنے معشوقوں کے ساتھ عشق و محبّت اور فدائیت کے لئے دو ہی چیزیں زیادہ تر محرّک ہوتی ہیں۔ (۱) حُسن (۲) احسان حضرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر سے اپنے سید و مولیٰ اور محبوب و معشوق کے حُسن و احسان کا کیا مقام ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ؎

یَا شَمْسَ مُلْكِ الْحُسْنِ وَالْاِحْسَانِ
نَوَّرْتَ وَجْهَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ

اے حسن و احسان [illegible] ملک کے آفتاب تو نے آباد اور غیر [illegible] زمینوں کو اپنے حسن و احسان [illegible] سے منور کر دیا ہے۔

آپ [illegible] اس شعر میں اپنے محبوب کو حسن و [illegible] کا آفتاب قرار

دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر اپنے محبوب کے حسن و احسان کی تعریف کوئی عاشق یا محب نہیں کر سکتا۔

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:-

سہل است از دنیا بریدن
بیاد حسن و احسان محمد
بدیگرے دلبرے کارے ندارم
کہ ہستم کشتۂ آن محمد

کہ میرے لئے اس بُرار دنیا سے قطع تعلق کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہے کیونکہ میرے دل و دماغ میں اور جسم کے روئیں روئیں پر میرے محمد کے حسن و احسان جلوہ گر ہیں اب دنیا اور دنیا کے تمام دلبر میرے لئے بے کار ہیں کیونکہ میں تو اپنے آقائے نامدار صلعم کے حسن و احسان کا کشتہ اور گرویدہ بن چکا ہوں

حضرت نبی کریم صلعم کے حسن و احسان کا نقشہ کھینچتے ہوئے آپ فرماتے ہیں

یَا کَلِفِیْ مَا حُسْنُہٗ وَجَمَالُہٗ
رَیَّاہُ یُصْبِی الْقَلْبَ کَالرَّیْحَانِ
وَجْہُ الْمُھَیْمِنِ ظَاھِرٌ فِیْ وَجْھِہٖ
وَشُئُوْنُہٗ لَمَعَتْ بِھٰذَا الشَّانِ
وَلِذَا یُحَبُّ وَیَسْتَحِقُّ جَمَالُہٗ
شَغَفًا بِہٖ مِنْ زُمْرَۃِ الْاَخْدَانِ

میرے پیارے آقا کے حسن و جمال کے کیا کہنے ہیں اس کی مست کن خوشبو نے میرے دل و دماغ کو ریحان کی طرح اپنا شیدا بنا لیا ہے۔ خداتعالے کا خوبصورت چہرہ آپ کے چہرہ میں جلوہ گر ہے۔ آپ کی ہر حرکت و سکون میں خدائی شان جھلکتی نظر آتی ہے۔ اسی وجہ سے آپ ہمارے محبوب ہیں۔ حقیقت میں آپکا حسن و جمال اس بات کا مستحق ہے کہ تمام حلقۂ یاران کو چھوڑ کر آپ سے محبت کی جائے

پس یہ ہے رسول کریم صلعم کے حسن و احسان کا وہ عالی شان مقام جس کے متعلق حضرت خادم رسول صلعم نے فرمایا

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دمِ اوبے شمار

کہ رسول کریم صلعم کے چاہ ذقن میں میں نے ہزاروں یوسف کے جلوے دیکھے اور آپ کے دم سے بے شمار مسیح اٹھتے ہوئے ملاحظہ کئے ہیں۔ جن میں سے ایک خود مسیح علیہ السلام کا وجود بھی تھا۔

۳

محبوبِ الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار

یہ ایک حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں کہ ایک عاشق صادق اپنے معشوق کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار

ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لئے اپنی عزیز ترین شے بھی حتیٰ کہ جان تک کی بازی بھی لگا دیتا ہے۔ اس کا بہترین نمونہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں ہمیں نظر آتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا ان لوگوں کے اس ہنسی اور ٹھٹھا نے پہنچایا ہے۔ جو وہ ہمارے رسول پاک صلعم کی شان میں کرتے ہیں ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ خیر البشرؐ کی ذات والاصفات کے خلاف کرتے ہیں۔ میرے دل کو سخت زخمی کیا ہے۔"

پھر آپ فرماتے ہیں:-

"خدا کی قسم اگر یہ میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں خود میرے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔

پس اے میرے آسمانی آقا تو ہم پر اپنی رحمت و نصرت کی نظر فرما۔ اور ہمیں اس ابتلائے عظیم سے نجات بخش!

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی یہ تحریر آپ کی فدائیت اور عشق محمدی کی آئینہ دار ہے اور اس تحریر میں وہ بے پایاں محبت اور پیار اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ جو آپ کو اپنے محبوب اور معشوق کے ساتھ ہے۔ اسی طرح آپ کے اندر اپنے محبوب اور معشوق کی عزت و ناموس کے لئے بے نظیر غیرت بھی پائی جاتی ہے اس غیرت ناموس رسول کا ایک واقعہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔

آریہ سماج کا ایک بہت بڑا مذہبی لیڈر جس کی زبان اسلام اور بانی اسلام صلعم کے خلاف قینچی کی طرح چلتی تھی آپ پر گندے سے گندے الزام لگانے سے جھجکتا نہیں تھا۔ اسی کا

واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی سفر کے دوران میں لاہور کے ریلوے اسٹیشن میں گاڑی کے انتظار میں تھے کہ وہ شخص حضور کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔ اور ہاتھ جوڑ کر آپ کو سلام کیا۔ مگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ تب اس نے خیال کیا کہ شاید آپ نے دیکھا نہیں ہوگا۔ رُخ بدل کر دوسری طرف آکر سلام کیا۔ مگر حضور اس دفعہ بھی چپ رہے اور سلام کا جواب نہیں دیا۔ اور وہ کھسیانے ہو کر وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد کسی دوست نے حضور سے عرض کیا حضور فلاں شخص آیا تھا۔ اور سلام عرض کرتا تھا۔ اس پر حضور نے بڑے ہی غیرت مندانہ آواز اور لہجہ میں فرمایا۔

"ہمارے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے"۔

غیرت و ناموس نبوی کی پاسداری کا ہی وہ بلند مقام تھا۔ جس پر کھڑے ہو کر آپؑ نے ایک اور دشمن محمد صلعم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ ؎

یَا مَنْ یُکَذِّبُ دِیْنَنَا وَنَبِیَّنَا
وَتَسُبُّ وَجْہَ الْمُصْطَفٰی بِجَفَاءٍ
وَاللّٰہِ لَسْتَ بِبَاسِلٍ یَوْمَ الْوَغٰی
اِنْ لَّمْ اَشُقَّ عَلَیْکَ یَا ابْنَ بَغَاءٍ

اے وہ بدنصیب انسان جو ہمارے دین اور اس کے مقدس بانی کی تکذیب کرتا ہے۔ اور میرے پیارے محبوب کو ظلم و جفا سے گالیاں دیتا ہے۔ خدا کی قسم اگر میں اس جنگ میں یکبارگی حملہ کر کے تیری عزت و ناموس کو خاک میں نہ ملا دوں تو مجھے بہادر نہ سمجھنا

یہ ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جب بھی غیرت دکھانے کا وقت آیا تو آپ کسی کی بھی پروا کئے بغیر میدان میں اترتے رہے۔ اور اسی غیرت اور جوش و جذبہ کی نظیر اس زمانہ میں ملنا مشکل ہے۔

۴

جذبہ فدائیت

اس عشق و محبت کی جلوہ نمائی میں کسی قسم کے تصنع و تکلف اور ریاکاری اور خود نمائی کا کوئی دخل نہیں تھا۔ عاشق صادق کی زندگی میں بے شمار شب و روز ایسے آتے ہیں کہ وہ تنہائی میں اپنے محبوب اور معشوق کے ہجر اور فراق میں مُرغِ بسمل کی طرح تڑپنے لگ جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات یاد معشوق میں آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ اور زار و قطار رونے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ یہی کیفیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عشق محمدی میں تھی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس سلسلہ میں بیان فرماتے ہیں۔

"ایک دفعہ آپ مسجد مبارک میں ٹہل رہے تھے۔ اور آہستہ آہستہ کچھ گنگنا بھی رہے تھے اس وقت آپکی آنکھوں سے آنسوؤں کی ایک تار بہتی چلی جاتی تھی۔ ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سنا تو آپ حضرت حسان بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہے تھے۔ ؎

کُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ فَعَمِیَ عَلَیْکَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

اے خدا کے پیارے رسول تو میری آنکھوں کی پتلی تھا۔ جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہو گئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے سو مرے مجھے تو صرف تیری ہی موت کا ڈر تھا۔ جو آج واقع ہو گئی۔

محترم راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضور کو اس طرح روتے دیکھا تو میں نے گھبرا کر پوچھا کہ حضرت کیا معاملہ ہے؟ جس پر آپ نے فرمایا۔ میں حسّان بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ اور میرے دل میں یہ خواہش تڑپ رہی تھی کہ کاش! یہ شعر میری زبان سے نکلا ہوتا۔ دنیا جانتی ہے کہ حضرت غلام احمد علیہ السلام پر سخت ترین آزمائشوں کے دور آئے۔ اور آپ نے ہر قسم کی تنگی دیکھی۔ طرح طرح کے مصائب برداشت کئے حوادث کی آندھیاں سر سے گذریں۔ مخالفوں کی طرف سے انتہائی تلخیوں اور ایذاؤں کا مزا چکھا۔ حتیٰ کہ قتل کے سازشی مقدمات میں سے بھی گزرنا پڑا۔ بچوں اور عزیزوں اور دوستوں اور اپنے جاں نثاروں اور فدائیوں کی موت کے نظارے بھی دیکھے۔ مگر کبھی آپ کی آنکھوں نے آپ کے قلبی جذبات کی غمازی نہیں کی۔ لیکن علیحدگی میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق اور وفات بھی وہ جس پر تیرہ سو سال گذر چکے ہیں یہ محبت بھرا شعر یاد کرتے ہوئے۔ آپ کی آنکھوں سے سیلاب کی طرح آنسو رواں تھے۔ اور آپ کی یہ قلبی حسرت چھلک کر باہر آ گئی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔" (سیرت المہدی)

۵

حرفِ آخر

ع برتر وہم گمان سے احمد کی شان ہے

مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ اس مضمون کے عنوان کے ساتھ میں انصاف نہیں کر سکا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں اپنے آقا محبوب محبوب اور معشوق کے ساتھ جو عشق و فدائیت موجزن تھی اس کی ایک ہلکی سی جھلک بھی دکھانے سے میں معذور رہوں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ میرے لئے یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

(باقی ص ۲۶ پر)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور کسرِ صلیب

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم حیدرآباد

ہر عقدۂ تقدیر بشر کھول رہی ہے
... غور سے سُننا یہ مہدی بول رہی ہے

اعلام الٰہی کے مطابق سید الاوّلین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مسیح موعود کا ایک اہم ترین کارنامہ " یکسر الصّلیب " (بخاری) بتایا تھا۔ کہ وہ صلیب کو پاش پاش کر دے گا۔ قرآن کریم ' احادیث نبوی ' اور مشاہدات حاضرہ ببانگ دُہل بتا رہے ہیں کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے مسیح موعود کا دعویٰ کر کے کچھ اس انداز سے صلیب کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہے کہ کوئی سعید الفطرت انسان اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

بڑی بڑی گرزیں

آپؑ ایک مقام پر فرماتے ہیں :—

"اس عاجز کو ...... حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے اور اس فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا ہے ، تاکہ صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کو توڑنے اور خنزیروں کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اُترا ہوں ' اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں ہیں جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کو پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا۔ بلکہ کر رہا ہے۔ اور اگر میں چپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رُکی بھی رہے۔ تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہیں ' اپنا کام بند نہیں کر سکتے۔ اور اُن کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب کو توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دی گئی ہیں۔"

(فتح اسلام)

قرآن کریم اور احادیث نبوی میں بڑی وضاحت کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں دجّال ' یاجوج ماجوج اور عیسائیت کا تمام دنیا پر غلبہ ہوگا۔ وقتِ واحد میں ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔ لیکن قرآن و حدیث کے سرسری مطالعہ سے ہی نہایت آسانی کے ساتھ ادراک ہو جاتا ہے کہ یہ تینوں اقوام ایک ہی حقیقت کے مختلف پرتو اور ایک ہی جڑ کی شاخیں ہیں۔

صلیبی مذہب اور دجّال

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے جہاں یہ بتایا ہے کہ ما من نبیّ الا قد انذر قومه من الدّجّال کہ ہر نبی نے اپنی اپنی قوم کو دجّالی فتنہ سے ڈراتا رہا ہے وہاں یہ بھی بتا دیا ہے کہ جو لوگ سورہ کہف کی ابتدائی اور آخری آیات تلاوت کریں گے وہ فتنۂ دجال سے محفوظ رہیں گے۔ سورۂ کہف کی ابتدائی آیات میں عیسائیت کے عقیدہ کو بہت بڑا فتنہ قرار دیا گیا ہے۔ اور آخری حصہ میں یاجوج ماجوج کے فتنہ کی نشاندہی کی گئی ہے۔ سورۂ کہف کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ :—

وینذر الّذین قالوا اتّخذ اللّٰہ ولدًا ما لھم بہ من علم ولا لاٰبآئھم کبرت کلمةً تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ (کہف)

(اللہ تعالےٰ نے اس کتاب کو اس لئے اتارا ہے تاکہ ایک سخت عذاب سے ڈرائے) اور ان لوگوں کو عذاب سے ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے فلاں شخص کو بیٹا بنا لیا ہے۔ اُنہیں اس بارہ میں کچھ بھی علم نہیں اور نہ ان کے بڑوں کو اس بارہ میں علم تھا۔ یہ بہت بڑی خطرناک بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکل رہی ہے۔ بلکہ وہ محض جھوٹ بول رہے ہیں۔

حضرت تمیم داری کا ایک مکاشفہ بھی مُسلم میں درج ہے جس میں آپ نے دجال کو ایک جزیرہ میں دیکھا جو گرجا میں بند تھا۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ گرجا کا تعلق عیسائیت کے ساتھ ہی ہے۔ اور اس آخری زمانہ میں عیسائیت کے عالمگیر غلبہ کا آغاز جزیرہ انگلینڈ سے ہی ہوا تھا جو کہ تاریخ کا ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے اعلام الٰہی کے مطابق سب سے بڑا فتنہ جو آخری زمانہ میں برپا ہونے والا تھا۔ دجالی فتنہ ہی بتایا ہے۔ البتہ قرآن کریم میں دجال کا لفظ موجود نہیں ہے۔ بلکہ عیسائیت کے ذریعہ پیدا ہونے والے خطرناک فتنہ ہی کو سب سے بڑا فتنہ قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا۔

تکاد السّمٰوٰت یتفطّرن منه وتنشقّ الارض وتخرّ الجبال ھدًّا ان دعوا للرّحمٰن ولدا

یعنی قریب ہوگا کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ اور پہاڑ گر کر پاش پاش ہو جائیں اس دعوے سے کہ رحمٰن خدا کا بیٹا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ عیسائیوں کا ہے کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں (نعوذ باللہ من ذٰلک)

لسان العرب میں الدجال والدجالة کے معنے لکھے ہیں :—

الرّفقة العظیمة تغطی الارض بکثرت اھلھا و قیل ھی الرّفقة تحمل المتاع للتجارة ۔

یعنی دجال اور دجالہ اس گروہ عظیم کو کہتے ہیں۔ جو اپنی کثرت کی وجہ سے زمین کو ڈھانپ لے اور ایک ایسے گروہ کے لئے بھی یہ الفاظ بولے جاتے ہیں جو تجارتی سامان اٹھائے پھرتا ہے۔ چنانچہ انگریز عیسائیوں کو اقتدار " ایسٹ انڈیا کمپنی " ایک زبردست تجارتی فرم کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوا تھا۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مقام پر فرمایا ہے کہ

" فیطلبه حتّی یدرکه بباب لُدٍّ فیقتله "

مسیح موعود دجال کی تلاش کرے گا یہاں تک کہ اسے باب لد میں پکڑے گا پھر اُسے قتل کر دے گا۔ بعض لوگ قتل کے لفظ سے دھوکہ کھاتے ہیں ' حالانکہ جہاں مسیح موعود کے دجال کو قتل کرنے کا ذکر ہے وہاں بخاری شریف میں " یضع الحرب " کے الفاظ بھی موجود ہیں کہ مسیح موعود مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ پھر لُدّ کا باب کے معنے ہیں آپ نے حیران کر دیا اُس کے عیوب کو خوب ظاہر کر دیا اور ان کو مشتہر کیا اور اسے بھگایا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پندرہ روز تک عیسائیوں کے ساتھ ایک فیصلہ کن مباحثہ کیا جو جنگ مقدس کے نام سے بعد میں شائع بھی ہوگیا۔ اور مدّمقابل پادری عبداللہ آتھم کے لئے حضور نے پیشگوئی بھی کی کہ اگر وہ حق کی طرف رجوع نہیں کرے گا تو پندرہ ماہ میں ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ پادری عبداللہ آتھم نے حق کی طرف رجوع کر لیا۔ لیکن میعاد گذرنے پر پادریوں کے ورغلانے سے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا کہ اُس نے رجوع کیا تھا حضورؑ نے چار ہزار روپے انعام مقرر فرمایا کہ عبداللہ آتھم مجلس میں حلفیہ بیان دے کہ اُس نے حق کی طرف رجوع نہیں کیا تھا چار ہزار روپے انعام بھی دیا جائے گا اور اگر ایک سال کے اندر بغیر انسانی ہاتھوں کے ہلاک نہ ہوگیا تو اس کی پاداش میں مجھے جو سزا دی جائے منظور ہے۔ لیکن پادری عبداللہ آتھم حلف اُٹھانے کو تیار نہ ہوا۔ اور چند ماہ کے اندر حضورؑ کی موجودگی میں ہلاک بھی ہوگیا۔ اور یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عیسائی قوم کو " قومًا لُدًّا " (مریم) قرار دیا ہے انہی حقائق کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

صفِ دُشمن کو کیا ہم نے بحُجّت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

ایک غیر احمدی عالم مولانا ابو الجمال احمد صاحب حکمت بالغہ میں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں :—

" ہمارا دعویٰ ہے کہ حدیثوں میں دجال سے کوئی خاص فرد مقصود نہیں نہ یہ کوئی مذموم لفظ ہے۔ بلکہ دجال سے دجال صفت لوگ مراد ہیں۔ اور دجال کی جو صفت بیان کی گئی ہے وہ بالکل اہل یورپ اور پادریوں پر صادق آگئی ہے۔ "

اس ساری بحث کا مقصد یہ ہے کہ دجالیت اور عیسائیت جس کا مقابلہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کو کرنا تھا۔ درحقیقت اس سے ایک ہی فتنہ مُراد ہے۔

صلیبی مذہب اور یاجوج ماجوج

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے جہاں یہ فرمایا ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات کا مطالعہ کرے گا وہ دجالی فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ اس کی مختصر تشریح اوپر کر دی گئی ہے ، وہاں حضورؐ نے یہ بھی فرمایا

ہے۔ کہ جو سورۂ کہف کے آخری حصہ کا مطالعہ کرے گا وہ بھی دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ چنانچہ سورۂ کہف کے آخری حصہ میں یاجوج ماجوج کا ذکر ہے۔ کہ ان کی وجہ سے بہت بڑا فساد زمین پر بپا ہونے والا ہے۔ اور ان کی آپس میں بڑی خطرناک جنگیں ہوں گی۔ اور ان کی ساری کوششیں دنیوی ترقی اور سائنس تک محدود ہوں گی۔ دینی آنکھ کانی دجال کی بھی بتائی گئی ہے "انّہ اعور" سورۂ کہف کے علاوہ قرآن کریم کی سورۃ الانبیاء میں بھی یاجوج ماجوج کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے

حتّیٰ اذا فُتحت یاجوج وماجوج وھم من کلّ حدب ینسلون (رکوع)

یعنی یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا۔ اور وہ ہر پہاڑی اور ہر سمندر کی لہر پر سے پھلانگتے ہوئے دنیا میں پھیل جائیں گے۔ علامہ اقبال اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

؎ کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
قوم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف "ینسلون"

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یاجوج اور ماجوج اس طرح سے کرۂ ارض پر حاوی اور مستولی ہو جائیں گے کہ

لا یدان لاحد بقتالھم

کسی کو طاقت نہ ہوگی کہ ان دونوں میں سے کسی سے لڑائی کرے۔ آج ایک طرف روس ہے اور دوسری طرف امریکہ ہے۔ جنہوں نے پوری دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے اور یہی دونوں یاجوج اور ماجوج ہیں۔ کیونکہ اجیج کے معنی شعلہ بھڑکانے کے ہیں۔ دورِ حاضر میں نئی نئی سواریاں، بے شمار فیکٹریاں، اور اسلحہ وغیرہ آگ اور شعلہ کے ہی کرشمے ہیں۔ جو یاجوج اور ماجوج کے دورِ اقتدار میں ہی عالم وجود میں آئے ہیں۔ حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ یاجوج ماجوج کہیں گے کہ زمین والوں کو ہم نے فتح کر لیا اب آسمان کا رُخ کریں پھر وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے اور خون آلود ہو کر تیر آسمان سے واپس آئیں گے۔ چنانچہ روس اور امریکہ دونوں راکٹ آسمان کی طرف پھینک رہے ہیں۔ جس کی ... بری سی ہے اور اس سلسلہ میں چاند تک پہنچ کر ان کو کچھ کامیابی بھی ہوئی ہے۔ کہ چاند تک پہنچ گئے ہیں۔ اور تیر خون آلود ہو گیا۔ روس نے جب پہلا راکٹ آسمان کی طرف پھینکا تو یہ تعلّی بانگی کہ ہمیں کسی خدا کے وجود کا ثبوت نہیں ملا۔ اس موقع پر مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی نے "یاجوجیوں کا نعرہ" کے عنوان سے لکھا

" خدا کی تلاش راکٹوں اور میزائیلوں کے ذریعہ کرنے کی آج تک کسی کو کیوں سوجھی ہوگی۔ دنیا میں آج تک بے شمار پیر پیمبر، رشی، منی گذر چکے ہیں۔ کسی نے خدا رسی کے لئے عبادتیں اور ریاضتیں بتائیں کسی نے فلاں چلّے اور فلاں مراقبہ کی نشاندہی کی۔ ادھر ذہن ان بے شمار رہنماؤں میں سے کسی کا بھی نہ گیا۔ کہ معبود حقیقی و خالق کائنات کی جستجو آتش بازیوں اور آتش باریوں سے کی جائے۔ یہ جدّت تو دجال اور یاجوج ماجوج کے لئے مخصوص چلی آرہی تھی۔ کہ آسمان کی طرف ہوائی جہاز چھوڑیں گے یا تیر چلائیں گے اور پھر فتح مندی کے نعرے لگائیں گے کہ ہم نے نعوذ باللہ خدا کا خاتمہ کر دیا ہے۔ "

(صدق جدید ۱۲ فروری ۵۹ء)

اسی طرح ایک مودودی آرگن "ایشیا" لاہور ۲۲ جنوری ۱۹۵۹ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

" احادیث میں آخری زمانہ کی اس مادّی تہذیب کے زعیم کو دجال کے نام سے پکارا گیا ہے "

پس قرآن کریم اور احادیث کی رُو سے دجال، یاجوج ماجوج اور عیسائیت کے ذریعہ سے جو عظیم فتنہ برپا ہونے والا تھا وہ یہی ہے جو عیسائیت کے ذریعہ سے برپا ہو چکا ہے۔ چودھویں صدی کے آغاز میں دو ہی دنیا میں بڑی طاقتیں تھیں۔ انگریز اور روس۔ اور ان دونوں حکومتوں کا مذہب عیسائیت تھا۔ روس میں کمیونزم کو جو اقتدار حاصل ہوا وہ درحقیقت عیسائیت کا ردّ عمل ہے۔ اسی کے بعد پہلی جنگ عظیم میں روس سے عیسائیت کا خاتمہ ہوا اور اس کی جگہ کمیونزم نے لے لی۔ اور دوسری جنگ عظیم کے بعد انگریز عیسائی حکومت کا مقام امریکہ (عیسائی حکومت) کی طرف منتقل ہو گیا۔ اور ان دونوں میں آخری جنگ ہونے والی ہے۔ اور ان تمام فتنوں اور اقتدار کی جڑ درحقیقت عیسائیت میں ہی پیوست ہے۔

صلیبی عقیدہ اور سُنّی علماء

عیسائیت کے ذریعہ سے یہ تمام فتنے پیدا ہونے والے جن کا اختصار سے ہم نے ذکر کر دیا ہے۔ اسکی بنیاد یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لقد کفر الّذین قالوا انّ اللہ ھو المسیح ابن مریم۔

یعنی ان لوگوں نے بڑا کفر کیا ہے جو کہتے ہیں مسیح ابن مریم خدا ہے۔ اس لئے عیسائی مسیح کو جسم خاکی کے ساتھ دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ یقین کرتے ہیں۔ اور ان کی آمد ثانی کے بھی قائل ہیں۔ مُردوں کو زندہ کرنے والا، خارق عادت بیماریوں کو اچھا کرنے والا، مٹی کے پرندے بنا کر اڑانے والا (ایسے پرندے جو قدرتی پرندوں سے مل جل گئے ہوں) یقین کرتے ہیں۔ اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ اس چودھویں صدی میں شیعہ، سُنّی فرقے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں یہی عقائد رکھتے ہیں۔ گویا دورِ حاضر میں نہ صرف یہ کہ عیسائیت کی بنیاد پر کھڑا ہونے والا فتنہ مختلف شاخوں کی صورت میں سیاسی، سائنسی، اقتصادی اور تہذیبی اعتبار سے پوری دنیا پر غالب آچکا تھا۔ بلکہ اعتقادی اعتبار سے اس کا اثر و نفوذ سُنّی، مودودی، اور ندوی علماء کرام کے قلوب تک پہنچ چکا تھا۔ جس کے نتیجہ میں لاکھوں مسلمان بڑی آسانی کے ساتھ عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے۔ پاکستان بننے کے بعد بھی وہاں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان عیسائی بنتے رہے۔ عوام ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے۔ ہندوستان کے نامور پادری "سبحان" صاحب اور عالمی شہرت کے نامور عیسائی مناظر پادری عبدالحق صاحب اور پادری عماد الدین صاحب جو آگرہ کی شاہی مسجد کے خطیب اور مفسّر قرآن وغیرہ بے شمار علماء عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے۔ یہ جملہ مشاہدات بتاتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کے بارہ میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا تھا کہ " یکسر الصّلیب " ان دو لفظوں میں معانی کا ایک بحرِ بیکراں بند کر کے رکھ دیا گیا۔ جس کا پورا نقشہ آج ہمارے سامنے ہے۔ اس کی تفصیلات اس قدر زیادہ ہیں کہ سب کا ضبط تحریر میں لانا ممکن ہی نہیں۔ بس یوں سمجھئے کہ ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے الٰہی نوشتوں کے مطابق جس خدائی الہام کی بنیاد پر کاسرِ صلیب اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ دنیا کے سامنے پیش فرمایا وہ سنہری حروف میں لکھا جا رہا ہے اور لکھا جاتا رہے گا۔ وہ الہام الٰہی یہ ہے:۔

" مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے۔ اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے مطابق تو آیا ہے "

(تذکرہ صفحہ ۱۸۳)

یہ الہام الٰہی اس وقت حضور پر نازل ہوا جبکہ مسلمانوں کے تمام فرقے اور عیسائیوں کے تمام فرقے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ بجسم خاکی آسمان پر یقین کرتے تھے اور ان کی آمدِ ثانی کے قائل تھے۔ یہ ایک فیصلہ کن الہام ہے۔ جو جماعت احمدیہ اور غیر احمدی مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان فیصلہ کر رہا ہے۔ اور احمدیت کی آخری فتح بھی ان ہی رفیع المراتب الہامی الفاظ میں مضمر ہے عیسائی لوگ مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ اگر مسیح کی طبعی موت ہم عیسائیوں پر ثابت کر دیتے ہیں (کیونکہ صلیبی موت کی نفی قرآن کریم کرتا ہے) تو نہ مسیح علیہ السلام خدا ثابت ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ہی یہ مذہب دنیا میں قائم رہ سکتا ہے۔ اس حقیقت کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:۔

" اے میرے دوستو! اب میری آخری وصیت سنو! اور ایک راز کی بات کہتا ہوں۔ اس کو خوب یاد رکھو۔ تم اپنے تمام مناظرات میں جو تمہیں عیسائیوں سے پیش آتے ہیں۔ رُخ بدل لو۔ اور عیسائیوں پر ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو گیا ہے .... ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کر دو۔ پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کر دے۔ اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے۔ اسی لئے اس نے مجھے بھیجا ہے اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے "

(ازالہ اوہام حصہ اوّل)

ایک بلند پایہ ہستی کی آخری وصیت کو جو اہمیت حاصل ہوتی ہے اس اہمیت کو ملحوظ رکھ کر اس راز کی بات کو غیر احمدیوں اور عیسائیوں کو نہیں بلکہ ہر احمدی کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس ایک حربہ ہی سے کسر صلیب وابستہ ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:۔

"مرزا صاحب کے لٹریچر کی قدر و قیمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے۔ ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے۔ جو سلطنت کے سایہ ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا۔ بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔"

(اخبار وکیل امرتسر جون ۱۹۰۸ء)

صرف ایک اختلاف

سُنّی 'ندوی' دیوبندی اور مودودی علماء کرام کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ اگر کوئی بنیادی اختلاف ہے تو وہ صرف وفات و حیاتِ مسیح کا ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں :-

"یاد رہے کہ ہم میں اور ان لوگوں میں بجز اس ایک مسئلہ کے اور کوئی مخالفت نہیں۔ یعنی یہ کہ یہ لوگ نصوصِ صریحہ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں اور ہم بموجب نصوصِ قرآنیہ اور حدیث متذکرہ بالا اور اجماع ائمہ اہلِ بصارت کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔"

(ایام الصلح صفحہ ۸۸)

پس حقیقت یہی ہے کہ ہمارا اختلاف ختم نبوت کا ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اختلاف یہ ہے کہ آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے "امتی نبی" حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں یا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ہیں۔ اور یہ اختلاف نہایت آسانی کے ساتھ مسئلہ وفات و حیات مسیح سے دور ہو سکتا ہے۔ اور اس طرح چودھویں صدی کے ان علماء کے قلوب میں جو صلیبی مذہب اپنا اثر و نفوذ پیدا کر چکا ہے۔ نہایت آسانی سے ٹوٹ سکتا ہے۔ بلکہ ٹوٹ چکا ہے۔ چنانچہ حالیہ مخالفت میں مسئلہ وفات و حیات مسیح کو ان لوگوں نے چھوا تک نہیں حالانکہ اصل اختلاف یہی ہے۔ یہ علماء جانتے ہیں کہ اگر اس اختلاف کو بنیاد بنا کر احمدیوں پر غیر مسلم ہونے کا فتویٰ لگایا گیا تو اس کے نتیجہ میں کچھ مسلمان عیسائی ہو جائیں گے۔ اور کچھ احمدی۔ اور غیر احمدی علماء مسجدوں کے حجروں میں بند ہو کر رہ جائیں گے۔ اس لئے انہوں نے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے "ختم نبوت" کے انکار کا بدترین جھوٹا الزام لگایا ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ یہی جھوٹا الزام ہمارے مخالفین کے لئے بہت جلد ذلت و ندامت کے سامان پیدا کر دے گا بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ وہ سامان پیدا ہو چکے ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حیات مسیح کا عقیدہ رکھنے والے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے ایک عظیم الشان پیشگوئی کی ہے اور ان کی تین نسلوں کا وضاحت کے ساتھ ذکر ہے۔ جس کے بعد ان میں گھبراہٹ پیدا ہوگی چنانچہ اب تیسری نسل جارہی ہے اور گھبراہٹ بھی پیدا ہو رہی ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں :-

"یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا' ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مَرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا۔ اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریم کا بیٹا اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔ اور دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیشگوئی میں تیسری نسل تک کے مخالفین کا ذکر کیا ہے۔ سو یہ وہی دَور ہے جس میں سے ہم گزر رہے ہیں۔ جہاں تک عیسائی مدبّرین کا سوال ہے۔ چند سال قبل سے مسیح کی صلیبی موت سے بچ جانے اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر نہ جانے کے بہت سے ثبوت اُن کو مہیا ہو چکے ہیں۔ اور اس طرح مسیح کی آمد ثانی کے متعلق وہ بہت زیادہ نومید اور بدظن ہوتے جارہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ افریقہ اور امریکہ میں جہاں عیسائیت کے سیاسی اور اقتصادی اور سائنسی ہی نہیں بلکہ مذہبی اثرات بھی غالب ہیں وہاں نہایت کامیابی کے ساتھ جماعت احمدیہ پھیل رہی ہے۔ اس کی تفاصیل بخوفِ طوالت چھوڑی جاتی ہیں۔

اور تو اور خود مسلمانوں کی موجودہ نسل بھی پیشگوئی کے مطابق مسیح کی آمد ثانی سے بہت کچھ نومید ہو چکی ہے۔ جس کا ثبوت حالیہ مخالفت میں حیات مسیح کے عقیدہ سے پہلو تہی بھی ہے۔ جب کہ ان کے علماء اس مسئلہ میں اس حد تک متشدّد واقع ہوئے تھے کہ آج سے دس سال قبل پاکستان کے ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی نے "وفات مسیح" کے قائل کے لئے یہ فتویٰ شائع کیا تھا کہ :-

"ایسے شخص سے قرآن وسُنّت کے دلائل واضح کرنے کے بعد توبہ کا مطالبہ کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ کرے تو بہتر ورنہ اسے کفر کی حالت میں قتل کر دیا جائے۔"

(تعلیم القرآن نومبر ۱۹۶۴ء)

مایۂ ناز صحافی

اس کے علاوہ ہندوستان کے مایۂ ناز صحافی مولانا محمد عثمان صاحب فارقلیط نے ڈنکے کی چوٹ سے وفات مسیح کا اعلان فرما دیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مولانا موصوف کے علاوہ انفرادی طور پر سنّیوں کے بعض دوسرے نامور علماء بھی "وفات مسیح" کا اقرار کر چکے ہیں۔ لیکن موصوف کے اعلان میں خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے حیات مسیح کے قائلین کو بھی احمدیوں سے بڑھ کر ختم نبوت کا منکر قرار دیا ہے۔ فرمایا :-

"لطف یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی تو اپنے آپ کو مہدی مسیح کہیں ..... لیکن ہمارے علماء اسرائیلی اور حقیقی نبی کو حضورؐ اکرم کے بعد دنیا میں لائیں وہ کافر قرار نہ پا سکیں بلکہ مسلمان اور مکفّر ٹھہریں۔ اے علماء کرام! اگر آپ قادیانی فتنہ کی جڑ کاٹنا چاہتے ہیں تو پہلے اپنی جڑ کاٹیں۔"

(شبستان نومبر ۱۹۷۲ء)

خلاصہ کلام یہ کہ مسٹر بھٹو نے جماعت احمدیہ کو ختم نبوت کا منکر قرار دے کر غیر مسلم قرار دیا ہے۔ اور مولانا فارقلیط صاحب نے جو تشریح پیش کی ہے۔ اس کی رُو سے حیات مسیح کے قائلین تمام مودودی 'حنفی' ندوی' دیوبندی' اہلحدیث' بریلوی اور شیعہ وغیرہ ختم نبوت کے منکر قرار پا کر غیر مسلم ثابت ہو جاتے ہیں۔ ان دونوں سُنّی اکابر کے فتوؤں کو مِلا کر دیکھا جائے تو رُوئے زمین پر کوئی مسلمان دکھائی نہ دے گا۔ اس کا ایک ہی علاج ہے کہ مولانا فارقلیط نے جہاں بہت بڑی جرأت کا ثبوت دیا ہے اور اتنی بڑی قوم سے ٹکر لی ہے وہاں تھوڑی ہمت کر کے اَور اپنی پُرزور قلم کو جنبش دے کر' متذکرہ بالا جملہ اداروں کو اس بات کے لئے آمادہ کر لیں کہ یہ ادارے جو دلوں میں "وفات مسیح" کی حقیقت کو اچھی طرح محسوس کر رہے ہیں' ایک متفقہ فتویٰ اپنی زبانِ قلم سے رقم فرما کر جاری فرما دیں کہ آج سے یہ جملہ ادارے "وفات مسیح" کے قائل ہو گئے ہیں۔ وہ دن بڑا ہی مبارک دن ہوگا۔ اس دن یہ ثابت ہو جائے گا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث "یکسر الصّلیب" کے مطابق مسیح موعود نے جہاں عیسائیت کے بیرونی حملہ کو پسپا کر دیا وہاں چودھویں صدی کے علماء کے قلوب میں رچ بس گئے صلیبی عقیدہ کو بھی اللہ تعالیٰ کے فرستادہ نے بڑی بڑی گُرزیں مار مار کر اور ریزہ ریزہ کر کے دھواں بنا کر اڑا دیا۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا یہ آخری حصہ بھی بڑی شان کے ساتھ پورا ہو جائے گا کہ :-

"عیسٰے کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔ اور دُنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"

(تذکرۃ الشہادتین)

برّ اعظم افریقہ ایک لمبا عرصہ عیسائیت کے زیر اثر رہا ہے۔ لیکن چودھویں صدی کا یہ عظیم معجزہ ہے کہ وہاں جماعت احمدیہ نے اپنے پُرعظمت دلائل سے صلیب کو توڑ پھوڑ دیا ہے۔ رسالہ لائف نے ۱۹۵۵ء میں لکھا تھا کہ :-

"مغربی افریقہ کے بعض علاقوں میں جہاں عیسائی مناد اور اسلامی مبلغ مقابلہ کر رہے ہیں۔ عیسائیت میں داخل ہونے والے ایک شخص کے مقابلہ [illegible] پر اسلام میں دس افراد داخل ہوتے ہیں ...."

(باقی صفحہ ۱۸ پر ملاحظہ

مخالفِ احمدیت فتنہ سازوں کی بھونڈی صورت دانشورانِ عالم کی تحریرات کے آئینہ میں

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے۔ مؤلف "اصحابِ احمد" قادیان

—— (۱) ——

پاکستان میں ایک منصوبہ کے تحت جماعت احمدیہ کے قتل و غارت اور آتش زنی بلکہ استیصال کی کاروائی ارباب حلّ و عقد کی سرپرستی میں منظم طریق پر کی گئی۔ جمیعۃ علمائے اسلام وغیرہ جماعتوں کے ترجمان اخبارات نے ابتداء میں ایک آدھ بار اس ظلم و جور کے عدم جواز کا اظہار کیا۔ چنانچہ

روز نامہ الجمعیۃ دہلی "جمعیۃ علمائے ہند کے ترجمان نے ۷ رجون کے اداریہ میں لکھا کہ :—

" پاکستان میں اینٹی قادیانی فسادات کا کوئی جواز نہیں۔ اہل پاکستان اگر قادیانیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں تو یہ برادر کشی کیوں؟ اور اگر ان کے نزدیک قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں تو کیا اس اقلیت آزاری اور بے گناہوں کے اس قتلِ عام کی اجازت اسلام دیتا ہے ؟" (صفحہ ۲)

جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے بین الاقوامی اداروں کو ننگِ انسانیت مظالم کی تحقیقات کرنے کی دعوت دی اس خبر کو شائع کرنے کا یہ مطلب تو لازماً تھا کہ مظالم انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ محترم چوہدری صاحب کے تعلق میں ۹ رجون کو یہ خبر شائع کرنے کے باوجود الجمعیۃ نے پھر کبھی ان ننگِ انسانیت مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہ کی۔

اسی طرح جماعت اسلامی کے ترجمان انگریزی ہفت روزہ نے ۱۶ رجون کو جناب چوہدری صاحب کو عالمی اداروں کی طرف رجوع کرنے پر مطعون کرنے کے باوجود یہ لکھا کہ :—

" ہمسائیگی میں جو کچھ وقوع پذیر ہوا تکلیف دہ ہے۔ ربوہ سٹیشن پر بعض سُنّی طلباء کو قتل کرنے کا فعل خواہ کیسا ہی گھناؤنا ہو۔ اس وجہ سے اکثریت کو یہ استحقاق حاصل نہیں ہو جاتا کہ پوری کی پوری جماعت کو ہدفِ انتقام بنالیں۔ اس کا کوئی منطقی یا اخلاقی جواز نہیں۔" (صفحہ ۱)

ہنگاموں کے بالکل آغاز میں تو ان اخبارات نے ایسا لکھا۔ لیکن جب مظالم انتہا کو پہنچ گئے اور دنیا بھر کی جماعت ہائے احمدیہ کے علاوہ دنیا بھر کے دانشوروں بلکہ بعض حکومتوں تک نے صدائے احتجاج بلند کی تو جن مظالم کے لئے کوئی قانونی یا اخلاقی جواز نہ تھا، ان کی شدت پر مہینوں سے یہ اخبار گنگ رہے۔

اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا کی حدیث پر عمل پیرا ہونے کی بجائے انہوں نے اپنی جماعتوں کی ہمنوائی میں جماعت احمدیہ کے خلاف فتنہ سازی کرنے کو ترجیح دی۔

ابتداء میں تو حکومتِ پاکستان ان مظالم کے وجود سے انکار کرتی رہی۔ بعد ازاں اقرار کئے بغیر نہ بنی۔ چنانچہ ہفت روزہ بلٹز (اُردو) بمبئی ۳ راگست میں مرقوم ہے :—

" پنجاب (پاکستان) کے وزیر قانون و پارلیمانی امور سردار صغیر احمد نے عوام سے کہا ہے کہ وہ احمدیہ جماعت کا بائیکاٹ کرنے کی تلقین کرنے والوں کی باتوں میں نہ آئیں .... کسی فرقے یا جماعت کا سوشل بائیکاٹ کرنا اور انہیں شہری حقوق سے محروم کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے "

(مُسلم قیادت کی سرداری کا ذکر آگے آئیگا)

جن مسلم و غیر مسلم اخبارات نے جماعت احمدیہ کے حق میں صدائے احتجاج بلند کی یا احمدیت کا نقطۂ نظر پیش کیا اسے "مسلم دلآزاری" کہہ کر مطعون کیا گیا۔ چنانچہ :—

(۱) — انڈین یونین مسلم لیگ کے ترجمان ہفت روزہ "**مستقیم**" دہلی کے ایڈیٹر کو یہ حجاب مانع نہ ہوا کہ جو کچھ وہ تحریر کرنے لگے ہیں، مسلم لیگ کے بانی کی پالیسی کے خلاف نہ لکھیں۔ مستقیم لکھتا ہے

" گزشتہ دو ماہ سے ہندوستان کے بعض اخبارات اچانک قادیانیوں کے حامی بن گئے ہیں۔ اور ایسے مضامین شائع کر رہے ہیں جن سے مسلمانوں کی دلآزاری ہوتی ہے۔ اور جن کو پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ان اخبارات نے قادیانیت کی تبلیغ کا کام سنبھال لیا ہے " (۲ راگست)

(۲) — ماہنامہ "**دین دُنیا**" دہلی کے اکتوبر ۱۹۷۴ء کے شمارہ میں اس کے ایڈیٹر شوکت علی فہمی کے قلم سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ احمدیوں کے خلاف پاکستان میں حالیہ تحریک کے نتیجہ میں غیر مسلموں کے قلوب میں اسلام کے بارے میں ایک غلط اثر قائم ہوا ہے۔ فہمی صاحب غیر مسلموں کی یہ بات تحریر کرنے پر چیں بجبیں ہوتے ہیں۔

" قادیانی اور غیر قادیانی کا جھگڑا ..... مسلمانوں کے دو فرقوں کا جھگڑا ہے جس کا ہمارے ملک کے غیر مسلموں سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ لیکن یہ اس جھگڑے کا سہارا لے کر اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ ..... مسلمانوں کی اکثریت نہایت ہی تنگ نظر واقع ہوئی ہے .... اس کے علاوہ اس ملک کی ہندو اکثریت کو یہ کہہ کر بھڑکایا جا رہا ہے کہ جو مسلمان عقائد کے اختلاف کی بنا پر اپنے ہی ہم مذہبوں پر ظلم و زیادتی کر سکتے ہیں وہ ان غیر مسلموں کے ساتھ کیا کچھ نہیں کر سکتے۔ جو سرے ہی سے اسلام کے منکر ہیں۔" (صفحہ ۸)

(۳) — **دیوبند** میں انجمن شُبّان المُسلمین کے ایک اجتماع میں قادیانیوں کی حامی قوتوں کی حمایت کو "مسلمانانِ ہند کی شدید دلآزاری اور پورے عالم اسلامی سے بے تعلق" قرار دیا ہے۔

(الجمعیۃ دہلی ۹ راگست)

—— (۲) ——

ایسے حالات میں جن ہمدرد مُسلم افراد اور اخبارات نے جماعت احمدیہ کی حمایت میں کچھ لکھا۔ ہم اُن کے شکرگزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ بعض کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) — "**خوشی قبل از وقت**" کے زیرِ عنوان جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی اپنے مؤقر ہفت روزہ "**صدق جدید**" بابت ۲۰ رستمبر میں رقمطراز ہیں کہ :—

" ریڈیو پاکستان کے قول کے مطابق .... جدید فیصلہ کا خیر مقدم دھوم دھام سے کیا جا رہا ہے۔ یہ پہلی بار ہے کہ نوّے سال کے بعد اس فرقہ کو سرکاری طور پر کافر قرار دیا جا رہا ہے " ....

" اور یہ نوّے سال میں پہلی بار نہیں، بلکہ ساری تاریخ امّت میں پہلی بار ہے کہ ایک فرقہ اپنے کو مُسلمان کہنے پر پورا اصرار رکھتا ہو اور "حُکّام" اس فرقہ کو خارج از اسلام اور ارتداد کا مرتکب قرار دیدیں ! اور لاکھوں کی تعداد میں مرتدین ایک وقت میں موجود ہوں !" ....

" ...... اور رہی خوشی اور اطمینان کی بحث تو شیعہ، اثنا عشری اور آغاخانی اور اسماعیلی فرقے جو اسمبلی میں اقلیت میں ہوں اپنے حشر کو کچھ روز بعد دیکھ لیں " (صفحہ ۲)

(۲) — جناب **میر قاسم** صاحب وزیر اعلیٰ جموں و کشمیر نے واشگاف الفاظ میں اس فیصلہ پر اظہارِ نفرت کرتے ہوئے کہا "کس قدر افسوسناک بات ہے کہ پاکستان جیسا ملک جس کا دعویٰ ہے کہ اس کا وجود مسلم اتحاد کی بنیادوں پر عمل میں آیا تھا، تنگ نظر مذہبی جنونیوں کے دباؤ کی وجہ سے آج اس کا اتحاد پارہ پارہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ .... مُسلمانوں کا ایک طبقہ جو قرآن و حدیث میں مکمل ایمان رکھتا ہے۔ اب غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا گیا ہے۔" (پرتاپ نئی دہلی ۱۲ رستمبر)

(۳) — انڈو عرب یکجہتی کونسل کے سکریٹری مسٹر **انصار ہروانی** (سابق رکن پارلیمان) نے پاکستان کے اس فیصلہ کو اسلام کی توہین بتلایا ہے۔ اور کہا ہے کہ کل شیعہ وغیرہ دیگر فرقوں کی باری آئے گی (پرتاپ دہلی ۱۳ رستمبر صفحہ ۳)

(۴) — بنگلہ دیش کے سرکاری روزنامہ "**مارننگ نیوز**" نے اداریہ میں اس قرار داد کو قانون سے زیادہ تعصب کا مظہر قرار دیا ہے۔ اور لکھا کہ یہ کیسی واہیات بات ہے کہ قانون ساز متعصب لوگوں کا ایک گروہ بن کر ساری دُنیا کو وعظ کرے کہ مذہب پارلیمان کے احکام کے تابع ہے " (ایضاً)

(۵) — جناب پروفیسر **عبد المجید خاں** صاحب جو غیر ممالک میں بھارت سرکار کی طرف سے سفارت خانوں میں ممتاز عہدوں پر نمائندگی کرتے رہے ہیں۔ اور بعد میں چیئرمین پنجاب سروس کمیشن کے منصب پر فائز رہے ہیں۔ ایک مکتوب میں رقم فرماتے ہیں کہ :—

" حضرت مرزا غلام احمد صاحب ...... اپنے وقت کے بہترین مسلمان صوفی اور ولی تھے۔ اور بے پناہ قوّتِ ایمانی کے مالک تھے۔ ان کی قوّتِ ایمانی

پہاڑوں پر بھی غالب تھی۔ .... صداقت کی ہی بالآخر فتح ہوگی۔ ایک عام احمدی ایک عام سُنّی مسلمان سے زیادہ باصفت پرہیزگار اور خدا ترس ہے۔ میرا دل ان لوگوں کے خاندانوں کے لئے ہمدردی کے جذبات سے بھرا ہوا ہے۔ جنہوں نے پاگل مُلّاؤں کے بھڑکائے ہوئے مذہبی مجنونوں کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش فرمایا۔" (بدر ۲۷ر جون)

(۶) — جناب مولانا **محمد عثمان صاحب فارقلیط** سابق مدیر اعلیٰ الجمعیۃ دہلی لکھتے ہیں: —

"ہمیں حرب عقائد کا ایک زبردست طوفان اُمڈتا نظر آرہا ہے .... یہ طوفان بڑی دُور سے اُٹھایا جارہا ہے تاکہ ہندوستانی مسلمان ایک طرف متحد نہ ہوسکیں، دوسری طرف ان کی توجہ اپنے اصلی مسائل سے ہٹ کر آپس کے اختلافات میں لگ جائے۔"

"ہم خدائے ربّ العزّۃ کی قسم کھاکر کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں عقائد کی جنگ برپا کرکے ان کی بیخ کنی کا سامان کیا جارہا ہے۔ اور خود ایسے مسلمانوں کے ہاتھوں کیا جارہا ہے جو اپنے آپ کو مذہب کا محافظ ظاہر کرتے ہیں اور "احقاقِ حق اور ابطالِ باطل" کا نقاب منہ پر ڈالے ہوئے ہیں۔ یہ جنگ شیعہ سُنّیوں میں پہلے ہی سے برپا ہے۔ اور اس کی پُشت پر بہت بڑی مصلحت ہے۔ یہی جنگ ہلکی ہلکی بریلوی اور دیوبندی کے نام سے جاری ہے۔ مگر آئندہ یہ جنگ زیادہ ہوگی۔ اب احمدی اور غیر احمدی .... فتنہ کو پاکستان سے کھینچ کر ہندوستان لایا جارہا ہے ... . ہم لرزہ براندام ہیں مسلمانوں کے مستقبل سے ... . ہم بتائے دیتے ہیں کہ یہ مذہبی خانہ جنگی پاکستان کو ختم کرکے چھوڑے گی۔ اگر یہ وبا ہندوستان میں آگئی جس کو پیچھے ہاتھ کھینچ کھینچ کر ہندوستان کے مسلمانوں میں لارہے ہیں تو سُن لو کہ یہاں کے مسلمان ؏

اگر مانند بشے باند بشے دیگر نمی ماند
بن کر رہ جائیں گے۔"

(ہفت روزہ "نئی دنیا" دہلی ۷ر اگست ۱۹۷۴ء)

(۷) — جناب **محمد اختر صاحب صدیقی** میونسپل کونسلر جودھپور لکھتے ہیں: —

"پاکستان کی قومی اسمبلی مکار سیاست دانوں کا اکھاڑہ ہے۔ اس کو کوئی اختیار نہیں کہ وہ یہ فیصلہ دے کہ کون مسلم ہے اور کون غیر مسلم۔ یہ فیصلہ ...... صرف ایک ذات کرے گی اور وہ ذات صرف خدا کی ذات ہے۔ ...."

"کیا علمائے حق کی (پاکستان) اسمبلی میں اکثریت ہے؟ اگر نہیں تو (اس بارے میں) ...... تمام بحثیں ...... کسی بھی مسلمان کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔"

"پاکستان کے فرقہ پرست لیڈروں نے احمدی مسلمانوں کو غیر مسلم قرار دے کر اسلام کے ساتھ کُھلی غدّاری کا ثبوت دیا ہے .... (اور) اسلام میں ضعف پیدا ہوا ہے۔"

(پرتاپ نئی دہلی ۲۰ر ستمبر)

(۸) — **محمد عبدالسلام** صاحب مجھولوی، نئی دہلی اپنے ایک مراسلہ میں لکھتے ہیں: —

"پاکستانی عوام کا کہنا ہے کہ احمدی غیر مسلم ہیں۔ اور پاکستان سرکار انہیں غیر مسلم قرار دے۔ اس بناء کو لے کر ...... انہیں سرِعام قتل کیا جارہا ہے۔ ان کی جائیدادیں تباہ کی جارہی ہیں۔ اور ان کی عزّت و آبرو خطرے میں پڑ چکی ہے۔ ...... (یہ) کہتے ہوئے یہ کہنا پڑتا ہے کہ دُنیا کے سارے بھیڑیئے پاکستان میں آکر اکھٹے ہوگئے ہیں ...... یہ ایک بہت بڑا ظلم ہے، جس کی تلافی کبھی نہیں ہوسکتی۔ کیا وہاں کے عالم قرآن نہیں پڑھتے .... اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر کہا ہے کہ مذہب پر کوئی زور نہیں ہے ...... آج کل کے عالم مذہب کے نام پر زہر کا بیج بو رہے ہیں۔"

(روزنامہ پرتاپ نئی دہلی بابت ۲۰ر اگست)

(۹) — بمبئی کے میگزین "**ٹائمز آف انڈیا**" ۲۶ر ستمبر میں **مسٹر اے۔ بی شاہ عادل آدم** لکھتے ہیں:

"پاکستانی قومی اسمبلی کا اعلان ..... تمام افراد کے نزدیک قابلِ نفرین ہے .... اہم امر یہ ہے کہ ہند کے مسلم رہنماؤں کے پاکستان قومی اسمبلی کی اس کارروائی کی مذمّت میں ایک لفظ تک نہیں کہا۔ حالانکہ (حضرت) امام ابوحنیفہؒ کی طرف سے "مسلم" کی بالوضاحت بیان شدہ یہ تعریف احمدیوں پر بھی صادق آتی ہے کہ جو شخص نماز کے لئے کعبہ (شریف) کی طرف منہ کرے۔"

(۱۰) — کوچین کے انگریزی اخبار "**انڈین ایکسپریس**" میں ۱۷ر ستمبر کی ڈاکٹر **پی محمد علی** صاحب نے پاکستان میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دینے پر اظہار تاسّف کرتے ہوئے بتایا کہ: —

"ایک ایسے ملک کی طرف سے اس قسم کی کارروائی، جو اپنے تئیں اسلامی ملک ہونے کی نمائش کرتا ہے، اسلام کو ایسا زبردست نقصان پہنچانے کے مترادف ہے جو ..... ۱۲۵۹ء میں بغداد کو لُوٹ کھسوٹ ہی کے ہم پلّہ ہے ...."

―――(۳)―――

جماعت احمدیہ شکرگزار ہے۔ کہ غیر مسلم پریس اور افراد نے اور دانشوروں نے خصوصی طور پر ان کے حق میں صدائے احتجاج بلند کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین بدلہ دے۔

(۱) — جناب **سردار دیوان سنگھ جی مفتون** سابق ایڈیٹر "ریاست" دہلی جیسے نڈر اور بلند پایہ اور کہنہ مشق صحافی سے ہر ایک باخبر ہے۔ آپ کا دل حالیہ مظالم سے دہل گیا آپ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: —

"مظالم کی خبریں سُن کر ...... خدا کی قسم ..... میرا دل زار زار رو رہا ہے۔"

(بدر ۲۷ر جون)

(۲) — نئی دہلی کے مشہور ہفت روزہ "**ہندوستان ٹائمز**" نے ۱۱ر ستمبر کو اسمبلی کے فیصلہ کو "بزدلانہ فیصلہ" قرار دیتے ہوئے اسی عنوان کے تحت لکھا کہ: —

"(یہ) فیصلہ مذہبی تنگ نظری کی بنیادی نشان دہی کرتا ہے۔ ...... احمدیہ فرقہ کے افراد کی تعداد گو گنتی میں کم ہے۔ مگر اس کے باوجود ..... سِول اور فوجی ملازمتوں میں انہوں نے اعلیٰ پوزیشن حاصل کی ہوئی ہے۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ وہاں کے شہر احمدیہ فرقہ کی امتیازی قابلیت اور برتری کے باعث ان کے خلاف حسد اور جلن کے جذبات رکھتے ہیں ...."

"۱۹۵۳ء کے فسادات کے تعلق میں "منیر کمیشن رپورٹ" اس بات پر شاہد ہے۔ کہ ایسی مخالفت کا ایک لمبا سلسلہ تقسیم ملک سے قبل سے چلا آرہا ہے۔ مگر ماضی میں پاکستانی لیڈر اس معاملہ کو کافی ذمہ داری، متانت اور عقلمندی سے نپٹتے رہے ہیں ...."

"مسٹر بھٹو نے اس فیصلہ سے پنجاب کے علاقہ میں اپنی سیاسی پوزیشن کو بحال رکھنے کی بازی لگائی ہے۔ جہاں ان کی سیاسی جماعت کو حمایت و طاقت حاصل ہے۔ مگر ...... ملک میں کٹر قسم کے مذہبی عناصر کو خوش اور مطمئن کرنے اور وقتی طور پر پنجاب میں ایسی تائید حاصل کرنے کا فائدہ ان کو کسی قدر مہنگا پڑے گا۔ اور آخر کار ان کو یہ قیمت ادا کرنی پڑے گی کہ پاکستان کے ایک بااصول قومی لیڈر کی حیثیت سے ان کا تصوّر بُری طرح مجروح ہوگا۔"

(۳) — گیا (بہار) کے معاصر ہفت روزہ "**آزاد ایشیا**" نے ۴ر جون کے شمارہ میں تحریر کیا کہ: —

"معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ملک (پاکستان) کے کچھ لوگ ایسے ہیں جو اب پاکستان کے وجود کو ہی باقی رکھنا نہیں چاہتے۔ شاید اس لئے بڑے بڑے سیاسی کارناموں کے بعد اب پاکستان میں احمدیہ فرقہ کو غیر مسلم قرار دینے کا شرمناک ڈرامہ کھیلا جارہا ہے ...... اور لوٹ مار، قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوگیا ہے۔ ...... احمدی فرقہ پر آسمان و زمین کی بلائیں نازل کی جارہی ہیں۔ ان کے منہ سے روٹی چھیننے اور ان کی دولت کو لُوٹنے کی بے شرمی کے ساتھ کوشش کی جارہی ہے۔ مسجدوں کو بھی نذرِ آتش کرتے خدا کا خوف نہیں ہوتا۔ ......"

وہاں اب کوئی مسلمان نہیں رہا بلکہ سندھی، پنجابی وغیرہ یا اہلحدیث، شیعہ وغیرہ ہیں۔ اور اب ہندوستان نژاد لوگوں میں سے صرف احمدی باقی ہیں۔ ہندوستانیوں کو ختم کرنے کے لئے یہ کارروائی کی جارہی ہے۔ یہ بتاکر لکھتے ہیں کہ: —

"ہم (پاکستانی علماء) سے عرض کریں گے کہ ...... آپ کی تحریک سے صرف احمدی فرقہ ہی کو نہیں، اسلام کو بھی ضرر پہنچے گا۔ اور مذہب کو بھی۔"

(۴) — روزنامہ "**آزاد ہند**" بنگلور نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے حوالہ سے راولپنڈی وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں قتل و غارت اور آتشزنی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے یہ خبر دی ہے کہ

"قادیانیوں کے خلاف ان انتقامی فسادات میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی تھی۔"

(۵) — اخبار "**انکشاف**" جھانسی نے ۸ر جون کو لکھا کہ: —

"احمدیہ فرقہ کیا غیر مسلم اقلیت ہے؟ اس سوال کو لے کر مملکتِ پاکستان میں احمدیوں کے خلاف زبردست طوفان آیا ...... پاکستان کے اس ہنگامے کو دیکھ کر سبھی اس پر حیرت و استعجاب کا اظہار کر رہے ہیں۔ .... کہ پاکستان کے مسلمان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے کیوں بن گئے ہیں۔ .... مسلمان ...... کی اپنی حماقتوں نے اس کی قوتوں کو باہمی تصادم پر ضائع کیا ہے۔ .... پاکستانیوں نے قانون کو ہاتھ میں لے کر زبردست جُرم کیا ہے۔ اور اس کے ذمہ داران قرار واقعی سزا کے مستوجب ہیں کاش پاکستان کے سُنّی علماء عقل کے ناخن لیں۔" (بحوالہ "رہنمائے تلنگانہ" ۲۸ر جولائی)

(۶) — جناب **نریندر جی** ایڈیٹر "**پرتاپ**" نئی دہلی ۱۲ر جولائی میں رقمطراز ہیں: —

"یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اپنی پوزیشن کو مضبوط (محفوظ) کرنے کے لئے مسٹر بھٹو ان قادیانیوں کو بھی قربان کرنے کو تیار ہوگئے ہیں۔ .... آج پاکستان میں ان (احمدیوں) کو بھی موت کے گھاٹ اُتارا

جا رہا ہے .... تو ان غیر مسلمانوں سے کیا سلوک ہو سکتا ہے۔ جو دوسری درجنوں باتوں میں عام مسلمانوں سے مختلف ہیں؟"

(۷) — "انڈین سیکولر سوسائٹی" کے ترجمان انگریزی جرنل "دی سیکولرسٹ" کے دو ایڈیٹروں میں سے مسٹر وی۔ کے سنہا۔ نے جولائی۔ اگست کے شمارہ میں لکھا:—

"احمدیوں کے خلاف اس نفرت کا ارتکاب بدترین قسم کے مذہبی جنون کی آڑ میں ہوا ہے"

"احمدیہ مسئلہ کے بارے میں ہندوستان کے متعدد مسلم ترجمانوں کی طرف سے ظاہر کردہ فصیحانہ سکوت پُر معنی ہے۔ حضرت بل (کشمیر)' تین ہزار میل کی دوری پر (اسرائیل میں) واقع (مسجد) الاقصیٰ کے بارے میں جس مضطربانہ فکرمندی کا اظہار ان لوگوں نے ماضی میں کیا تھا' پاکستان میں اپنے رفیق مسلمانوں پر ہو رہے ظلم و ستم کا سامنا ہونے پر (ایسے) شدید نحیف و لاغر ہو گئے ہیں (کہ گویا ان کی طاقتِ گویائی نے جواب دے دیا ہے)"

(۸) — مدم بشری خطاب یافتہ ادیب جناب پریم ناتھ دت جی۔ رقم فرماتے ہیں کہ یہ ظلم و ستم

"واضح ثبوت ہے کہ احمدیوں کے مقابلہ میں وہ (مخالف) لوگ ہتھیار ڈال چکے ہیں۔ ورنہ وہ میدانِ مناظرہ ...... میں سامنے آتے۔"

(پرتاپ جالندھر ۹ر اگست)

—— (۴) ——

ذیل کے اقتباسات سے جماعت احمدیہ کی عالمگیر تبلیغی مساعی کی ایک جھلک سامنے آتی ہے۔

(۱) — کانپور کے انگریزی روزنامہ "ایکشن" بابت ۲۴ر ستمبر میں جناب ظہور بخش صاحب لکھتے ہیں کہ :—

"تا حال بھی بیرونی ممالک میں مسلمانوں کے تبلیغی مشنوں کی سب سے بڑی تعداد جماعت احمدیہ کی ہی ہے۔ اور کم و بیش گزشتہ ستّر سالوں میں اسلام کو قبول کرنے والے غیر ملکی افراد کی اکثریت احمدی ہے گویا یہ امر بھی سنیوں کے لئے ناقابل برداشت اور ان کے دلوں کی جلن کا باعث ہے۔"

(۲) — امریکہ کے چوٹی کے دو اخباروں میں سے "واشنگٹن پوسٹ" کے نامہ نگار مسٹر لوئس۔ ایم۔ سائمنز نے ربوہ پہنچ کر حضرت امام جماعت احمدیہ سے انٹرویو لیا۔ اور حالات کا خود جائزہ لیا۔ اور حالات کا خود جائزہ لیا انہوں نے احمدیوں کو ہر طرح مسلمان پاکر اور لق و دق بیابان میں آباد کردہ جدید طرز کا شہر "ربوہ" دیکھ کر تفصیلی حالات لکھے۔ جن میں یہ بھی بتایا کہ عالم اسلامی کی تنظیم احمدیوں کے لئے تمام اسلامی ممالک میں پاکستان جیسے حالات پیدا کرنا چاہتی ہے۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ:۔

"حضرت امام جماعت احمدیہ نے بتایا کہ غیر مسلم قرار دینے کی تہ میں 'تعصب' کارفرما ہے۔

"..... اس بیان میں ..... کچھ اصلیت نظر آتی ہے۔ چنانچہ ..... لاہور میں منعقدہ عالم اسلامی کی چوٹی کانفرنس کے لئے متعین نامہ نگاروں کے پاس تو ناشائستہ عبارت والے 'مفلٹوں' کا سیلاب آگیا تھا جو انہیں جماعت اسلامی جیسی انتہا پسند پارٹیوں کی طرف سے دیئے گئے تھے۔ جن پر ایسے اشتعال انگیز القاب درج تھے کہ "احمدی — برّصغیر کے یہودی" اور "غدارانِ اسلام" ......

حضرت امام جماعت احمدیہ نے بتایا کہ:۔

"موجودہ ابتلاء کی پیشگوئی تھی۔ اور اسی طرح بالآخر ہماری فتح کی بھی۔ ہم اس تکلیف کے شروع ہونے کے منتظر تھے۔ لیکن یہ ختم بھی ہو جائے گی۔ دریں اثنا یہ بے معنی ہے کہ وہ ہمارا کیا نام رکھتے ہیں۔ ہم اپنے خدا کے ساتھ زندہ تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ ہمیں "مسلم" کے نام سے پکارتا ہے۔"

(۳) — دہلی کے مؤقر ہفت روزہ "نئی دنیا" نے ۲۶ر جون کو ایک مفصل مضمون میں لکھا کہ:—

"آج قادیانیوں کے نام پر خانہ جنگی کا طوفان اٹھایا گیا ہے۔ کل کو دیوبندی اور اہلحدیث کے نام پر پورے پاکستان کو جہنم کدہ بنایا جا سکتا ہے۔"

"چونکہ قادیانی (یا بقول خود احمدی) مبلغ یورپ اور افریقہ میں عیسائیت کا زور توڑنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور مشنری ان مبلغین کے سامنے عاجز آچکے ہیں۔ اس لئے ہمارا خیال ہے کہ پاکستان کی خانہ جنگی میں ان کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ عیسائی مشنری چاہتے ہیں کہ خود مسلمانوں کے ہاتھوں قادیانی فرقہ کو اس قدر کمزور کر دیا جائے کہ ان میں عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی سکت ہی باقی نہ رہے۔ ...... ہو سکتا ہے کہ مکہ مکرمہ کی رابطۂ عالم اسلامی میں بھی ان کی سازشوں کی بو باس پہنچ گئی ہو۔"

(۴) — اخبار "ڈیلی اسکیچ" ابگوس (نائیجیریا) ۸ اگست میں مسٹر ایم۔ اے۔ موئو سو نے اپنے ایک مضمون میں بتایا کہ احمدی حضرت مرزا صاحب پر ایمان لاکر اسلام کی کسی تشریح کے مطابق گردن زدنی نہیں ہو سکتے۔ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الانبیاء مانتے ہیں۔"

"یہ امر یقیناً مضحکہ خیز ہے کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی متابعت کے مدّعی مسلمان اس وقت قانون یا ڈگری کے ذریعہ اپنے مسلمان ساتھیوں پر بجز اُس بات کو ٹھونسنا چاہتے ہیں جس کے کرنے کو خود نبی کریم (علیہ السلام) نے غیر معقول قرار دیا ہے۔"

(۵) — "افریقہ میں اسلام' مستقبل کے لئے ایک فیصلہ کن طاقت" کے عنوان سے کلکتہ کے انگریزی روزنامہ "سٹیٹسمین" میں مسٹر رسل وارن ہو بتاتے ہیں کہ:

"خصوصاً احمدیہ فرقہ مغربی نائیجیریا کے اکثر روشن دماغ لوگوں کو جو یوروبا قوم کے ہیں۔ اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور وہ مسلمان ہو رہے ہیں۔"

(۶) — ایشیا کے سب سے زیادہ کثیر الاشاعت ہفت روزہ باتصویر میگزین "دی السٹریٹیڈ ویکلی" کے مدیر شہیر جناب "خوشونت سنگھ جی" نے ۷ر جولائی کے اداریہ میں اپنی ذاتی مشاہدات کی بناء پر یہ بتایا کہ طالب علمی میں انگلستان میں احمدیوں کو دیکھا کہ اکٹھے ہو کر نمازیں پڑھتے اور انگریزوں میں تبلیغ کرتے۔ لاہور میں میں نے "احمدیوں سے زیادہ کسی اور فرقہ کے مسلمان کو مذہبی اصولوں کا پابند اور شرعی احکامات کی پیروی کرنے والا نہیں پایا۔" اسرائیل میں ایک احمدی مولوی کو نوجوانوں اور بوڑھے عربوں کو "اسلامی اصولوں کی تعلیم" دیتے دیکھا۔"

"میں نے کینیا اور یوگنڈا کے ممالک میں ...... جائزہ لیا ...... عیسائیت کے مقابل پر افریقی باشندے زیادہ تعداد میں اسلام کو اپنا رہے ہیں۔ ...... یہ تبلیغی مہم اور جد و جہد لگی احمدیوں کی طرف سے تھی "مسلمانوں کے کسی بھی فرقہ نے اسلام کے سبز جھنڈے کو احمدیوں سے زیادہ ہمت اور دلیری کے ساتھ دنیا کے کناروں میں نہیں پہنچایا۔ ...... کس قدر ...... ستم ظریفی کی بات ہے کہ پاکستان کا ملک جو بڑے فخر کے ساتھ ہر موقعہ پر اسلام کا دعویدار بنتا ہے۔ وہاں اس اقلیتی مگر اہم 'قابل ذکر فرقہ کو ...... متعصب طبقہ کی طرف سے ...... اذیت پہنچائی جائے۔"

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کو نور بصیرت سے منوّر فرمائے۔ آمین

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

حضرت بانی سلسلہ اور کسر صلیب

(بقیہ صفحہ ۱۵)

"..... احمدی مبلغین دوسرے معاصرین کے مقابل پر اپنے مذہب کے زیادہ اچھے محافظ ہیں۔ اور اسلامی تبلیغ کے میدان میں بہت مؤثر کاروائی کرنے والے ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے تمام فرقوں میں یہی ایک جماعت ہے جس نے اپنے مشن افریقی مسلمان قبائل میں قائم کئے ہیں۔"

یہ تو آج سے بیس سال قبل کی بات ہے اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقن ممالک میں جماعت احمدیہ کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ وہاں سے صلیب اپنا بوریا بستر سمیٹ رہی ہے۔ عظیم الشان کالج' اسکول' پُر وقار مساجد اور پُر عظمت مشن ہاؤسز کھل گئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دو مرتبہ وہاں کا دورہ فرما کر احمدیت کی عظمت کو وہاں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اور حضور کی شاندار اسکیم کے تحت وہاں جماعت احمدیہ کے پُر رونق ہسپتال کھل چکے ہیں۔ جہاں عوام اور خواص' بیمار اور دلگیر پہنچے ہیں۔ اور معجزانہ شفا پاکر سلسلہ اور اس کے ڈاکٹروں کو دعائیں دیتے ہوئے واپس لوٹتے ہیں۔ بہر حال یہ صدی کسر صلیب کی صدی ہے۔ اور ابھی چودھویں صدی میں سے جو چھ سال باقی ہیں' ان سالوں میں بھی جماعت احمدیہ کو الٰہی وعدوں کے مطابق بڑی بڑی عظمتیں نصیب ہونے والی ہیں۔ انشاء اللہ العزیز

ولادت

مورخہ ۴ر فتح ۱۳۵۳ ہش مطابق ۴ر دسمبر ۱۹۷۴ء کو اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے ہاں دوسری لڑکی عطا فرمائی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے نومولودہ کا نام "شاہدہ پروین" تجویز فرمایا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ عزیزہ کی صحت و سلامتی' درازی عمر اور قرۃ العین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ محمد انعام غوری

مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

جماعتِ احمدیہ نمائش گاہِ عالم میں

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا احسان ہے کہ اس نے اپنے وعدوں اور اپنے پیارے نبی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات خاتم الانبیاء حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم و غلام حضرت امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کو موجودہ زمانہ میں غلبۂ اسلام کے لئے مبعوث فرمایا جس کے ذریعہ جماعتِ احمدیہ کا باقاعدہ قیام ۱۸۸۹ء میں ہوا۔ گویا جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے اب تک پچاسی سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ اس کی رفتارِ ترقی کا اندازہ لگانے کے لئے ضروری ہے کہ انیسویں صدی کے حالات کو پیشِ نظر رکھا جائے کیونکہ اس زمانہ میں ایک طرف سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے نتیجہ میں دنیا مادی لحاظ سے ایک عظیم ترقی اور انقلاب کے موڑ پر آگئی تھی۔ تو دوسری طرف دہریت اور الحاد کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ اور روحانی لحاظ سے تمام دنیا ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نقشہ دوبارہ پیش کر رہی تھی اسلام اور مسلمانوں کے لئے یہ زمانہ خاص طور پر انواع و اقسام کی مشکلات اپنے ساتھ لایا۔ مسلمان ایک طرف مغربی فلسفہ سے مرعوب ہو کر اسلام کو اعتذاری رنگ میں پیش کر رہے تھے۔ تو دوسری طرف کم علمی کا بھی شکار تھے جس کا عیسائی مشنریوں نے خوب فائدہ اُٹھایا اور ہزاروں کی تعداد میں مسلمان عیسائیت کو قبول کرتے چلے جا رہے تھے۔

یہ وہ حالات تھے جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ و السلام کو اللہ تعالیٰ نے قادیان کی ایک چھوٹی سی بستی میں تمام دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا۔ ایسے نازک وقت میں آپ نے تمام دنیا کے سامنے بانگِ دہل یہ اعلان فرمایا کہ:

> مسیحائی کی نبض ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔
>
> (فتح اسلام)

اس پر شوکت اعلان کا ہونا ہی تھا کہ غیر مذاہب کی طرف سے مخالفت کا طوفان بپا ہونا ہی تھا لیکن تعجب کی بات ہے کہ خود مسلمانوں کی طرف سے بھی آپ کی ایسی ہی مخالفت ہوئی۔ جیسے کہ سنتِ قدیمہ کے مطابق مامورین من اللہ کی ہوتی چلی آئی ہے۔ بجائے اس کے کہ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم روحانی فرزند اور اسلام کے اس بطلِ جلیل اور فتح نصیب جرنیل کی مدد کرتے، قدم قدم پر اس کے لئے مشکلات پیدا کیں۔ کفر کے فتوے لگائے واجب القتل قرار دیا۔ جھوٹے مقدمات قتل آپ پر چلائے گئے۔ آپ کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے ہر ادچھا حربہ آزمایا۔ اور ایسا آزمایا کہ قرآنی حقیقت ایک بار پھر واضح رنگ میں سامنے آئی کہ — مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

بے کسی و بے سروسامانی کا عالم۔ یکہ و تنہا آواز اپنے اور غیر سبھی مخالف۔ کتنا کٹھن تھا یہ کام کتنا صبر آزما تھا یہ مشن! اور کس قدر پُر خار تھا یہ مجاہدے کا میدان! ہزار صد آفرین ہے ہمارے مسیح محمدی پر کہ آپ کے ماتھے پر ذرا بھی تو بل نہ آیا۔ آپ کے پائے ثبوت میں ذرا بھی تو لغزش نہ آئی۔ نہایت جوانمردی سے اسلام کی خاطر آپ نے ہر ظلم سہا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ہر سختی برداشت کی۔ اور غم ملت میں اپنی تمام محبوب چیزوں کو قربان کر دیا۔ اور تمام مخالفانہ شورش کے باوجود آپ نے مسکرا کر صرف اتنا ہی فرمایا کہ ؎

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے

ایسے ہی مخالفانہ اور بیکسی و گمنامی کے ماحول میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارات پاکر آپ نے یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی کہ:

"تیری ذریت منقطع نہ ہوگی۔ اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ اور تیری دعوت کو زمین کے کناروں تک پہنچائے گا...... اور ایسا ہوگا کہ سب لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ اور تیرے ناکام رہنے کے درپے ہیں۔ اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں۔ وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروزِ قیامت غالب رہیں گے۔ جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے...... اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔

(تذکرہ صفحہ ۱۴۵ - ۱۳۶)

مخالفت کے اس طوفانِ بے تمیزی میں اس عظیم الشان پیشگوئی پر نظر کیجئے تو یہ تاریخی حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو کر ہمارے سامنے آجاتی ہے کہ باوجود شدید مخالفت کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی قائم کردہ جماعت کو آپ ہی کی زندگی میں نہ صرف پنجاب و ہندوستان بلکہ یورپ و امریکہ میں شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی کہاں تو یہ حالت تھی کہ آپ کی مجلس میں صرف دو تین آدمی حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور کہاں یہ عالم کہ ۱۹۰۷ء تک یعنی آپ کی وفات سے ایک سال قبل تک آپ کی جماعت تین لاکھ تک پہنچ گئی۔

پس، ابتدائی دَور میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی وغیرہ کو اپنے آپ پر بڑا گھمنڈ تھا کہ وہ اس تحریک کا وجود ختم کر دیں گے لیکن وہ بڑی حسرت کے عالم میں اپنی ان ناکام تمناؤں کو اپنی قبروں میں لے گئے۔ پھر دوسرے دور میں مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اور ان کے ہمنوا دیگر احراری لیڈروں نے بڑے طمطراق سے احمدیت کی تباہی کا منصوبہ بنایا۔ اور بڑے بلند بانگ دعوے کئے۔ مگر آج مجلس احرار کا وجود ہی ایک قصۂ پارینہ بن چکا ہے۔ اور احمدیت ایک تناور درخت کی شکل میں پھل پھول رہی ہے تیسرے دَور میں مخالف ملاؤں نے ۱۹۵۲ء میں "اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن" جاری کی تاکہ جماعت احمدیہ کو نیست و نابود کر دیا جائے مگر یہ منظم مخالفانہ کاروائی بھی سمندر کی جھاگ کی طرح غائب ہو گئی۔ اور رفتہ رفتہ جماعت احمدیہ کی تعداد خدا کے فضل سے ایک کروڑ تک پہنچ گئی۔ اور پھر اب چوتھے دَور میں جماعت احمدیہ کی اس روز افزوں ترقی کو دیکھ کر مخالفین کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگے۔ اور تاریخ اسلام نے اپنے آپ کو دہرایا۔ اور جنگ احزاب کی طرح رابطہ عالم اسلامی سے لے کر پاکستان تک کے سبھی مخالفین نے احمدیت کے خلاف منظم ہو کر اس الٰہی جماعت کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے لئے اپنا پورا زور لگایا اور لگا رہے ہیں۔ جس کا شرمناک اور بدترین نمونہ ارضِ پاکستان میں احمدیوں پر ظلم و ستم۔ قتل و غارت اور سوشل بائیکاٹ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ لیکن آفرین ہے مسیح محمدی کے ان پروانوں پر کہ انہوں نے قرنِ اوّل کے مسلمانوں کی قربانیوں کے نمونہ کو پھر زندہ کر دکھایا۔ انہوں نے بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح ہونا پسند کیا۔ مگر حقیقی اسلام کے جھنڈے کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔ انہوں نے اپنی جائیدادوں کو بخوشی لٹنے دیا لیکن اپنے ایمان پر آنچ نہ آنے دی اپنے وطنوں سے بے وطن ہوگئے مگر مسیح محمدی کے دامن کو نہ چھوڑا۔ اور مخالفین کے بہیمانہ اور انسانیت سوز مظالم کو صبر و استقامت اور متبسم چہروں کے ساتھ برداشت کیا۔ تو دوسری طرف ایسے ہزارہا نئے پروانے بھی پیدا ہوگئے جنہوں نے اس دہکتی ہوئی آگ میں بلا خطر چھلانگ لگا دی اور احمدیت کو قبول کیا اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔

آخر کار مخالف ملاؤں نے دلائل کے میدان میں عاجز آکر حکومت کا سہارا لیا۔ اور پاکستان کی قومی اسمبلی سے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جو ہمارے نزدیک جماعت احمدیہ کی مخالفین کا واضح اعترافِ شکست ہے۔ اس فیصلہ کا نتیجہ بہرحال ہر سنجیدہ مزاج انسان پر عیاں اور ہر چشمِ بصیرت پر آشکار ہے [illegible] احمدیت کا [illegible] ہے۔ [illegible]

نصر من اللہ و فتح قریب کی پیاری آواز سُن رہے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ مخالفین کی ناکامی کے تابوت میں آخری کیل ہے۔ کیونکہ جماعتِ احمدیہ کا قیام اس لئے نہیں ہوا کہ وہ مٹا دی جائے اس کی سرشت میں ناکامی کا خمیر رکھا ہی نہیں گیا۔

آئیے ہم ان پچاسی سالوں میں جماعت احمدیہ کی ترقی کا مختصر جائزہ لیں جس سے اندازہ ہو جائے کہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا یہ درخت تند باد مخالف کے باوجود کس طرح عظمت و شان سے پھل پھول رہا ہے۔

مالی قربانیاں

پچاسی سال کے اس عرصہ میں جماعت احمدیہ نے صرف اپنی تعداد کے لحاظ سے ہی ترقی نہیں کی۔ بلکہ اس نے عالم اسلامی میں ایثار قربانی کا وہ معیار قائم کیا ہے کہ جس کی نظیر سوائے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے اور کہیں نہیں ملتی۔ جبکہ دیگر اسلامی فرقے باوجود بڑی بڑی مالدار درجنوں اسلامی حکومتوں کی پشت پناہی کے راہ اسلام میں اوّل تو کچھ خرچ کرتے ہی نہیں اور اگر چند ایک کرتے بھی ہیں تو برائے نام۔ لیکن بفضلہ تعالےٰ جماعت احمدیہ کا موجودہ سالانہ بجٹ خدمت و اشاعت اسلام کے لئے دو کروڑ روپے تک پہنچ چکا ہے۔ اس چھوٹی سی جماعت کے معیار قربانی و ایثار کا نمائش گاہ عالم میں اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ جماعت کے امام ہمام ایدہ اللہ تعالےٰ نے صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے نام سے گذشتہ سال ماہ دسمبر میں اڑھائی کروڑ روپے کی ایک سکیم کا اعلان اس توقع پر فرمایا کہ جماعت اپنے پچھلے قربانی کے معیار کے مطابق بہرحال پانچ کروڑ روپے فراہم کرے گی۔ اس سولہ سکیم کا اعلان ہونا تھا کہ افرادِ جماعت نے اپنے پیارے امام کے قدموں میں تین ماہ کے اندر بارہ کروڑ روپے سے بھی زائد کے وعدے کر دیئے جماعت کی اس قربانی، عزم و ہمت اور حوصلہ کو دیکھ کر مخالفین کے دل کانپ گئے۔ حسد اور بغض سے ان کے سینے بھر گئے اور جوش مخالفت میں اندھے ہو کر انہوں نے احمدیوں کی جائیدادوں کو لوٹنا اور تباہ کرنا شروع کر دیا۔ تاکہ جماعت کو اقتصادی لحاظ سے بالکل تباہ کر دیا جائے۔ لیکن آفرین اے فرزندانِ احمدیت کہ عظیم ابتلاء میں بھی تمہارے قدم نہ ڈگمگائے اور تمہارے حوصلے پہلے ہی کی طرح بلند رہے۔ جو مخالفین کے منہ پر ایک طمانچہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کتنا ایمان افروز ہے ہمارے ایک احمدی بھائی کا یہ واقعہ کہ وہ لٹ لٹا کر مرکز احمدیت ربوہ میں اپنے پیارے امام کے پاس آتے ہیں۔ تن پر صرف ایک قمیص اور دھوتی ہے۔ اور نور ایمان کا یہ عالم کہ عرض کرتے ہیں کہ حضور میں نے جوبلی فنڈ میں پچھتر ہزار روپے کا وعدہ کیا تھا۔ اب تو میں ناداری اور بےکسی کے عالم میں اپنی تمام جائیداد کو اپنے سامنے لٹتے دیکھ کر آیا ہوں۔ مگر مجھے یقین ہے کہ خداتعالےٰ مجھے اپنا وعدہ ایفاء کرنے کی توفیق دے گا۔ اس لئے اب میں اپنا وعدہ بڑھا کر ایک لاکھ روپے کرتا ہوں سبحان اللہ والحمد للہ۔

تبلیغی مشنز

جماعتِ احمدیہ کے اسی ایثار و قربانی اور اور جذبۂ خدمت اسلام اور فعالیت کا یہ نتیجہ ہے کہ آج جماعت احمدیہ کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ اور اس کے تبلیغی ادارے دنیا کے ہر بڑے برّاعظم میں موجود ہیں۔ تفصیلات کو ترک کرتے ہوئے صرف بیرونی ممالک کے احمدیہ مسلم مشنز کے اعداد و شمار پر ہی اکتفا کی جاتی ہے چنانچہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں چار مشن مصروف تبلیغ اسلام ہیں ٹرینیڈاڈ میں ایک۔ گی آنا میں ایک۔ براعظم یورپ میں انگلینڈ میں دو۔ سوئٹزرلینڈ میں ایک۔ ہالینڈ میں ایک۔ سکنڈے نیویا میں تین اور جرمنی میں تین۔ فلسطین و اسرائیل میں ایک۔ مشرق وسطیٰ میں آٹھ۔ مشرقی افریقہ: کینیا میں نو۔ تنزانیہ میں گیارہ۔ یوگنڈا میں پانچ۔ مغربی افریقہ: نائیجیریا میں ۲۳ غانا ۲۲ سیرالیون میں چھ گیمبیا میں دو اور آئیوری کوسٹ لائیبیریا اور ٹوگولینڈ میں ایک ایک جنوبی افریقہ میں ایک اسی طرح مارشس سیلون برما۔ ہانگ کانگ۔ ملائیشیا۔ سنگاپور سباجزائر فجی۔ جاپان اور فلپائن میں ایک ایک اور انڈونیشیا میں سولہ۔

ان تمام مشنوں کی مجموعی تعداد بفضلہٖ تعالیٰ ۱۰۴ ہے اور یہ وہ مشنز ہیں جو برصغیر ہند و پاکستان کے مشنوں کے علاوہ ہیں اور ان تمام بیرونی ممالک میں مجموعی طور پر ۲۰۶ مبلغین مصروف جہاد ہیں۔ اور مختلف مشنوں سے مختلف زبانوں میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ۲۲ اخبارات و رسائل جاری ہیں علاوہ ازیں ریڈیو پر جماعت احمدیہ کے مبلغین اسلام کے موضوع پر نہایت محققانہ مضامین نشر کرتے ہیں۔

تراجم قرآنِ مجید

مسلمان علماء نے بدقسمتی سے اپنی بے علمی اور تبلیغ و اشاعت سے کوتاہی کے باعث یہ کہنا شروع کر دیا تھا۔ کہ قرآن مجید کا ترجمہ کرنا کفر ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی یہ عظیم خدمت بھی بجا لانے کی توفیق عطا فرمائی کہ خلافتِ حقّہ اسلامیہ کے زیرِ سایہ وہ اب تک متعدد زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کر چکی ہے۔ تاکہ بیرونی ممالک کے باشندے اپنی مادری زبان میں قرآن کو سمجھ سکیں۔ چنانچہ اس وقت تک انگریزی جرمن ڈچ ڈینش۔ سواحیلی۔ یوروبا۔ لوگنڈی۔ ہندی گورمکھی۔ اردو اور یورپ کی مقبول ترین اور جدید زبان اسپرانٹو میں جزوی یا کلی طور پر قرآن مجید کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ جبکہ سپینش۔ ملائی۔ پرتگیزی۔ اٹالین۔ فرنچ۔ ککویو۔ روسی انڈونیشین۔ فینٹی۔ چینی اور آسامی زبانوں میں تراجم کا کام قریباً مکمل ہو چکا ہے۔ صرف اشاعت کا کام باقی ہے۔

تعلیمی اور طبّی مراکز

جماعت احمدیہ نے نہ صرف تبلیغی مساعی ہی میں نمایاں امتیاز پیدا کیا ہے۔ بلکہ از راہ ہمدردی و غم خواری غریب اور پسماندہ اقوام میں تعلیم کو عام کرنے اور ان کی صحت جسمانی کا خیال رکھنے کے لئے تاریک براعظم افریقہ میں ۸۳ سے زائد کالج اور اسکول چلا رہی ہے۔ اور متعدد میڈیکل سنٹرز قائم کر چکی ہے۔

علاوہ ازیں مغربی افریقہ کے ملک نائیجیریا میں جماعت احمدیہ کے اپنے ریڈیو سٹیشن کے قیام کا منصوبہ بھی زیرِ تکمیل ہے۔

تعمیرِ مساجد

خداتعالےٰ کی عظمت و وحدانیت کے قیام کے لئے جماعت احمدیہ نے بیرونی ممالک میں اب تک تین سو اکیاون مساجد تعمیر کی ہیں جو عملاً تثلیث کدوں کے لئے ایک کھلا چیلنج ہے۔ اور جن میں سے گونجنے والی پانچ وقت کی اذانیں گویا یہ منادی کرتی ہیں۔ کہ اے صلیب کے پجاریو! اب تو صلیب ٹوٹ چکی ہے۔ اور اے تثلیث کے علمبردارو! اب تو گرجے نیلام ہونے لگ پڑے ہیں اور اے مغربی ممالک کے باشندو! اب عالمگیر غلبۂ اسلام کا وقت قریب آ چکا ہے۔ تم چند سال کے اندر اندر تمام دنیا کو اسلام کے عظیم انقلاب کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا ہوا دیکھ لوگے۔!!

موجودہ اینٹی احمدیہ تحریک کا اثر

قارئین کرام جب ایک سنجیدہ طبع انسان حکومت پاکستان کے اس فیصلہ کو پڑھتا یا سُنتا ہے جس کی رُو سے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف جماعت احمدیہ کی مذکورہ اسلامی خدمات کو دیکھتا ہے تو اسکا ضمیر اسے یہ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ یہ کیسے افراد ہیں جو غیر مسلم ہیں جو اشاعتِ اسلام کیلئے اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ جو تبلیغ اسلام کے لئے دیوانہ وار ہر ملک میں پھیل کر اپنے مضبوط اور مؤثر و فعال مراکز قائم کر رہے ہیں جو قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت میں رات دن کوشاں ہیں جو سینکڑوں مسجدیں غیر ممالک میں تعمیر کر رہے ہیں۔ اور ان احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے والے بزعمِ خود "پکے اور سچے مسلمان" ہیں جو دوسروں تک اسلام کا پیغام پہنچانے کی بجائے خود اسلام سے نابلد اور اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ و غافل ہیں شاید ایسے ہی لوگوں کے لئے علامہ اقبال نے کہا ہے کہ

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد (اپریل ۱۹۷۴ء) کے مطابق پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو قتل و غارت کا بازار گرم ہوا۔ اور جس کے نتیجہ میں حکومت پاکستان نے بھی متعصب اور مفسد ملاّؤں کے سامنے گھٹنے ٹیکتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تو مخالفین یہ سمجھتے تھے کہ اب جماعت احمدیہ کا وجود ختم ہو جائے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہ قانون چلا آیا ہے کہ اہلِ حق کی جسقدر مخالفت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی قدر ان کی ترقی کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ چنانچہ موجودہ اینٹی احمدیہ تحریک کے نتیجہ میں دنیا کے بیشتر اخبارات و رسائل اور ریڈیو میں جماعتِ احمدیہ کے بارے میں مخالفانہ بھی اور موافقانہ بھی اس قدر پروپیگنڈا اور شہرت ہوئی ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں اس کی صدائے بازگشت گونجتی رہی۔ اور گونجتی رہے گی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر جماعت احمدیہ کروڑوں اور اربوں روپے بھی اپنی تبلیغ اور پروپیگنڈا کے لئے خرچ کرتی تو بھی اپنی آواز ساری دنیا میں اس قدر نہ پھیلا سکتی جس قدر کہ اب پھیلی ہے اس لحاظ سے اب ساری دنیا پر ہی حضرت امام مہدی کی طرف سے اتمام حجت ہو چکی ہے۔ وذالک فضل اللہ۔

اللہ تعالےٰ ہمارے مخالفین کو بصیرت عطا کرے اور انہیں ہدایت دے کہ وہ مسیح محمدی اور امام مہدی علیہ السلام کو شناخت کر کے حقیقی مسلمان بن جائیں اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کی مہم میں شامل ہو کر دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں سرخروئی حاصل کریں۔ آمین

امام مہدی کا ظہور اور اُس کی صداقت

از الحاج مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

اُمتِ محمدیہ میں امام مہدی کی نہایت ممتاز شخصیت!!

اسلام سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے لے کر آج تک لوگوں میں یہ ایک ہی وجود ہے جس کا ابتدا سے زمانہ نبوی سے اب تک یہ احساس پایا جا رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رآپ کی اُمت میں ایک نہایت ذی شان، عالی مرتبت اور منفرد ہستی کا وجود جو ساری امت میں ایک ممتاز مقام کا حامل ہے ظاہر ہو گا اور مسلمانوں کے ہر مکتب خیال کے [illegible] کا اتفاق رہا ہے کہ اس کے ظہور [illegible] چودھویں صدی ہو گا۔ اور یہ محض [illegible] ات نہیں بلکہ اس کی بنیاد قرآن حدیث اور آثار کے علاوہ امت کے مجددین کرام، اولیائے کرام، صوفیائے عظام، صاحب الہام کشف و کرامات (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی پیشگوئیوں پر ہے۔ علاوہ ازیں دیگر مذاہب کے ماننے والوں میں بھی ایک ایسے ہی وجود کی ٹھیک اسی وقت پر ظاہر ہونے کی پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں تو گویا اس معاملہ میں دنیا کے تمام اہل مذاہب کا علی العموم اور تمام مسلمانوں کا علی الخصوص اس مسئلہ پر اتفاق ہے۔ یہ ایسا عظیم الشان اجماع ہے جس کی نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کے بعد محال ہے۔ اس بارہ میں کیا ہی واضح رنگ میں روز روشن کی طرح یہ مثل صادق آتی ہے کہ "زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو"

قرآن مجید اور احادیث میں اس عظیم الشان وجود کی آمد کا ذکر

(۱) سورہ جمعہ میں وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ (اور اُن کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک اُن سے نہیں ملی) (۲) سورہ صف میں وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (اور ایک ایسے رسول کی بھی خبر دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہو گا۔ (۳) اسی سورہ صف میں فرماتا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے (۴) سورۃ الکوثر میں فرماتا ہے۔ انا اعطینٰک الکوثر (اے نبی) یقیناً ہم نے تجھ کو کوثر عطا کیا ہے۔ کوثر کے ایک معنی ایسے شخص کے ہیں جو بہت خیرات کرنے والا اور سخی ہو۔ (۵) سورۃ العصر میں وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ..... اس سورہ میں [illegible] کے زمانہ کی قسم کھا کر اس کے زمانہ کو بطور شہادت صداقت اسلام، صداقت آنحضرت صلعم، صداقت قرآن اور خود اس وجود کی صداقت کی تائید میں پیش کیا گیا ہے (۶) سورۃ النجم میں فرماتا ہے۔ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ (میں ثریا ستارہ کو جب وہ معنوی طور پر نیچے آجائے گا اس امر کی شہادت کے لئے پیش کرتا ہوں کہ تمہارا ساتھی (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نہ رستہ بھولا ہے نہ گمراہ ہوا ہے۔ ایسا ہی مضمون وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ میں بیان ہوا ہے۔ ان دونوں آیات میں امام مہدی کی شان مہدویت کو بیان کیا گیا ہے (۷) وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ۔ چاند کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں جبکہ وہ تیرہویں کا ہو جائے یعنی جس طرح تیرہویں، چودھویں، پندرہویں اور سولہویں کا چاند مکمل ہوتا ہے۔ اسی طرح تیرہویں، چودھویں، پندرہویں اور سولہویں صدی میں اسلام کی ترقی مکمل ہوتی چلی جائے گی۔ اِتَّسَقَ کے یہی معنی علامہ شوکانی نے فتح القدیر میں کئے ہیں۔ اس آیت میں اور ایسی دیگر آیات میں جن میں امام مہدی کو "بدر کامل" بیان کیا گیا ہے۔ حضرت امام مہدی کی شان عیسوی یا شان احمدیت کی طرف اشارہ ہے (۸) وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ۔ اور جب سب رسول اپنے وقت مقررہ پر لائے جائیں گے (یعنی امام مہدی موعود اقوام عالم ہو گا) اسی طرح دیگر متعدد قرآن و حدیث کے الفاظ میں اس وجود عظمت پر پیشگوئیوں کا سورج نصف النہار تک پہنچا دیا گیا ہے۔ پھر سورۃ الکوثر، سورہ فاتحہ اور آیت من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین ..... وحسن اولٰئک رفیقاً (النساء ۹) اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو تطبیق دینے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام مہدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان فرزند قرار دیا گیا ہے اور احادیث میں مسیح اور مہدی کو ایک ہی وجود بتایا گیا ہے اور اس کا آنا گویا آنحضرت صلعم کا دوبارہ آنا قرار دیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں اُس وجود کے ظہور کی علامات کا ذکر

سورہ تکویر میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے (۱) جب نور آفتاب کو لپیٹ دیا جائے گا (اس میں عارضی ضعف کی طرف اشارہ ہے جو مسلمانوں پر آنے والا تھا) (۲) اور جب ستارے دھندلے ہو جائیں گے (یعنی علمائے اسلام میں جب بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔ جیسا کہ حدیث میں علماء ھم شر من تحت ادیم السماء کا ذکر ہے۔ (مشکوٰۃ) (۳) اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے (۴) جب دس مہینہ کی گابھن اُونٹنیاں آوارہ چھوڑ دی جائیں گی (ریل، موٹر اور ہوائی جہاز کی ایجادات کا ذکر ہے (۵) "جب وحشی اکٹھے کئے جائیں گے" (یعنی جب چڑیا گھر بنائے جائیں گے یا وحشی انسان متمدن ہو جائیں گے یا جب وحشی اقوام کو اُن کے وطنوں اور ملکوں سے نکال دیا جائے گا کیونکہ حشرت کے معنی جلا وطن کرنے کے بھی ہیں) اقرب

(۶) "جب دریاؤں کے پانیوں کو نکال کر دوسرے دریاؤں یا نہروں میں ملا دیا جائے گا (۷) جب مختلف نفوس جمع کئے جائیں گے (یعنی دنیا ایک شہر کی حیثیت اختیار کرلے گی اور سفر آسان ہو جائیں گے (۸) اور جب زندہ گاڑی جانے والی (لڑکی) کے بارہ میں سوال کیا جائے گا کہ آخر کس گناہ کے بدلہ میں اس کو قتل کیا گیا تھا (یعنی جب یہ قانوناً جرم بن جائے گا۔ (۹) اور جب کتابیں پھیلا دی جائیں گی (یعنی پریس کثرت سے ہوں گے۔ (۱۰) جب آسمان کی کھال اتاری جائے گی (یعنی علم ہیئت میں بہت ترقی ہو گی" (۱۱) اور جب جہنم کو بھڑکایا جائے گا (یعنی گناہ بڑھ جائیں گے۔ اس میں سینماؤں اور اس قبیل کی ایجادات کی طرف بھی اشارہ ہے) (۱۲) جب جنت قریب کر دی جائے گی (یعنی مذہب کو آسان پیرایہ میں پیش کیا جائے گا اور اس پر عمل آسان ہو جائے گا) قرآن اور حدیث میں اسی طرح بیشمار علامتوں کا ذکر ہے۔ ان تمام علامتوں کو مجموعی طور پر مدنظر رکھتے ہوئے نظر صحیح پکار اٹھتی ہے کہ لاریب امام مہدی کے ظہور کا اسٹیج تیار ہے۔ امام مہدی کو اب تک ضرور ظاہر ہونا چاہیئے تھا۔

حضرت امام مہدی - [illegible] زمانہ کی پکار ....!!

(۱) ۱۸۷۹ء میں مولانا حالی نے اسلام کا مرثیہ مسدس حالی میں یوں پیش کیا ہے۔

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

(۲) ڈاکٹر اقبال لکھتے ہیں۔

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

(۳) اسی طرح شیعہ حضرات نے خروج مہدی کے انتظار کے اشتیاق میں کہا ہے۔

بیا اے امام صداقت شعار
کہ بگذشت از حد غم انتظار

(۴) یورپ کے محقق مشہور [illegible] پروفیسر میکنزی اپنی کتاب انٹروڈکشن ٹو سوشیالوجی میں لکھتے ہیں:-

"کامل انسانوں نے کے بغیر یہ سائٹی معراج کمال تک نہیں پہنچ سکتی ...... تعلیم بھی چاہیے اور ضمیر بھی ...... [illegible] ایک ریفارمر کی ضرورت ہے۔"

اس مضمون میں زیادہ حوالوں کی گنجائش نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔

کہ مردے از غیب بروں آید و کارے کند

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا اعلان [illegible]

کہ جس امام کا انتظار تھا وہ وجود قادیان کی بستی میں ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوا۔ اس نے ۱۲۹۰ھ میں خدا سے مکالمہ، مخاطبہ کا شرف پایا اور چودہویں صدی کے آغاز یعنی ۱۳۰۶ ہجری میں مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ آپ نے "خطبہ الہامیہ" دعویٰ فرمایا ہے۔

ایھا الناس انی المسیح المحمدی وانا احمد المھدی

یعنی اے لوگو میں ہی مسیح محمدی ہوں اور میں ہی احمد مہدی ہوں۔

خدائی نشانات وتائیدات کا حضرت امام مہدی سے وعدہ

حضور نے تحفہ گولڑویہ میں فرمایا ہے۔

(۱) خدا نے مجھے قرآنی معارف بخشے ہیں (۲) خدا نے مجھے قرآنی زبان میں اعجاز عطا فرمایا ہے (۳) خدا نے میری دعاؤں میں سب سے بڑھ کر قبولیت رکھی ہے (۴) خدا نے مجھے آسمان سے نشانات دیئے ہیں (۵) خدا نے مجھے زمین سے نشانات دیئے ہیں (۶) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرنے والا مغلوب ہوگا (۷) خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ میرے پیرو ہمیشہ اپنے دلائل صدق میں غالب رہیں گے اور دنیا میں اکثر وہ اور اُن کی نسل بڑی بڑی عزت پائیں گے تا اُن پر ثابت ہو کہ جو خدا کی طرف سے آتا ہے وہ کچھ نقصان نہیں اٹھاتا (۸) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ قیامت تک اور جب تک کہ دنیا کا سلسلہ منقطع ہو جائے میں تیری برکات ظاہر کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ (۹) خدا نے [illegible] سے بیس برس پہلے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرا انکار کیا جائے گا اور لوگ مجھے قبول نہیں کریں گے پر میں تجھے قبول کروں گا اور بڑے زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کروں گا (۱۰) اور خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ تیری برکات کو دوبارہ ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے [illegible] تعلق رکھنے والا ہوگا اور مظہر الحق والعلا ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا [illegible] عشرۃ کاملۃ

حضرت امام مہدی کی صداقت کے دلائل

(۱) سب سے پہلی دلیل جو کسی مدعی کی صداقت کی ہونی چاہیئے یہ ہے کہ آیا اُس نے عین ضرورت حقہ پر دعویٰ کیا یا بلا ضرورت کیا۔ اُوپر کی سطور میں یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ جب زمانہ پکار پکار کر ضرورت امام کا تقاضا کر رہا تھا عین اس وقت آپ کا ظہور ہوا۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں ؎

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

(۲) قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ مزمل میں مثیل موسیٰ قرار دیا ہے اور آیت استخلاف میں وعدہ ہے کہ حضور کی اُمت میں سلسلۂ خلافت اُسی طرح قائم کیا جائے گا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد قائم کیا گیا تھا۔ چنانچہ جب ہم موسوی سلسلہ سے محمدی سلسلہ کا مقابلہ کرتے ہیں تو دونوں سلسلوں کے اوّل و آخر پر نظر ڈال کر اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جن حالات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات حضرت یوشع بن نون کے ذریعہ موسوی سلسلہ کو استحکام حاصل ہوا تھا ویسے ہی حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعہ امت محمدیہ کو تمکین عطا کی گئی اور آخر کے اعتبار سے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے چودہ سو سال بعد حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اُس سلسلہ کے خاتم الخلفاء کے طور پر آئے تھے اُسی طرح اُمت محمدیہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھیک چودہ سو سال بعد محمدی سلسلہ کے خاتم الخلفاء یعنی حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور مشہور حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی پیشگوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی ہر دو کی صداقت ثابت ہوئی (۳) حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کا خصوصی نشان جس کا ذکر قرآن میں وجمع الشمس والقمر میں ہے۔ اور اس بارہ میں دارقطنی میں حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک واضح روایت کا ذکر ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:-

"ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں جو زمین و آسمان کی پیدائش سے اب تک کسی مدعی کی صداقت کے لئے ظاہر نہیں ہوئے یہ کہ چاند کو رمضان میں گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات یعنی تیرھویں تاریخ کو گرہن لگے گا اور سورج کو گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی اٹھائیسویں کو گرہن لگے گا اور اور جب سے یہ کائنات بنی ہے ایسا کسی مدعی کے وقت میں نہیں ہوا"

حضرت امام مہدی کے دعویٰ کے بعد حضور کے دعویٰ کی تصدیق میں خدا تعالیٰ نے یہ نشان مشرقی ممالک میں ۲۰ مارچ کو چاند گرہن اور ۶۔ اپریل ۱۸۹۴ء کو سورج گرہن اور اگلے سال امریکہ میں بھی رمضان کو مجوزہ تاریخوں میں کسوف و خسوف ہوا۔ اس وقت مکہ میں خوشی منائی گئی اور دنیا میں جا بجا چرچا ہوا کہ حضرت امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے، مگر حضرت امام مہدی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

دیدہ کور را چہ اعجاز ہے نمودن ہمچناں قسمت را

(۴) غیر المغضوب علیھم ولا الضالین میں بیان شدہ پیشگوئی جس کی تشریح احادیث میں موجود ہے کہ اُمت کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ اُن سے فتنے نکلیں گے اور انہیں میں لوٹیں گے وہ یہود کے نقش قدم پر چلیں گے یعنی جس طرح یہود کے علماء نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کفر کے فتوے دے کر لعنت خریدی تھی اسی طرح اُمت محمدیہ کے علماء حضرت مہدی کے ساتھ وہی طریق اختیار کر کے خدا تعالیٰ کی نگاہ میں مغضوب علیھم قرار پائیں گے۔ چنانچہ مولویوں نے یہ پیشگوئی حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے اب تک متعدد بار پوری کی ہے اور حال میں پاکستان میں نہایت صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہو کر صداقت حضرت امام مہدی علیہ السلام ثابت کر چکی ہے۔ (۵) حضرت امام مہدی کا ایک کام کسر صلیب حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اہل صلیب یعنی عیسائیوں کے فتنہ کا سدباب ان کے ذریعہ مقدر ہے چنانچہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد یہ فتنہ جو اسلام میں زبردست ارتداد کا باعث بنا ہوا تھا نہ صرف یہ کہ ہر ملک میں پسپا ہو رہا ہے بلکہ لوگ اس مذہب سے نکل کر حضرت امام مہدی کی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ جارج برنارڈ شا اور ٹائن بی جیسی عیسائی شخصیتیں اسلام کی صداقت کا اعتراف کر چکی ہیں اور اب تو زمانہ نے دیکھ لیا ہے کہ عیسائیت کے مایۂ ناز منّاد ڈاکٹر بلی گراہم جیسے پادری مشرقی افریقہ اور نائیجیریا وغیرہ ممالک میں جماعت احمدیہ کے مبلغین کے مقابلہ میں راہ فرار اختیار کر گئے

(۶) حضرت امام مہدی کا ایک کام حدیث میں قتل خنزیر بیان ہوا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کا مقابلہ کرنے کے لئے بعض خنزیر صفت لوگ کھڑے ہوں گے جو آپ کی روحانی توجہ سے ہلاک ہوں گے جیسا کہ امریکہ کے مشہور مدعیٔ نبوت ڈاکٹر جان الگزینڈر ڈوئی کا حضور سے روحانی مقابلہ کرنا اور پھر حضور کی پیشگوئی کے مطابق نیست نابود ہو جانا اور اسی قسم دیگر افراد سے بھی ایسا ہی معاملہ ہونا مثلاً عبداللہ آتھم وغیرہ (۷) جب آپ کے ساتھ ایک بھی فرد نہ تھا خدا تعالیٰ کا آپ کے ساتھ وعدہ فرمانا کہ خدا تعالیٰ آپ کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا دے گا، چنانچہ حضور کے دعویٰ سے اب تک اس قلیل مدت میں آپ کے سلسلہ میں ایک کروڑ مخلصین اور فدائی افراد پر مشتمل جماعت کا تیار ہو جانا اور دنیا کے مختلف ممالک میں آپ کی جماعت کی بیشمار شاخوں کا سخت مخالفت کے باوجود قیام آپ کی صداقت کا چمکتا ہوا نشان ہے۔ اسی طرح آپ کی صداقت میں بیشمار دلائل، بینات اور تائیدات ایزدی کے نشانات بفضلہ تحریر کئے جا سکتے ہیں مگر اس مختصر مضمون میں اُن کی گنجائش نہیں۔ گر در خانہ کس است حرفے بس است۔

وَاٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

درخواست ہائے دُعا

خاکسار بی ایس سی (فائنل) میں ۲۲ نومبر ۱۹۷۴ء کو شریک ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ مجھے اعلیٰ کامیابی عطا فرمائے اور مجھے میڈیکل کالج میں بآسانی داخلہ بھی مل جائے ... جملہ احباب جماعتہائے سے مقاصد میں نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے
خاکسار شاہ محمود احمد گیا (بہار)

خاکسارہ میٹرک کا امتحان دے رہی ہے۔ جملہ احباب جماعت سے امتحان میں کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

خاکسارہ جاویدہ اختر
بنت
مکرم بشیر احمد خاں صاحب لونہ مئی (کشمیر)

پاکستان میں

جماعتِ احمدیہ کی حالیہ شدید مخالفت اور ایک غلط فیصلہ

اُس کے بواعث اور نتائج

مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو روٹری کلب گورداسپور کے ممبران کی خواہش پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مندرجہ عنوان پر ایک گھنٹہ سامعین سے خطاب کیا۔ اس تقریر کے لئے تیار کردہ نوٹس کو افادہ احباب کی خاطر ذیل میں ایک مکمل مضمون کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ چونکہ ضرورت وقت کا یہ ایک اہم موضوع ہے اور اس قسم کے سوالات بالعموم اس وقت ناواقف دوستوں کی طرف سے دریافت کئے جا رہے ہیں اس لئے اُمید ہے کہ اسے دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ (ایڈیٹر بدر)

گذشتہ ماہ جون سے ہمارے ہمسایہ ملک پاکستان میں بڑی شدت کے ساتھ اینٹی احمدیہ فسادات برپا ہوئے۔ ان فسادات کی خبریں ساری دنیا کی عام گفتگو اور اخبارات کی بحث کا موضوع بنی رہی ہیں۔ جیسا کہ خبروں میں سنا گیا اس کے نتیجہ میں احمدیوں پر بڑے ظلم ہوئے کئی احمدی شہید ہوئے۔ کروڑوں روپیہ کی جائیدادیں نذر آتش ہوئیں۔ احمدیہ مساجد جلادی گئیں۔ قرآن کریم کو پھاڑ کر پرزے پرزے کر کے ان کی بے حرمتی کی گئی اور ان کو جلا دیا گیا۔ بالآخر مولویوں کو خوش کرنے کے لئے پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ایک ترمیمی بل کے ذریعہ سے احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا قانون پاس کر دیا

اس قسم کی چونکا دینے والی خبروں کو سُن کر ہمارے ہم وطنوں کے ذہنوں میں کئی قسم کے سوالات ابھرتے رہے ہیں کیونکہ مسلمانوں میں شیعہ سنی فسادات تو ہوتے رہے تھے لیکن اتنے بڑے پیمانہ پر اینٹی احمدیہ فسادات ساری دنیا کے لئے ایک نئی اور حیرت انگیز بات تھی۔ اور سب سے بڑی حیرت کی بات تو یہ تھی کہ ہم احمدی لوگ جبکہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے عقائد و اعمال رکھتے ہیں بلکہ ان سے کہیں زیادہ پختگی کے ساتھ اسلام پر عمل پیرا ہیں اور ساری دنیا میں اسلام کی تبلیغ ہمارا طرۂ امتیاز ہے ہم احمدیوں کو پاکستانی حکومت کی طرف سے غیر مسلم قرار دے دینا ایک نرالی سی بات معلوم ہوتی ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایسے دوستوں کی واقفیت کے لئے ان فسادات کی اصل وجہ اور ان کے پیچھے جو اسباب اور فیکٹرز FACTORS کام کرتے دکھائی دیتے ہیں ان پر مختصراً روشنی ڈالی جائے

ہم اپنی بات شریمد بھگوت گیتا میں مذکور شری کرشن جی کے اس اپدیش سے شروع کرتے ہیں جس میں آپ نے ارجن کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ جب دنیا میں ادھرم پھیلتا ہے تو میں اوتار دھارن کرتا ہوں (خلاصہ)

اسی سے ملتی جلتی قرآن کریم میں ایک آیت بھی ہے کہ ولقد ضل قبلھم اکثر الاولین ولقد ارسلنا منھم منذرین (الصّٰفّٰت) اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ جب بھی لوگوں کی کثرت گمراہ ہو جاتی ہے تو ہم ان میں اپنے پیغمبر بھیجتے ہیں جو ان کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کرتے ہیں۔

ہمارے اس زمانہ میں جب کسی ایسے رشی منی یا پیغمبر کو آئے ایک لمبی مدت گذر گئی اور لوگ دین و مذہب سے بیگانہ ہو کر طرح طرح کے گناہوں میں مبتلاء ہو گئے ان کی زندگی حیوانوں سے بھی بدتر ہونے لگی تو خدا کے ابدی قانون کے مطابق یا جیسا کہ شری کرشن اور قرآن نے فرمایا اس وعدہ کے مطابق ضرور تھا کہ اس زمانہ میں بھی کوئی مصلح اور ریفارمر آتا اور اس ضرورت کو پورا کرتا جس کے لئے زمانہ خود پکار پکار کر کسی مصلح کو طلب کر رہا ہے

چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ قادیانی بانی جماعت احمدیہ کا دعوے وہی مصلح ربانی ہونے کا ہے جس کی اس وقت ضرورت تھی۔ آپ خدا تعالےٰ کے حکم سے اس کام کے لئے کھڑے ہوئے۔

پُر آشوب آخری زمانہ اور مُصلح ربّانی کا اِنتظار ......!

جب ہم تمام مذاہب کی کتابوں کا تقابلی مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات ایک واضح حقیقت کی صورت میں سامنے آتی ہے کہ تمام مشہور مذاہب میں اس امر کی پیشگوئی کی گئی ہے کہ آخری زمانہ میں جب دنیا میں نہایت درجہ کی گمراہی اور اندھکار پھیل جائے گا تو اصلاح خلق کے لئے مذہبی ریفارمر کو کھڑا کیا جائے گا۔ اس طرح ہر مذہب کا ماننے والا کسی مصلح کا منتظر بیٹھا ہے۔ ادھر اس زمانہ کی سائنسی ترقی اور ٹیکنالوجی کی پیش رفت کے سبب دنیا سمٹ کر ایک شہر کی طرح ہو رہی ہے اور بڑی سرعت کے ساتھ درمیانی فاصلے ختم ہو کر اتحادِ نوع انسانی کی بنیاد پڑ رہی ہے، چنانچہ یو این او وغیرہ قسم کے ادارے اسی کی طرف بعض ابتدائی قدم ہیں۔ اب اگر مذہبی رہنماؤں کے لحاظ سے جن کی ہر مذہب میں اپنے اپنے طور پر انتظار ہو رہا ہے الگ الگ روحانی مصلح الگ الگ آجائیں تو بجائے نوع انسانی کے اتحاد کے ایک بہت بڑا اختلاف برپا ہو جائے گا

موعود اقوامِ عالم

جماعت احمدیہ کے نظریہ کے مطابق تمام مذاہب کی الگ الگ پیشگوئیوں کے باوجود اختلاف کا کوئی اندیشہ نہیں اس لئے کہ جو علامات کسی بھی مذہب نے آنے والے مصلح اور اس کے زمانہ کی واضح طور پر بیان کی ہیں اگر ان کو یکجائی طور پر مطالعہ کیا جائے تو تمام ہمارے اسی زمانہ کی تعیین ہوتی ہے اور ان سب کا موعود ایک ہی وجود معلوم ہوتا ہے۔ تا جسمانی اتحاد کے وقت روحانی طور پر بھی نوع انسانی کو ایک ہی روحانی پلیٹ فارم پر جمع کر دیا جائے اس لئے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا یہ دعوے ہے کہ میں صرف مسلمانوں کی اصلاح اور ان کی خیر خواہی کے لئے نہیں آیا بلکہ میں تمام دنیا کی اقوام کا موعود ہوں۔ ہر قوم جو اپنے اپنے طریق پر کسی آنے والے کا انتظار کر رہی ہے وہ اپنے مطلوب روحانی وجود کو میری ذات میں پا کر روحانی تسکین پائے گی اور جس صورت میں دین اسلام تمام دینوں کے بعد آیا یہ ایسا مذہب ہے جس کی تعلیم گویا تمام پہلے آنے والے مذاہب کا نچوڑ اور ان سب کا خلاصہ ہے۔ اسلام کو قبول کرنے کے نتیجہ میں کسی مذہب کو چھوڑنا نہیں پڑتا بلکہ اسلام کا بنیادی اصول یہی ہے کہ تمام پُرانے زمانہ کی صداقتوں اور تمام پہلی کتابوں کو سچا اور منجانب اللہ یقین کیا جائے۔ اس لئے مرزا صاحب نے یہ دعوے کیا کہ میں وہی موعود ہوں جس کے ذریعہ سے ساری دنیا نے روحانی طور پر متحد و متفق ہونا ہے اور باہمی اختلافات سب ختم ہو جانے ہیں

حضرت مرزا صاحبؑ کے دعاوی میں سے جہاں یہ دعوے تھا کہ میں ہندو صاحبان کے لئے بمنزلہ کرشن جی کے ہوں جن کا وہ اس زمانہ میں انتظار کر رہے ہیں اسی طرح عیسائیوں کے لئے مسیح ہوں جس کے لئے خود مسیح نے انجیل میں دوبارہ آنے کی بشارت دے رکھی ہے۔ اسی طرح قرآن و حدیث میں مسلمانوں کو وعدہ دیا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود و امام مہدی پیدا ہوں گے جن کے ذریعہ امت محمدیہ کی اصلاح ہوگی اور ان کی روحانی خرابیوں کی اصلاح کی جائے گی۔

پہلا احمدیہ سُنّی اختلاف

پس ہمارا اور سنی مسلمانوں کا سب سے پہلا اختلاف اِسی دعوے

اسی مقام سے شروع ہو جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے مسیح واقعہ صلیب کے موقع پر زندہ آسمان پر اُٹھا لئے گئے تھے اور اب تک وہ اسی خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہی اس دنیا میں دوبارہ آئیں گے اور بگڑے مسلمانوں کی اصلاح ان کے ذریعہ ہوگی۔

وفاتِ مسیح کا ثبوت

حضرت مرزا صاحبؑ نے قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کے پختہ حوالوں سے یہ ثابت فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ تو زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے اور نہ ہی اب تک وہاں زندہ موجود ہیں بلکہ دوسرے نبیوں اور بزرگوں کی طرح اپنی طبعی عمر گذار کر ۱۲۰ سال کی عمر میں فوت ہو گئے اور ان کی قبر سری نگر کے محلہ خانیار میں موجود ہے اس کے لئے بھی آپ نے بہت سے تاریخی اور عقلی دلائل پیش کئے جو آپ کی کتابوں میں مندرج ہیں۔

حضرت مرزا صاحبؑ نے فرمایا کہ جس مسیح کے انتظار میں تم بیٹھے ہو وہ تو فوت ہو چکا۔ ہاں اس کا مثیل بن کر میں آیا ہوں۔ خدا نے اس زمانہ میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے بالخصوص اور دوسری اقوام کے لوگوں کے لئے بالعموم مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے میں ہی وہ امام مہدی ہوں جس کے آنے کا اس زمانہ میں اسلامی کتابوں میں وعدہ دیا گیا ہے۔

اب ایک اختلاف احمدیوں اور سُنّی مسلمانوں میں تو یہ ہے کہ احمدی حضرت مرزا صاحبؑ کے تعلق سے اعتقاد رکھتے ہیں کہ جس مسیح کا انتظار ہو رہا تھا وہ آچکا اور وہ حضرت مرزا صاحب ہیں جبکہ سُنّی مسلمان اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا منتظر مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے اور ابھی تک آسمان سے نازل نہیں ہوا وہ لوگ مرزا صاحبؑ کو مسیح موعود ماننے کے لئے تیار نہیں۔

مسئلہ ختم نبوت

دوسرا بڑا اختلاف ختم نبوت کے بارہ میں ہے ختم نبوت کا لفظ تو آپ دوستوں نے اخباروں میں دیکھا اور پڑھا ہوگا میں چاہتا ہوں کہ بڑے ہی مختصر اور سادہ الفاظ میں اس کی تفصیل بیان کروں سُنّی مسلمان کہتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ختم ہو گئی۔ آپ آخری نبی تھے۔ اب آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جو کوئی آپؐ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور نبوت کے جاری رہنے کا قائل ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ حالانکہ تمام سُنّی مسلمان اس کے ساتھ ہی اس بات کا بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ موجود ہیں وہ آئیں گے اور امت مسلمہ کی اصلاح کریں گے۔ جیسا کہ میں ابھی اُن کا نقطہ نظر بیان کر چکا ہوں۔

ہم احمدی کہتے ہیں کہ جب آپ کے خیال کے مطابق ختم نبوت کے عقیدہ کے باوجود حضرت عیسیٰ آ گئے تو ظاہر ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہ رہے اور ہر عقلمند آدمی یہی کہے گا کہ آخری نبی تو پھر حضرت عیسیٰ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے بعد آئے نہ کہ خود حضرت محمد رسول اللہ صلعم۔

یہ بات صرف ہم احمدیوں کی طرف سے ہی نہیں کہی جاتی بلکہ مسلمانوں کی اپنی مسلمہ کتب سے ایسے ناقابل تردید حوالوں کے ذریعہ یہ بات ثابت کر دی جاتی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو جو قرآن کریم میں خاتم النبیین کہا گیا ہے اور جس سے سُنّی مسلمان ختم نبوت کا مسئلہ نکالتے ہیں اس کے معنے ہر قسم کے نبیوں کو ختم کرنے والے کے ہرگز نہیں بلکہ ایسے نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں جو شریعت اور روحانی قانون لاتے ہیں۔ ہاں بغیر شریعت کے سادہ طور پر نبیوں کے آنے کے لئے آپ کے بعد دروازہ ہرگز بند نہیں ہے چنانچہ اس خیال میں جماعت احمدیہ منفرد نہیں بلکہ ہمارے خیال کی تائید پرانے بزرگ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کے خیالات سے بھی ہوتی ہے۔ جن میں سر فہرست حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جلیل القدر زوجہ حضرت عائشہؓ ہیں۔ اسی طرح اور دوسرے بڑے سے بڑے بزرگ ہیں۔ وقت اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ میں ان سب بزرگوں کے نام لوں اور تفصیل سے ان کے اقوال پیش کر کے دوستوں کو اُن کے خیالات سے آگاہ کروں کہ کس طرح یہ بزرگ بھی ہمارے خیالات کی تائید کرتے ہیں ایسے صریح اور واضح حوالوں کے باوجود سُنّی مسلمانوں کے پاس صرف ایک ہی "نہ" ہے۔ اس وقت مولوی لوگوں نے عوام کو اس قدر بھڑکا رکھا ہے کہ وہ کسی معقول دلیل کو سننا گوارا ہی نہیں کرتے۔

اس جگہ ایک پرلطف بات کا بیان کرنا دلچسپی کا موجب ہوگا کہ خود مقدس بانیٔ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی پیشگوئی ہے کہ جب امام مہدی آئیں گے اور مسیح موعود ظاہر ہوں گے تو اس کی سب سے زیادہ مخالفت مولوی لوگ ہی کریں گے کیونکہ امام مہدی کے آجانے کو مولوی لوگ اپنی سیادت اور لیڈری کے لئے بہت بڑا خطرہ سمجھیں گے اور یقین کریں گے کہ امام مہدی کو مان لینے کے بعد ان کی کوئی قدر و قیمت عوام میں باقی نہ رہے گی چنانچہ جو صورت حال اس وقت ہمارے سامنے ہے اس سے رسول اللہ صلعم کی کہی ہوئی یہ بات روز روشن کی طرح سچی ثابت ہو گئی اور علما کی طرف سے احمدیوں کی شدید مخالفت کی تہ میں بس یہی بات کارفرما ہے۔

مسئلہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی مسئلہ نہیں ہے .....!

عام سُنّی علماء بھی عرصہ اسّی نوّے سال سے یہی کہتے آئے ہیں اور اب پاکستان کی قومی اسمبلی نے بھی یہی قانون پاس کر دیا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور جو شخص آپ کے آخری نبی ہونے کا غیر مشروط طور پر اقرار نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ کیوں مسلمان نہیں؟ اس لئے کہ ختم نبوت کا مسئلہ اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے اس کا انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، مگر عجیب بات یہ ہے کہ فساد کی یہ بات صرف اس زمانہ کی بنائی ہوئی ہے ورنہ ختم نبوت کا مسئلہ اسلام کے بنیادی مسائل میں ہرگز داخل نہیں۔ اس کی واضح اور عام فہم پختہ دلیل یہ ہے کہ اگر ختم نبوت کا مسئلہ اسلام کے بنیادی مسائل میں داخل ہوتا تو خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ میں اسلام میں داخل ہونے والے ہر شخص سے اس کا اقرار لیتے مگر اسلامی عقائد کی کسی کتاب میں یا آنحضرت صلعم کی کسی حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔

یہ ایک عام بات ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے کلمہ طیبہ یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا ہوتا ہے۔ اب دیکھیں اس کلمہ شریف کے الفاظ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف رسول ہونے کا اقرار کرنا ہوتا ہے کوئی بھی سُنّی مسلمان اس بات کا ثبوت نہیں دے سکتا کہ اسلام میں داخل ہونے والے سے کسی وقت بھی رسول اللہ صلعم یا آپ کے خلفاء نے یا بعد کے کسی عالم نے ختم نبوت اور حضورؐ کے آخری نبی ہونے کا اقرار بھی کرایا ہو اس لئے محض اس بناء پر احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنا بالکل بے بنیاد امر ہے۔

احمدیوں کی فعالیّت موجبِ حسدِ اعداء ہے ......!

اِن چند ضروری مسائل کے علاوہ ایک بہت بڑا باعث، موجودہ زمانہ میں سُنّی علماء کے احمدیوں کے خلاف غیظ و غضب کا اظہار کرنے کا یہ ہے کہ احمدی خدا کے فضل سے منظم طریق پر ساری دنیا میں اسلام کی تبلیغ اور قرآن مجید کا دوسری زبانوں میں ترجمہ کر کے اس کی اشاعت اور مساجد کی تعمیر کا کام کر رہے ہیں چنانچہ اس میدان میں احمدیوں کو غیر معمولی کامیابی ہوئی ہے غیر ممالک کے لاکھوں آدمی ہمارے مبلغین کی تبلیغ کے نتیجہ میں مسلمان ہوئے۔ اب یہ چیز علماء کے دلوں میں آتش حسد پیدا کرنے کا موجب ہوئی اس لئے کہ وہ خود تو اس سعادت سے محروم تھے۔ خود وہ نہ مالی نہ جانی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوئے نہ اپنے وطنوں اور عزیز و اقارب کو چھوڑ کر وطن سے بے وطن ہو کر دور دراز کے علاقوں میں تبلیغ کی صعوبت برداشت کرنے کو تیار ہوئے مگر جب ہماری تبلیغ کے نتائج سامنے آئے اور دنیا میں احمدیوں کی تعریف ہونے لگی تو علماء کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگے۔ ادھر عوام نے ان سے بار بار سوال کرنا شروع کر دیا کہ صاحب! آپ بھی احمدیوں کی طرح باہر نکلیں اور اسلام کی تبلیغ اور قرآن کریم کی اشاعت کریں۔ اب وہ اس اہم سوال کے جواب سے بالکل قاصر تھے۔ کیا بہ لحاظ اس کے کہ قربانی کرنا جانتے تھے یا کرنا چاہتے

ہے اور نہ یہ ممکن تھا کہ اس کے کہ ان میں ایسی استعداد ہی نہ تھی کیونکہ جو زبردست دلائل، حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو سکھلائے وہ بڑے ہی انقلاب انگیز تھے

احمدیت کی مخالفت میں علماء کا منصوبہ

چنانچہ سنی علماء نے ایک ایسا منصوبہ بنایا کہ اپنے اندرونی اور بیرونی اعتراضات سے بچنے کے لئے بہتر یہی ہے کہ احمدیوں کو دائرہ اسلام سے ہی خارج کر دیا جائے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ نہ وہ مسلمان سمجھے جائیں گے نہ ان کی تبلیغ کے سبب عوام ہم سے جواب طلبی کریں گے۔ اس طرح نہ ہینگ لگے نہ پھٹکری رنگ چوکھا آئے کے مطابق مفت میں کام بن جائے اور ساتھ کے ساتھ احمدیوں کو علما حضرات جو عرصہ اسی نوے سال سے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیئے جانے اور ان پر کفر کا فتوے دینے کی سعی کرتے رہے ہیں۔ ان کی یہ کوششیں ناکام ہوتی رہیں اور احمدی ویسے کے ویسے مسلمان ہی رہے ہیں اب پاکستان کی حکومت کا سہارا لے کر اپنے راستے سے احمدیوں کا یہ کانٹا ہی نکال دینے کا یہ اقدام کیا ہے

لیکن جیسا کہ ساری دنیا جانتی ہے کہ کسی کے عقیدے کا فیصلہ خود اس کے اپنے اقرار اور اظہار کے ساتھ ہوتا ہے نہ یہ کہ کوئی دوسرا شخص یا کوئی حکومت اس کی مرضی کے خلاف بالجبر اس کے عقیدہ کا اعلان کرے ساری مہذب دنیا میں یہی قانون ہے اور اسی قانون کو یو۔این او۔ کے منشور حقوق انسانی میں تسلیم کیا گیا اور اسی پر تمام ممالک میں عملدرآمد ہوتا ہے۔ ہر شخص کو عقیدہ اور مذہب کے اظہار کے بارہ میں پوری آزادی ہونی چاہیئے اس بارہ میں اس پر کسی طرح کے دباؤ یا جبر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اب پاکستانی حکومت نے یہ نرالا قانون بنایا ہے جس کی رو سے اس نے احمدیوں کو ان کی مرضی اور اعلان کے برخلاف غیر مسلم قرار دے دیا ہے

صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ اور علماء کے حسد کی انتہاء

جماعت احمدیہ کی طرف سے علماء کو خفا کرنے کی مذکورہ بالا عمومی اور مستقل بات کے ساتھ جس چیز نے ان کے دلوں میں جلتی آگ پر تیل کا کام زیادہ کیا وہ یہ تھا کہ گزشتہ سال دسمبر میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کا اعلان اور اپنی جماعت کو اس منصوبہ کو مکمل کرنے کے لئے اڑھائی کروڑ روپیہ چندہ دینے کی تحریک۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے بتایا کہ ۱۸۸۹ء میں احمدیہ جماعت کی بنیاد پڑی اور ۱۹۸۹ء میں اس پر ایک سو سال پورا ہو جائے گا۔ آیئے اہم جماعت پر ایک صدی کی مدت پوری ہونے کے موقع پر ایک جوبلی منائیں اور جوبلی اس طرح منائیں کہ اسلام کی تبلیغ، قرآن مجید کے تراجم کی اشاعت اور بیرونی ممالک میں احمدیہ مسلم مشنز میں اضافہ اور توسیع کا پروگرام بنائیں اور یہ کام بہرحال خرچ کا تقاضہ کرتا ہے حضور نے اس کا ابتدائی اندازہ، اڑھائی کروڑ روپیہ کا لگایا اور جماعت کی شاندار قربانیوں پر قیاس کرتے ہوئے ساتھ ہی فرمایا کہ ویسے مجھے امید ہے کہ جماعت اڑھائی کروڑ کی بجائے پانچ کروڑ روپے جمع کرلے گی۔ چنانچہ جب جماعت کے مخلصین کی طرف سے معین میعاد کے اندر اندر وعدوں کی فہرستیں مرکز میں پہنچیں تو ان کی میزان پانچ کروڑ سے بھی تجاوز کر کے ساڑھے بارہ کروڑ روپے کی ہو گئی۔ صرف انگلینڈ کی جماعت نے ہی اڑھائی کروڑ روپے کے وعدے پیش کر دیئے تھے۔ اس خبر کی اشاعت نے سنی علماء کی حسد کی آگ کو اور بھی بھڑکا دیا۔

منظم مخالفت...... رابطہ عالم اسلامی مکہ کی قرارداد

گو علماء پہلے ہی جماعت احمدیہ کے خلاف اندر ہی اندر منصوبے بنا رہے تھے تاہم اسی سال ماہ اپریل میں مکہ کے اندر رابطہ عالم اسلام کے نام کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں تمام اسلامی ملکوں کے علماء نے شرکت کی اور وہاں احمدیت کے خلاف ایک منظم منصوبہ تیار کیا گیا۔ اس منصوبہ کے تحت جماعت احمدیہ کو قطعی طور پر نیست و نابود کرنے اور اقتصادی طور پر مفلوج بنا دینے کی اسکیمیں تیار کی گئیں چنانچہ اس منصوبہ کی تفصیل اسلامی ممالک کے مختلف اخبارات میں شائع ہوئیں خود ہندوستان میں بھی اس کی اشاعت ہوئی۔

اس سوچی سمجھی بین الاقوامی اسکیم کے مطابق پاکستان میں اس کو عمل میں لانے کا اندر ہی اندر منصوبہ بنایا گیا۔ جماعت احمدیہ کو اس کا مطلق علم نہ تھا چنانچہ جماعت اسلامی کی قیادت نے طلباء کو آلۂ کار بنایا اور نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء نے اس کی ابتدائی۔ اور ربوہ ریلوے اسٹیشن پر ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو چھیڑ خانی ہوئی اور اسی دن چند گھنٹے کے اندر لائل پور اسٹیشن پر۔ ریڈیو میں خبر دینے کے انتظامات پہلے سے کئے جا چکے تھے اسٹیج تیار تھا۔ مقررین موجود تھے۔ سامعین کا اجتماع ہو چکا تھا۔ یہ خبر ملتے ہی عجیب و غریب طور پر نمک مرچ لگا کر اس خبر کو مشہور کیا گیا کہ طلبا کے ناک کان کاٹے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ اخبار دعوت دہلی نے تو یہ بھی سبے پر کی اڑائی کہ ان طلباء کے عضو تناسل بھی کاٹ دیئے گئے تھے۔ اس کے بعد مختلف مقامات پر احمدیوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ کئی احمدی شہید ہوئے دوکانوں اور مکانوں کو لوٹا گیا۔ مساجد کو نذر آتش کیا گیا۔ قرآن مجید جلائے گئے اور بائیکاٹ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ان سب باتوں کا تو آپ دوستوں کو علم ہی ہے

احمدیوں کی ثابت قدمی

مگر ہر جگہ کے احمدیوں نے ایسے اچانک اور بڑے ہی خوفناک ابتلاء کے وقت جس قسم کے صبر و ثبات اور مثالی فدائیت کا نمونہ دکھایا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ماؤں بہنوں بیٹیوں کے سامنے ان کے بچے بھائی اور باپ شہید کئے گئے۔ ذبح کئے جاتے رہے گولیوں سے اڑائے جاتے رہے اور ساتھ ہی ان پر دباؤ ڈالا جاتا رہا کہ اپنے عقیدہ کو تبدیل کر لو مگر ذرا کے ان نیک بندوں نے مرنا گوارہ کر لیا۔ اپنے سامنے اپنے عزیزوں کی شہادت دیکھی۔ جائدادیں لٹا دیں آگ کے شعلے بلند ہوتے دیکھے مگر عقیدے کو ترک کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔

بائیکاٹ اس قدر سخت کیا گیا کہ احمدیوں کو ہفتوں تک کھانے پینے کو کچھ نہ ملا۔ اور بعض گھروں میں کئی دن تک ہوا اور پانی پر زندگی گذرتی رہی۔ اور ساری جماعت نے یہ تقاضا پر مجبوری کے یہ ایام صبر و استقلال سے گذارے مگر کسی کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔

احمدیوں کی ایک بڑی تعداد (جو بارہ ہزار سے کم نہ تھی) کو مجبوراً اپنے گھربار چھوڑ کر ربوہ پہنچ کر پناہ لینی پڑی۔ یہ بارہ ہزار احمدی ربوہ میں پناہ گزینوں کی صورت میں پڑے رہنے پر مجبور کر دیئے گئے یہ سب صرف تن کے کپڑوں میں آئے۔ بہت سے لکھ پتی تھے جو کوڑی کوڑی کے محتاج ہو گئے بایں ہمہ ان کے دلوں میں اسلام اور احمدیت کے لئے قربانی کا جذبہ کم نہیں ہوا۔ ایک آدمی جس نے صد سالہ جوبلی فنڈ میں ۷۵ ہزار روپیہ کا وعدہ کیا تھا اور وہ اچھا متمول تھا مگر لٹ لٹا کر جب وہ ننگے پاؤں اور ننگے سر صرف تن ڈھانکے ربوہ پہنچا اور حضرت امام جماعت احمدیہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو بڑی بشاشت اور قوت ایمانی کے ساتھ عرض کیا کہ حضور! میں نے صد سالہ جوبلی فنڈ میں ۷۵ ہزار روپیہ کا وعدہ کیا تھا اب میں اس وعدہ کو بڑھا کر ایک لاکھ کرتا ہوں مجھے خدا کی ذات پر پورا ایمان ہے اور میرا پختہ یقین ہے کہ خدا تعالیٰ اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے میرے لئے ضرور سامان پیدا کرے گا۔

باوجود سب کچھ لٹ جانے کے ان مخلصین کے چہروں پر ملال نہیں تھا بلکہ پوری بشاشت تھی اور وہ خوش تھے کہ خدا کی راہ میں ان کو ایسی مالی و جانی قربانیاں دینی پڑیں۔ اسی جگہ گوجرانوالہ کے ایک نوجوان کا دلی جذبہ خاص طور پر قابل ذکر ہے جس کو مخالفین نے بندوق ۳۰۳ کی رائفل کی گولیاں مار مار کر زخمی کیا اور ان کی ٹانگ ران سے کاٹ دینی پڑی جب وہ ہسپتال میں زیر علاج تھے تو انہوں نے بڑے ہی حسرت بھرے الفاظ میں کہا کہ مجھے اپنی ٹانگ کے ضائع ہونے کا کوئی افسوس نہیں مجھے تو افسوس یہ ہے کہ میں خدا کی راہ میں شہید نہیں ہوا۔ اللہ اکبر۔ یہ جذبہ ہے قربانی کرنے والے احمدی نوجوانوں کا!! اس قسم کی بیسیوں مثالیں ہیں مگر گنجائش کی تنگ دامانی مانع ہے

جب ہم دیگر مذاہب اور ان کی جماعتوں کی ہسٹری کو دیکھتے ہیں تو ہمیں دلی طور پر تسکین ملتی ہے کہ ہمارا قدم الٰہی بزرگوں کے نقش قدم پر ہے اس لئے کسی طرح کی پریشانی یا بے اطمینانی کی کیفیت ہمارے دلوں میں پیدا نہیں ہوتی دنیا کا کون پیغمبر ہے جس کو دعوے کرتے ہی لوگوں نے سر آنکھوں پر بٹھا لیا ہو اور اس کی مخالفت نہ کی ہو۔ مخالفت بجائے خود اس بزرگ اور جماعت کی صداقت کی دلیل ہے کاش ہمارے غیر احمدی مسلمان بھائی زیادہ نہیں تو سب سے ہی رسول مقبول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات پر غور کرتے اور دشمنوں کی مخالفانہ تدابیر پر نگاہ کرتے۔ حضرت بانئ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سالہ نبوت کی زندگی دشمنوں کے ہاتھوں مصائب اور مشکلات برداشت کرتے ہی گذری۔ مکہ میں ۱۳ سال برابر آپ کا اور آپ پر ایمان لانے والوں کا ناطقہ حیات تنگ کیا گیا۔ حتیٰ کہ مجبور ہو کر آپ کو مکہ کو چھوڑنا پڑا اور آپ مدینہ تشریف لے گئے مگر بدبخت دشمن نے وہاں بھی چین نہ لینے دیا اڑھائی سو میل کی منزلیں مارتا ہوا دشمن یکے بعد دیگرے گیارہ لڑائیاں لڑنے کے لئے مدینہ پہنچا مگر ہر بار ناکامی اور شکست کے سوا اس کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ اب یہ بھی ...

احمدیہ کا ہے۔ جیسا کہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جب بھی مخالفین نے جماعت احمدیہ کے خلاف کوئی طوفان برپا کیا خدا نے جماعت کو محفوظ رکھا۔

مظلومانہ حالت کے وقت جماعت کی قیادت کی پالیسی ......!

اس موقع پر طبعی طور پر دلوں میں ایک سوال ابھرتا ہے کہ ایسی خوفناک مظلومانہ حالت کے وقت جماعت کی قیادت کی پالیسی کیا رہی۔ سو واضح ہو کہ ہماری جماعت ایک روحانی جماعت ہے۔ ہر احمدی کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کروا دی گئی ہے کہ اس کو دین کی خدمت کے لئے جانی اور مالی حتیٰ کہ جذبات کی قربانی کرنی ہے اور اس طرح کی قربانی سے قطعاً کوئی دریغ نہیں کرنا۔ چنانچہ جب ایسے ظلم و ستم کا بڑا زور ہوا تو حضرت امام جماعت احمدیہ نے احباب جماعت کو یہی پیغام دیا کہ:-

"...... جماعت احمدیہ اس وقت جن حالات سے گذر رہی ہے ان سے دنیا کے ہر حصہ کے احمدی دوستوں کو تشویش ہے...... دوست دریافت کرتے ہیں کہ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے میرا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کے اس حکم پر عمل کرو کہ استعینوا بالصبر والصلوٰۃ استقامت، صبر دعاؤں اور نمازوں کے ساتھ اپنے رب سے مدد مانگو۔ پس صبر کرو اور دعائیں کرو، صبر کرو اور دعائیں کرو، صبر کرو اور دعائیں کرو اور اپنی سجدہ گاہ کو آنسوؤں سے تر رکھو۔ ہر لحظہ دعاؤں میں صرف کرو۔ یہی تمہاری امتیازی شان ہے...... گریہ و زاری کے ساتھ خدا کو تم نے کب پکارا اور وہ تمہاری مدد کو نہ آیا......" (بدر ۲۷ جون ۱۹۷۴ء)

اور فرمایا:-

"تمہیں حکم یہ ہے کہ صبر اور دعا کے ساتھ ان آفات کا، ان مخالف کا دشمن کے ان منصوبوں کا مقابلہ کرو گالی کا جواب گالی دے کر نہیں پتھر کے مقابلہ میں پتھر پھینک کر نہیں بلکہ تم کہنا دعا اور صبر کرو۔ اور دعا کرو اپنے لئے بھی اور ان کے لئے بھی جو پتھراؤ کرتے ہیں۔ یہ مقام ہے ایک احمدی کا اس مقام کو نہ چھوڑو" (بدر ۲۵ جولائی ۱۹۷۴ء)

آپ حضرات نے حضرت امام جماعت احمدیہ کا وہ ایمان افروز بیان تو ہندوستانی اخبارات میں پڑھا ہی ہو گا جس میں ایک نیوز ایجنسی کے نمائندہ کو انٹرویو دیتے ہوئے حضور نے صاف لفظوں میں اپنے زبردست ایمان کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا:-

"احمدی فرقہ جسے پاکستان میں قادیانی فرقہ کے نام سے پکارا جاتا ہے کی تقریباً پچاس برانچیں دنیا بھر کے ممالک میں موجود ہیں جو شمالی امریکہ، یورپ افریقہ اور مشرق بعید میں ہیں، لہٰذا اگر پاکستان میں احمدی فرقہ ختم ہو جائے تو بھی وہ دوسرے ممالک میں زندہ رہیں گے۔" (بدر ۲۰ جون ۱۹۷۴ء)

غیر معمولی ترقی کے لئے مخالفت کا ہونا ضروری ہے ......!

جماعت احمدیہ پر ہونے والے یہ ظالمانہ واقعات اگرچہ بڑے ہی دلدوز ہیں اور سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے لیکن جب ہم گذشتہ تاریخ کو دیکھتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہر مخالفت کو اللہ تعالیٰ نے روحانی جماعت کے لئے ترقی کا موجب بنایا اور ہم اب بھی اسی یقین پر قائم ہیں کہ اس فیصلہ کے نتیجہ میں بھی جماعت تیزی کے ساتھ ترقی کرے گی۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے جماعت کے روشن مستقبل کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:-

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ سو اے سننے والو ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا" (تذکرہ ص ۵۵۹)

جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے اس یقین پر قائم ہے کہ خدا تعالیٰ کے یہ وعدے ضرور پورے ہوں گے اور جماعت احمدیہ اپنے پروگرام کے مطابق ساری دنیا میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام کرنے کی ہمیشہ توفیق پاتی رہے گی اور پاکستان کی قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ گو وقتی طور پر جماعت احمدیہ کے لئے تکلیف اور پریشانی کا باعث بن سکتا ہے اور بنا ہوا ہے لیکن اس فیصلہ کے نتیجہ میں بھی جماعت کی ترقی ہو گی۔ جماعت احمدیہ ایک منظم اور با اصول اور پرامن جماعت ہے اور جن جماعتوں کو خدا تعالیٰ اصلاح کے کام کے لئے قائم کرتا ہے وہ ضرور اس قسم کی پریشانیوں میں سے گذرا کرتی ہیں اس قسم کے ابتلاء الٰہی جماعتوں کو تباہ کرنے کے لئے نہیں آتے بلکہ اس لئے آتے ہیں کہ جماعتیں مصائب کا مقابلہ کرنے کی قوت اپنے اندر پیدا کریں اور جس طرح سونا کٹھالی میں پڑ کر ہی کندن بنتا ہے اسی طرح خدائی جماعتیں ابتلاء میں سے گذر کر نکھرتی ہیں۔

پس پاکستانی قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ ہمارے قدموں میں کوئی لغزش پیدا نہیں کر سکتا اور نہ ہمارے عزائم میں کوئی کمی آسکتی ہے۔ اگر پاکستان میں ہماری تبلیغ رک بھی گئی تو خدا کی زمین بڑی وسیع ہے ہم اپنے کام کو اسی جوش اور جذبہ کے ساتھ جاری رکھیں گے۔ ہماری دعا ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہو اور ہمیں ان مصیبتوں کو برداشت کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ اور ظلم و ستم کرنے والوں کی آنکھیں کھول دے اور انہیں امام وقت کو شناخت کرنے کی توفیق حاصل ہو۔ آمین۔

(تحریر و پیشکش منجانب محمد حفیظ بقاپوری)

بقیہ صفحہ ۱۲

؎ محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ وہ نازک حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

حضرت عاشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں۔ ؎

اس تپش کو میری وہ جانے جو رکھتا ہے تپش
اس الم کو میرے وہ جانے کہ ہے جو دلفگار

جب حقیقت یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق محبت کا کوئی اندازہ ہی نہیں لگا سکتا جو آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اس کوچہ سے نا آشنا محافظین ختم نبوت کے دعویدار حضرت مسیح موعودؑ پر قسما قسم کے الزامات عائد کرتے ہیں لیکن یہ لوگ اس حقیقت سے نا آشنا ہیں کہ اس زمانہ میں محمدؐ (جو سب سے زیادہ جس کی تعریف کی گئی ہے) کے صحیح مقام سے روشناسی اس احمد (جو سب سے زیادہ تعریف کرنے والا ہے) کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ آج محمدؐ کا مقام احمد کے ذریعہ ہی اجاگر ہے۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ ؎

برتر وہم و گمان سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

اس حقیقت کو پہچاننے کی توفیق کاش ہمارے معاندین کو ہوتی۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے۔ جس طرح نماز فرض ہے اسی طرح اس کی ادائیگی ضروری ہے۔ کوئی دوسرا چندہ زکوٰۃ کا قائمقام تصور نہیں ہو سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی رو سے زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہیئے تمام صاحب نصاب احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ جس قدر زکوٰۃ آپ کے ذمہ واجب الادا ہے اسے ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

درویش فنڈ

اگر حالات کی مجبوری کی وجہ سے آپ اپنے مخیر بھائیوں کی طرح ہزاروں روپیہ سینکڑوں روپیہ درویش فنڈ میں نہیں دے سکتے تو صرف بارہ روپیہ سالانہ ادا کر کے اس مقدس تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں بلکہ کوشش کریں کہ آپ کے عزیزوں، رشتہ داروں، بھائیوں اور دوستوں بلکہ حلقۂ احباب میں کوئی کمانے والا ایسا احمدی نہ رہ جائے جس نے اس تحریک میں حصہ نہ لیا ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوشش میں برکت ڈالے۔ آمین۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

حضرت مسیح ناصری کا جسمانی نزول اور آمدِ ثانی غیر قرآنی مسئلہ ہے

مسلمان دانشوروں کو آیت خاتم النبیین پر تدبر کی دعوت

از الحاج مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب بھی دنیا میں کسی الٰہی تحریک کا ظہور ہوتا ہے اور خدا کا کوئی مسیح دنیا میں ظاہر ہوتا ہے تو دنیا دار اس کی مخالفت میں پیش پیش ہوتے ہیں کیونکہ آنے والا ان کے خیالات اور تمناؤں کے مطابق نہیں آتا۔ چنانچہ آج سے دو ہزار سال قبل ارض فلسطین میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام قوم یہود کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے۔ آپ کے دعویٰ کو سن کر یہودی علماء سخت برافروختہ ہوئے اور اپنے بے جا تعصب اور ضد کے باعث حضرت مسیح علیہ السلام کی سخت مخالفت کی۔ اور اس مخالفت کی بڑی وجہ یہی تھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام ان لوگوں کے خیالات اور تمناؤں کے مطابق نہیں آئے تھے حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت کے وقت بائبل کی روشنی میں یہودی تین موعود شخصیتوں کے منتظر تھے۔ (۱) ایلیا نبی (۲) مسیح (۳) وہ نبی

یہود کا خیال تھا کہ مسیح علیہ السلام کی آمد سے قبل ایلیا نبی جسمانی طور پر آسمان سے نازل ہوگی۔ کیونکہ یہود کی الہامی کتاب میں لکھا تھا کہ "ایلیا بگولے میں ہو کر آسمان پر جاتا رہا۔" (سلاطین ۲/۱۱) اور پھر یہود کو یہ وعدہ بھی دیا گیا تھا کہ "میں ایلیا نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔" (ملاکی ۴/۵) اس لئے یہودی بھی اس یقین پر قائم تھے کہ ایلیا نبی جسمانی طور پر زندہ ہے۔ اور اس کا مسیح کے پہلے جسمانی طور پر اترنا ضروری ہے چنانچہ انجیل میں لکھا ہے۔

"اس کے شاگردوں نے اس سے پوچھا کہ پھر فقیہہ کیوں کہتے ہیں کہ ایلیا کے پہلے آنا ضروری ہے۔ اس نے جواب میں کہا ایلیا البتہ آئے گا اور سب کچھ بحال کرے گا لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیا تو آ چکا اور انہوں نے اس کو نہیں پہچانا بلکہ جو چاہا اس کے ساتھ کیا اسی طرح ابن آدم بھی ان کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ متی ۱۷/۱۰-۱۲

اور پھر وضاحت سے یہ بتایا کہ ایلیا کی آمد سے مراد اس کے مثیل کی آمد تھی اور وہ یوحنا (جن کا دوسرا نام یحییٰ بھی ہے) کے ذریعہ پوری ہو چکی چنانچہ فرمایا۔

"اور چاہو تو قبول کرو ایلیا جو آنے والا تھا یہی ہے۔ (یعنی یوحنا ناقل) جس کے کان سننے کے ہوں وہ سن لے"

(متی ۱۱/۱۴)

ایک اور جگہ لکھا ہے۔

"میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیا تو آ چکا"

(مرقس ۹/۱۳)

پس حضرت مسیح علیہ السلام نے یہود کو سمجھایا کہ حضرت یوحنا ایلیا کے مثیل بن کر ان کی روح اور قوت میں آ چکے ہیں۔ اس لئے حضرت ایلیا کی آمد کو تسلیم کرو۔ اور جب مسیح ان کو یہودی علماء نے ایسے عذر و تاویل بتا کر ٹھکرا دیا۔ اور مسیح کے مخالف ہو گئے اور آج تک ایلیا ہی مسیح اور وہ نبی کی انتظار میں ہیں۔

جیسا کہ اوپر ہم وضاحت کر چکے ہیں ایلیا نبی کے مثیل اور مسیح کا بروقت ظہور ہوا اور چشم بینا نے انکو دیکھا۔ اور پہچانا۔ اور ان پر ایمان لائے۔ ان کے بعد وہ نبی یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی بروقت ظہور ہوا۔ لیکن یہود نے آپ کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ آپ بنو اسرائیل میں سے نہیں۔ بلکہ بنو اسمٰعیل میں سے آئے ہیں اس لئے آپ وہ نبی کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ بائبل کی بیان کردہ دیگر پیشگوئیاں اور علامات کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی۔ وہ نبی کے مصداق تھے۔ فاران کی پہاڑیوں پر آپ کا ظہور ہوا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی صورت میں ایک آتشی شریعت عطا کی۔ اور اس آتشی شریعت میں خاتم النبیین کا وصف آپ کو عطا فرمایا۔ اور بتایا کہ اب تا قیامت فیض محمدی کا دریا ہی جاری و ساری رہے گا۔ اور اب کوئی روحانی مرتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے بغیر کسی کو نہیں مل سکے گا۔

مذہبی کتابوں میں اس عظیم الشان نبی کی آمد کے بعد بھی ایک بہت بڑی روحانی تاریکی کے دور کی آمد کا تذکرہ ملتا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا ایک دفعہ پھر گمراہی میں مبتلا ہو گی۔ یہ گمراہی کا دور امت محمدیہ پر بھی آئے گا۔ مسلمان خدا سے دور ہو جائیں گے۔ احکام شریعت مٹ جائیں گے قرآن مجید کے بیان کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات سے معلوم ہوتا ہے کہ امت محمدیہ امت موسویہ کی مثیل ہے۔ اور جن حالات میں سے امت موسویہ گذری ہے۔ قریباً قریباً انہی حالات سے امت محمدیہ گذرے گی۔ امت موسویہ کی خرابی پر چودھویں صدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ اس لئے امت محمدیہ پر جب تاریکی کا دور آئے گا۔ اور احادیث و آثار میں چودھویں صدی ہجری امت محمدیہ کے ادبار کی انتہا بتائی گئی ہے۔ اس لئے چودھویں صدی میں مثیل مسیح کی آمد ہونی تھی تا جس طرح حضرت مسیح نے چودھویں صدی میں ظاہر ہو کر امت موسویہ کی اصلاح کی اسی طرح مثیل مسیح نے امت محمدیہ میں ظاہر ہو کر امت محمدیہ کی اصلاح کرنا تھی۔

انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کی دوبارہ آمد کا تذکرہ بھی ملتا ہے اور عیسائیوں نے اس تذکرہ سے فائدہ اٹھا کر یہ پراپیگنڈہ کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور پھر دوبارہ جسمانی طور پر آسمان سے اتریں گے۔ عیسائیوں کے اس پراپیگنڈے سے مسلمان علماء اور عوام بھی متاثر ہوئے اور انہوں نے اس عقیدہ کی تائید کی کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور آسمان سے ہی دوبارہ نازل ہوں گے۔ اور امت محمدیہ کی اصلاح کریں گے۔ علمائے نصاریٰ اور علمائے اسلام ہر دو نے علماء یہود کی طرح یہ دھوکا کھایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کو جسمانی قرار دیا۔ علمائے نصاریٰ نے تو اناجیل کی بعض عبارتوں سے دھوکا کھایا یا ان عبارتوں سے دوسروں کو دھوکہ دیا حالانکہ انجیل میں ایسی تصریحات موجود ہیں۔ جن سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے از خود اس دنیا میں نہیں آنا تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے۔

(الف) "میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔" (یوحنا ۱۶/۱۰)

(ب) "میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے جب تک نہ کہو گے مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے"۔

(ج) انگوری باغ کی تمثیل بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام نے آئندہ باغ کے مالک کے آنے کا ذکر کیا ہے۔ اپنے آنے کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ فرمایا

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی۔ اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے گی دے دی جائے گی"۔ (متی ۲۱/۴۳)

یہ حوالہ جات صاف بتاتے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی جسمانی نہیں تھی۔ بلکہ حضرت ایلیا کی آمد ثانی کے طریق پر تھی۔ گویا حضرت مسیح نے خود نہیں آنا تھا۔ بلکہ ان کے مثیل نے آنا تھا۔ اگر جسمانی طور پر ان کا آنا تسلیم کیا جائے۔ تو ایلیا کے بارہ میں جو فیصلہ انہوں نے صادر فرمایا اس پر بھی اس کی زد پڑتی ہے۔ علمائے اسلام عیسائیوں کے پراپیگنڈہ کا زیادہ شکار ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات میں آنے والے مثیل مسیح کے لئے ابن مریم اور نزول وغیرہ کے الفاظ سے یہ دھوکا کھایا کہ حضور نے مسیح کے جسمانی نزول کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ حالانکہ مسیح کے جسمانی نزول کا مسئلہ غیر قرآنی ہے۔ البتہ مثیل مسیح کی آمد کا مسئلہ قرآنی مسئلہ ہے۔ جسے قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ"۔

(سورہ زخرف)

اس آیت میں دو باتوں کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔ ایک تو یہ کہ ابن مریم کی دوبارہ آمد بطور مثیل کے ہو گی۔ دوسرے یہ کہ امت محمدیہ مثیل مسیح کی آمد پر اعتراض کرے گی۔ اور (مخالفت میں) شور مچائے گی۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے آج سے قریباً ۸۵ سال قبل دنیا کے سامنے دعویٰ پیش فرمایا کہ امت محمدیہ میں جس مثیل مسیح کے آنے کا وعدہ تھا۔ وہ میرے ذریعہ سے پورا ہوا ہے۔ اور خدا نے مجھے اس زمانہ میں بطور مصلح بنا کر بھیجا ہے۔ یہودی علماء کی طرح مسلمان علماء نے اس زمانہ کے اس دعویٰ [illegible] مخالفت کی [illegible] بات پر اڑ [illegible] بارہ آنے والا [illegible] سے [illegible] گا۔ اور وہ [illegible]

علیہ السلام ہیں جو آج سے ۲ ہزار سال پہلے یہود کی اصلاح کے لئے آئے تھے کیونکہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے علماء کو بتایا کہ قرآن مجید کی رُو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اور ان کے دوبارہ آنے کا وعدہ اُس رنگ میں پورا ہوگا۔ جیسا کہ ایلیا کے دوبارہ آنے کا وعدہ ظہور پذیر ہوا تھا۔ اس لئے آپ نے ببانگ دہل یہ اعلان فرمایا۔

"یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ ہیں وہ تمام مریں گے .... اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی۔ وہ بھی مرے گی اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتا نہیں دیکھیں گے۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبے کا بھی گذر گیا دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا آسمان سے نہ اترا تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدے سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا امید اور بدظن ہو کر اس عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔"

(تذکرۃ الشہادتین ص۶۵)

چنانچہ آج مسلمان دانشور اس بات پر غور کر رہے ہیں اور علماء کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ اپنے عقیدے کی اصلاح کریں۔ مولانا فارقلیط علماء کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" اگر آپ قادیانی فتنہ کی جڑ کاٹنا چاہتے ہیں تو پہلے اپنی جڑ کاٹیں اور پہلے اپنے عقیدہ کی اصلاح کریں پھر دوسروں کی خبر لو ختم نبوت کا عقیدہ قرآنی ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے اعلان کرو کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا ... اصل مجرم یہی علمائے اہل سنت ہیں جو آنحضرت صلعم کے بعد حضرت عیسیٰ کو دوبارہ لاتے ہیں۔ اور خاتم النبیین کا تاج ان کے سر پر رکھتے ہیں۔"

(رسالہ شبستان نومبر ۱۹۷۴ء)

دیکھیں علمائے اہل سنت والجماعت اس کا کیا جواب دیتے ہیں جماعت

احمدیہ کا تعلق ہے وہ شروع سے ہی اس امر کو تسلیم نہیں کرتی کہ حضرت مسیح جسمانی طور پر آسمان سے نازل ہوں گے اور اس عقیدے کو غیر قرآنی عقیدہ سمجھتی ہے کیونکہ قرآن نے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا اعلان کیا ہے۔ ہاں فرمودات حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق مثیل حضرت مسیح علیہ السلام کا اُمت محمدیہ میں ظہور ضروری ہے اور جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں۔ مثیل مسیح کا ظہور بھی قرآنی مسئلہ ہے کیونکہ قرآن میں مثیل مسیح کی آمد کا تذکرہ موجود ہے۔ نیز قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اس امر پر متفق ہیں کہ مثیل مسیح (جسے علماء اسلام نے غلطی سے حضرت مسیح کی جسمانی آمد سمجھا ہے۔) کی آمد پر اسلام کو ایک عالمگیر غلبہ حاصل ہوگا۔ چنانچہ قرآن مجید کی آیت :۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اور آئمہ سلف صالحین اور مفسرین قرآن سنّی و شیعہ ہر دونے یہ تسلیم کیا ہے کہ اس آیت میں دین حق یعنی اسلام کا دوسرے تمام ادیان پر جس غلبہ کا ذکر پایا جاتا ہے۔ وہ کامل طور پر مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا۔

حضرت امام ابن جریر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

" دین اسلام کا غلبہ باقی تمام ادیان پر عیسیٰ بن مریم کے نزول کے وقت ہوگا۔"

(تفسیر ابن جریر پارہ نمبر ۲۸ ص۱۵۴)

مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید فرماتے ہیں۔

" ظاہر است کہ ابتدائے ظہور دین در زمان پیغمبر بوقوع آمدہ و اتمام آں از دست حضرت مہدی واقع خواہد گردید"

(منصب امامت ص۵۵)

شیعہ صاحبان کی مستند کتاب بحار الانوار میں لکھا ہے

إِنَّ نَزَلَتْ فِي الْقَائِمِ فِي آلِ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْإِمَامُ الَّذِي يُظْهِرُهُ اللّٰهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

(بحار الانوار جلد ۱۳ ص۱۲)

کہ یہ آیت قائم آل محمد یعنی مہدی کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ اور وہی امام ہے جسے اللہ تعالیٰ سب ادیان پر غلبہ عطا کرے گا۔

اور سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَيُهْلِكَنَّ اللّٰهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ

یعنی مسیح موعود کے زمانے میں اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا تمام ملتوں کو ہلاک کر دے گا۔ یعنی مذہبی لحاظ سے مذہب اسلام کے سوا کسی کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ پس اگر مسیح موعود کا ظہور نہ ہو تو قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے فرمودات پورے نہیں ہوتے۔ مسیح موعود کی آمد خاتم النبیین کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ یہ موعود جس نے آخری زمانہ میں ظاہر ہونا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ نہیں بلکہ سورہ جمعہ کی آیت "وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ" کے مطابق یہ آنحضرت صلعم کی ہی دوسری بعثت ہے۔ اور اس لحاظ سے گویا یہ موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فرزند ہوگا۔ جس کا کام مذکورہ تفصیل کے مطابق حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین متین کی اشاعت تبلیغ خدمت اور استحکام ہوگا۔ اور وہ یہ نعرۂ مستانہ لگانے میں فخر محسوس کرے گا کہ :۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور وہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا تعلق یوں بیان کرے گا۔

من تو شدم تو من شدی
من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں
من دیگرم تو دیگری

وہ شریعت محمدیہ کی تنسیخ کے لئے نہیں اس کی اشاعت تعمیل اور استحکام پر مامور ہوگا۔

اس مضمون کے آخر میں ہم مسلمان علماء اور دانشوروں کو اس طرف بھی توجہ دلاتے ہیں کہ وہ خاتم النبیین پر بھی غور فرمائیں۔ اور اس ترکیب پر نیز اس بلیغ تشبیہ پر بھی تدبر کریں یہ مرکب اضافی ہے۔ علماء خاتم کے دو معنی کرتے ہیں (۱) مہر (۲) ختم کرنے والا پھر "النبیین" میں الف لام کو استغراق کا قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے سب نبی مُراد ہیں اور پھر مُہر کے معنی کو ترک کر کے "ختم کرنے والا" پر حصر کرتے ہیں جیسا کہ مکرم فارقلیط صاحب نے بھی اپنے مضمون میں کیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ اگر ہم یہ

تسلیم کریں کہ آیت کا یہی مفہوم ہے کہ رسول اللہ سب نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ تب بھی تدبر اور فکر کی ضرورت باقی رہتی ہے اور وہ یہ کہ سب نبیوں کو ختم کرنے کی نوعیت کیا ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ نبی نبی نہیں رہے اور ان پر ایمان نہ لانا چاہئیے۔ ظاہر ہے کہ کوئی بھی اس مفہوم کو صحیح قرار نہ دے گا۔ پھر کیا یہ مفہوم ختم کرنے کا ہے کہ آنحضرت صلعم نے سب نبیوں کو وفات دے دی ظاہر ہے کہ یہ بھی درست نہیں کیونکہ آنحضرت صلعم سے پہلے جس قدر نبی آئے وہ تو پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ ہاں حضرت مسیح جو بزعم علماء زندہ ہیں وہ اب بھی زندہ کئے جاتے ہیں۔ پس سب نبیوں کو ختم کرنے کا یہ مفہوم بھی درست قرار نہیں پاتا اور انسان کسی نتیجہ پر نہیں پہنچتا۔ مجھے یاد ہے کہ ۱۹۷۳ء میں کٹک میں ڈیوائن لائف سوسائٹی کے اجتماع میں شریک ہوا تھا۔ اور جماعت اسلامی کے امیر جناب محمد یوسف صاحب بھی شریک ہوئے تھے ہم دونوں کی تقاریر پہلے ان کے اجتماع میں ہوئی تھیں۔ امیر جماعت اسلامی نے اپنا مضمون انگریزی زبان میں لکھا ہوا پڑھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح کا تذکرہ تھا۔ آپ نے اپنے مضمون میں حضور کے لئے Last Prophet کے الفاظ کئی بار استعمال کئے۔ مجھ سے سوسائٹی کے بعض اراکین نے دریافت کیا کہ Last Prophet سے کیا مراد ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ صحیح مفہوم تو خود مکرم جناب محمد یوسف صاحب ہی بتا سکتے ہیں۔ میں اس بارہ میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ قرآن مجید میں ایک لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنے Last Prophet کئے جا سکتے ہیں لیکن حقیقۃً اس کے معنی یہ نہیں۔ اور پھر میں نے کہا کہ کل میری تقریر ہے اس کی وضاحت میں اس میں کروں گا۔ چنانچہ اگلے روز میں نے اپنی تقریر میں خاتم النبیین پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ آنحضرت صلعم وہ وجود ہیں جنہوں نے کمالات نبوت کی انتہائی بلندی کو حاصل کیا آپ سے بلند تر مرتبہ والا نبی نہ پہلے ہوا ہے نہ ہوگا۔ اور اب جو بھی آئے گا۔ وہ آپ کے ہی فیضان سے فیض حاصل کر کے آئے گا۔ صدارت کے فرائض سوامی چِندا نندجی ادا کر رہے تھے۔ وہ بڑے اچھے سکالر ہیں انہوں نے میری تقریر پر ریویو کرتے ہوئے فرمایا۔ مولانا کی تقریر سے Last Prophet کا مطلب خوب معلوم ہوا۔ گویا حضرت محمد روحانی لحاظ سے Most Superior Prophet وجود ہیں۔

اب کوئی ایسا وجود نہیں آسکتا جو ان سے اوپر ہو اب جو آئیگا ان کے نیچے اور ان کا غلام ہو کر آسکے گا۔ اور یہ مفہوم بالکل درست ہے۔ کیونکہ حضرت محمد صاحب کی تعلیم ہی بتاتی ہے کہ دنیا میں Most Superior تھے۔

جماعت احمدیہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ منفرد اور یگانہ وجود ہیں جنہوں نے سب نبیوں کو ختم کر دیا یعنی ان کے کمالات نبوت ورسالت کی انتہائی بلندی کو حاصل کریں آپ ہی اوّلین و آخرین ہیں خاتم النبیین ہیں۔ سب نبیوں کو ختم کرنے کا یہ ایک بہترین مفہوم ہے۔ عربی زبان کے محاورات کے عین مطابق ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے شایان ہے۔ آپ کی فضیلت اور بلند ترین مرتبہ پر دلالت کرتا ہے۔ اور خاتم النبیین جیسے عظیم وصف کے صرف یہ معنے کرنا کہ آپ سب سے آخری اور پیچھے نبی ہیں اس میں کسی فضیلت کا اظہار نہیں ہوتا۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ تحذیر الناس میں اسی امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ عوام کا خیال تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقط اس معنی میں خاتم النبیین ہیں کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ اس میں حضور کی کسی فضیلت کا اظہار نہیں ہوتا۔ اس لئے خاتم النبیین کے ایسے معنے لینے چاہئیں کہ جس سے پورے طور پر کامل و اکمل فضیلت محمدی ثابت ہو مولانا قاری محمد طیب صاحب آفتاب نبوت میں لکھتے ہیں

"اب وقت آگیا ہے کہ اس بلیغ تشبیہ کی روشنی میں ان ممتاز مقاصد طلوع کو بھی سمجھیں۔ اور آفتاب نبوت سے صادر شدہ ان مخصوص اوصاف و کمالات کے دقیق گوشوں تک پہنچیں۔ جو عام نجوم ہدایت میں نظر نہیں آتے بلکہ صرف آفتاب نبوت کی ہی خصوصیات سمجھے گئے ہیں۔ بلکہ انہیں کے پرتو سے تمام نجوم ہدایت میں روشنی پہنچی ہے شرعی اصطلاح میں نبوت کے ان ہی امتیازی انتہائی اور مصدریت کے کمالات کے مجموعہ کا نام ختم نبوت ہے"

(آفتاب نبوت ص۱۰۵)

آگے جا کر لکھتے ہیں

"قرآن حکیم نے اس حقیقت کی تصدیق کرتے ہوئے آپ کو خاتم النبیین فرمایا جس سے آپ کا منتہائے کمالات نبوت ہونا واضح ہے جو آپ کے مصدر نبوت ہونے کی کھلی دلیل ہے۔ ارشاد ربانی ہے:-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

جس سے واضح ہے کہ آپ انبیاء کے حق میں بمنزلہ اصل کے ہیں۔ اور انبیاء آپ کی نسبت سے بمنزلہ فرع کے ہیں کہ ان کا علم اور خلق آپ کے فیض سے ظہور پذیر ہوا۔ آپ کی یہ فیض رسانی اور سرچشمہ کمالات نبوت ہونے کی امتیازی شان آغاز بشریت سے شروع ہوئی تو انتہائے کائنات تک جا پہنچی"۔ (ص۱۱۱)

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا ہے کہ کمالات روحانی کے لحاظ سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"جب ہم انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے۔ جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی"۔

(سراج منیر ص۷۲)

اور بتایا کہ آپ کے کمالات روحانیہ کا دائرہ قیامت تک ممتد ہے آپ کا نور نبوت تا قیامت جاری وساری ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا"۔ (کشتی نوح ص۱۳)

ہم مسلمان دانشوروں سے امید رکھتے ہیں کہ وہ خاتم النبیین کے معنوں پر تدبر کریں گے۔ اور پرانے بزرگوں نے اس بارہ میں جو کچھ فرمایا ہے اس کو سامنے رکھ کر صحیح اور بہتر نتیجہ تک پہنچنے کی سعی کریں گے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔

بیرنگ کالج بٹالہ کے سیمینار میں گورو (یعنی امام) کے اوصاف پر ایک کامیاب مقالہ

قادیان ۸ر فتح (دسمبر) بیرنگ یونین کرسچین کالج کے شعبہ "کرسچن انسٹی ٹیوٹ آف سکھ سٹڈیز" کی طرف سے "گورو کے اوصاف" پر منعقدہ سہ روزہ سیمینار میں جماعت احمدیہ کو اس بارے میں مقالہ سنانے کی دعوت پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ وتبلیغ نے ایک مقالہ اردو میں اور اس کا انگریزی ترجمہ کافی تعداد میں سائیکلو اسٹائل کروا کر تیار کروایا۔ ہمارے مقالے کے سنانے کی تاریخ ۷ر دسمبر تھی۔ محترم صاحبزادہ صاحب بوجہ علالت طبع خود تشریف نہ لے جا سکے تاہم سیمینار میں شمولیت اور مقالہ سنائے جانے کے لئے ایک وفد محترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری کی زیر قیادت بھجوایا۔ جس میں جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے۔ مکرم بی ایم داؤد احمد صاحب بیرزادی صدر انجمن احمدیہ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ مکرم سید عبد المنصور صاحب اور اُن کے علاوہ۔ کلکتہ سے تشریف لائے ہوئے مکرم مشتاق احمد صاحب پرویز شامل تھے۔

یہ وفد بذریعہ کار ۹½ بجے صبح کالج میں پہنچا۔ اس اجتماع میں چالیس پچاس کے قریب بہترین تعلیم یافتہ اور علم دوست مرد وزن شامل ہوئے تھے پنجاب کے جناب آئی سی پوری صاحب فنانشل کمشنر (ریونیو) جناب ڈاکٹر جے ایس صاحب گرونانک دیو یونیورسٹی امرتسر۔ جناب ڈاکٹر مان سنگھ صاحب نرنکاری ریٹائرڈ آئی سپیشلسٹ امرتسر۔ اور جناب ڈاکٹر نرنجن سنگھ صاحب طالب پروفیسر پٹیالہ یونیورسٹی نے بھی اپنے مضامین سنائے

منتظمین احمدیہ وفد سے عزت وتکریم سے پیش آئے۔ اور اراکین وفد سامعین میں شامل ہو گئے۔ اس سیمینار کے صدر اور مجوزہ منتظم امریکن پروفیسر جناب سی۔ بی۔ ویبسٹر سے جیسا کہ طے پایا مکرم مولوی کریم الدین صاحب شاہد نے اردو میں مقالہ سنایا۔ اور سیمینار کے طریق کے مطابق بعدہٗ استفسارات کے جوابات دیئے۔ جو سامعین نے توجہ اور خاص دلچسپی سے سنے۔ اور اس کی خصوصیت سے محظوظ ومتاثر ہوئے۔ کیونکہ گورو (یعنی امام کی) علامات وخصائص" کے مقالہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ضرورۃ الامام" میں تحریر شدہ سات اوصاف بیان کی گئی تھیں۔ اس تقریب میں سامعین کو سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر اور جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے دعوت نامے دینے کا موقعہ ملا۔ جو آپ نے بخوشی قبول کیا۔ اور متعدد افراد نے جلسہ میں شمولیت کا وعدہ کیا۔

جناب ڈاکٹر ویبسٹر صاحب کی طرف سے اس ادارہ کی طرف سے گذشتہ سال کی ایک ایسی تقریب کے مقالہ جات پر مشتمل ایک کتابچہ کا اجراء کیا گیا۔ اس میں محترم صاحبزادہ صاحب کا وہ پانچ صفحہ کا مقالہ بھی شامل ہے جو ہندوستان میں احمدیہ جماعت کی مختصر اور مدلل تاریخ پر مشتمل ہے۔ جو جناب ڈاکٹر صاحب کی خواہش پر رقم ہوا تھا۔ کیونکہ گورونانک یونیورسٹی امرتسر کی طرف سے بی اے کے تاریخ کے پرچہ کے نصاب میں احمدیت کی مختصر تاریخ بھی شامل ہے اور طلباء کی ضرورت پورا کرنی مقصود تھا۔

جناب سید اوصاف علی صاحب ڈائریکٹر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز نئی دہلی بھی اس سیمینار میں شرکت کیلئے تشریف لائے تھے اور آپ نے مثنوی مولانا رومؒ کی روشنی میں تیار کردہ مقالہ بھی پڑھا تھا۔ آپ قادیان آنے کی دعوت قبول کرتے ہوئے وفد کے ہمراہ قادیان تشریف لائے اور مہمان خانہ میں قیام کیا اپنے قیام میں حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب اور محترم صاحبزادہ صاحب سے کئی بار ملاقات کی اور بہشتی مقبرہ میں مزار حضرت مسیح موعود علیہ السلام دار المسیح مسجد مبارک واقصیٰ منارۃ المسیح اور دفاتر صدر انجمن احمدیہ دیکھے اور شعبہ نشر واشاعت کے تبلیغی شوروم میں بیرونی ممالک میں احمدیہ مسلم مشنز کی تصاویر اور دیگر زبانوں میں شائع شدہ تراجم قرآن مجید کے اصلی نسخہ جات اور دنیا بھر کے تبلیغی اخبارات کا بہت سا حصہ اور اندرون ہند کے تبلیغی لٹریچر کا مدلل اور مفید ذخیرہ ملاحظہ کر کے بہت محظوظ ومسرور ہوئے۔ آپ نے لندن کی احمدیہ مسجد بھی دیکھی ہوئی ہے۔ اور اسلام سے محبت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ آپ کی خواہش پر موٹر کار پر آپ کو بیرونی محلہ جات میں خصوصاً تعلیم الاسلام کالج مسجد نور۔ بورڈنگ تحریک جدید اور مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت اور جلسہ گاہ کا مقام بھی دکھایا گیا۔ ان محلہ جات کی سو فیصدی آبادی احمدی تھی۔ اس وقت احمدیہ محلہ کی تینوں مساجد آباد ہیں جہاں درویشان کرام کی رہائش ہے۔ اس طرح موصوف قریباً ساڑھے گیارہ بجے بٹالہ کے لئے بذریعہ کار تشریف لے گئے آپ کو جماعت کا مطبوعہ لٹریچر بھی تحفۃً دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ سیمینار میں پڑھے جانے والے جماعت کے مقالہ کے بہترین نتائج پیدا فرمائے اور مکرم علی صاحب کا بھی حافظ وناصر ہو انہیں سلسلہ کو قریب سے مطالعہ کرنے اور اس پر بغیر جانبداری سے غور وفکر کی توفیق دے آمین۔

شادی کی تقریبات اور احباب جماعت سے دعا کی درخواست

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

حضرت سید وزارت حسین صاحب ساکن اورین (بہار) کے دو فرزندان کی شادیاں ہوئی ہیں۔ عزیزم سید بشیر احمد صاحب کی شادی مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب بی۔ایس۔سی (نائب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد) کی دختر عزیزہ امۃ العزیز شہناز صاحبہ سے ۵ نومبر کو تکمیل پذیر ہوئی ہیں۔ اور عزیزم سید اسرار احمد صاحب کی شادی مکرم مرزا شیر علی بیگ صاحب صدر جماعت احمدیہ نیکا گوڈا (اڑیسہ) کی پوتی عزیزہ حسن آرا صاحبہ (دختر مکرم ڈاکٹر مرزا آدم علی بیگ صاحب بمقام نیا گڑھ) سے ۱۴ نومبر کو ہوئی۔ بارات ۱۹ نومبر کو واپس اورین پہنچی۔ اور ۲۲ نومبر کو بیگم حضرت وزارت حسین صاحب نے دعوت ولیمہ دی۔

عزیزان کی والدہ محترمہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرحومہ حرم محترم حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کی ہمشیرہ زادی ہیں اور حضرت سید صاحب بعمر ۹۵ سال قادیان سے باہر ہندوستان میں واحد صحابی ہیں۔ احباب سے ان شادیوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

تحریک جمعیت اللہ ——— اور ——— جماعت احمدیہ

(بقیہ صفحہ ۔۔)

لہٰذا ان میں سے کسی شخص کو بھی خواہ اس کی سیاسی یا مذہبی حیثیت کتنی ہی بلند و بالا ہو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کسی مسلمان کو حج یا عمرہ کی عبادت کے لئے آنے مسجد حرام یا خانہ کعبہ یا شعائر اللہ کی زیارت سے روک دے اگر کوئی صاحب اقتدار اپنے اختیارات سے تجاوز کر کے ان سے تعرض کرے گا۔ تو قوی امکان ہے کہ ایسا شخص حرمین شریفین کی خدمت کی سعادت سے محروم ہو جائے۔ اور یہ خدمت کا موقعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی اور کو نصیب ہو جائے۔ متذکرہ بالا واقعہ سے بہت عبرت حاصل کرنے کا سامان موجود ہے۔ چونکہ موجودہ سعودی حکومت متعصب غیر احمدی علماء کے مخالفانہ پراپیگنڈہ سے متاثر ہو کر احمدیوں کے حج کے فریضہ کی ادائیگی پر پابندی لگا رہی ہے۔ اس لئے ہم ارباب حکومت سعودی عرب سے گذارش کریں گے کہ وہ ترکوم سلطان ان احمد سعود کے انجام پر غور کریں اور آیت ۔۔۔ نظر رکھیں کہ

"... اللہ کبھی ایسا نہیں کرتا"

نیز مندرجہ ذیل ارشاد کو بھی ملحوظ خاطر رکھیں تا کہ ان کو حرمین شریفین کی خدمت کی سعادت ۔۔۔ ملتا چلا جائے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِہَا اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَہُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْہَآ اِلَّا خَآئِفِیْنَ لَہُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (البقرۃ ع ۱۴)

یعنی اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جس نے اللہ کی مساجد سے لوگوں کو روکا کہ ان میں اس کا نام لیا جائے۔ اور ان کی ویرانی کے درپے ہو گیا۔ ان لوگوں کے لئے مناسب نہ تھا کہ ان مساجد کے اندر داخل ہوتے۔ مگر خدا سے ڈرتے ڈرتے ان کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے بڑا عذاب مقدر ہے۔

یہ امر مشاہدہ ربانی ہے جو ایک ۔۔۔ کا پہلو رکھتا ہے امید ہے ارباب ۔۔۔ عقل و عقد حکومت سعودی عرب ہماری دردمندانہ گذارش کو ملحوظ خاطر رکھ کر خدائی برکات سے حصہ لینے والے ہوں گے۔

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قربان ہے
وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

منقولات

دیوبندی بھی ختم نبوت کے منکر ہیں

صاحبزادہ فیض الحسن صاحب کا اعلان

فاضل مدیر ہفت روزہ "احباب" گوجرانوالہ نے زیر عنوان "دیوبندی بھی ختم نبوت کے منکر ہیں" لکھا ہے کہ :-

" جمعیت علماء پاکستان (صاحبزادہ گروپ) کے صدر صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ نے کہا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد میں دیوبند مکتبہ فکر کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کروں گا۔ کہ ان کے خلاف بھی کارروائی کی جائے کیونکہ یہ فرقہ بھی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا۔ یہ بات انہوں نے گذشتہ دنوں ایڈیٹر "احباب" کے ساتھ ایک انٹرویو کے دوران کہی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ میں عدالت میں ثابت کر دوں گا کہ اس مکتبہ فکر کے علماء نے اپنی کتابوں میں اس بات کی تصدیق کی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ ان سے جب سوال کیا گیا کہ آپ نے بھی تو اس سے قبل دیوبند مکتبہ فکر کے جید علماء اور روحانی پیشوا امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ساتھ مل کر تحریک ختم نبوت میں کام کیا تھا۔ تو انہوں نے ان کے جواب میں کہا کہ میں ایسا کرنے پر شرمندہ ہوں اور خداوند قدوس سے اپنے کئے کی معافی مانگتا ہوں۔" (ہفت روزہ احباب گوجرانوالہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۶ء)

مولویوں کا اپنی داڑھیوں سے بھٹو کے بوٹوں کی پالش کرنے کا اقرار

وزیر اعلیٰ پنجاب (پاکستان) محمد حنیف رامے نے علماء کے حالیہ موقف پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ "ان علماء نے "Had solemn vows that they would Polish Mr Bhutto's shoes with their beards, were he to solve the ninety years old Qadiani issue"

حلفاً کہا تھا کہ وہ مسٹر بھٹو کے بوٹوں کی پالش اپنی داڑھیوں سے کریں گے اگر وہ نوے سالہ قادیانی مسئلہ حل کر دے" (پاکستان ٹائمز لاہور ۲ اکتوبر ۱۹۷۶ء)

مولویوں کی یہ بات بھی قابل توجہ ہے۔ مگر اصل سوال یہ ہے کہ کیا "علماء" کی داڑھیوں کا یہ بھی کوئی مصرف ہے کہ ان سے بھٹو صاحب کے بوٹ پالش کئے جایا کریں۔

(بشکریہ الفرقان ربوہ)

اخبار قادیان!

قادیان ۷ رفتح (دسمبر) مکرم قاضی عبد الحمید صاحب درویش قادیان نے اپنے ہاں اپنے بڑے بیٹے عزیزم مبارک احمد کی شادی کے بعد آج بعد نماز مغرب دعوت ولیمہ دی جس میں حضرت امیر صاحب مقامی اور حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کافی تعداد میں درویشان کرام نے بھی شرکت کی۔ واضح ہو کہ موصوف مورخہ ۲۳ نبوت (نومبر) کو عزیزم مبارک احمد کی شادی کے سلسلہ میں امروہہ گئے تھے اور عزیزہ بیگم صاحبہ کو بیاہ کر لائے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب برکت بنائے آمین اور مثمر ثمرات حسنہ ہو آمین

مقامی طور پر قادیان میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو صحابی حضرت ڈاکٹر عطر الدین صاحب درویش اور مکرم حافظ عبد الرحمٰن صاحب پشاوری درویش بوجہ پیرانہ سالی زیادہ علیل ہیں۔ کمزوری بے حد ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ۔۔۔ فضل سے صحت کاملہ عطا فرمائے آمین

قادیان مورخہ ۔۔ مکرم عبد الرشید صاحب ۔۔۔ کی بیٹی عزیزہ امۃ الباسط بعمر ۔۔ سال آج مغرب کے بعد قضاء الٰہی سے وفات پا گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی عزیزہ مرحومہ ایک عرصہ سے بیمار چلی آ رہی تھیں اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے آمین

درخواست دعا: خاکسار کی صحت ایک ہفتہ سے خراب ہے دمہ کی شکایت ہے۔ سردیوں میں تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد شریف ڈوگر درویش قادیان

قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ـ بقیہ اداریہ صد (۲)

ـــ کوہِ وقار بن کر اس آگ کو بُجھانے میں مصروف تھے۔ اور اس غرض کے لئے آپؑ نے بعض لمبے لمبے سفر بھی اختیار کئے۔ ایسی شدید مخالفت کے وقت میں اللہ تعالےٰ اپنی قدرت نمائی کے طور پر جماعت کو بھی بڑھا رہا تھا۔ سعید روحیں خود بخود حضورؑ کی طرف کھنچی چلی آرہی تھیں۔ مخالفوں کے جواب کے ساتھ ساتھ حضورؑ مبائعین کی تربیت سے بھی غافل نہ تھے۔ چنانچہ الہٰی دنوں خدا تعالےٰ کے حکم کی بناء پر حضورؑ نے قادیان میں سالانہ جلسہ کی بنیاد رکھی۔ اور جماعت احمدیہ کا پہلا سالانہ جلسہ دسمبر ۱۸۹۱ء میں منعقد ہوا۔ جس میں ۷۵ احباب شریک ہوئے۔ اس کے بعد یہاں اس جلسہ کا تسلسل بفضلہٖ تعالےٰ قائم رہا۔ وہاں خدا تعالےٰ کے جو پے در پے فضل حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جماعت کے شاملِ حال ہوتے چلے آئے اُن کا کسی قدر اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اب جبکہ اس پر ۸۲ سال کا عرصہ گزرتا ہے، جماعت کے اس سالانہ جلسہ میں شریک ہونے والوں کی تعداد صرف ربوہ کے مرکز میں ایک لاکھ سے زائد تک پہنچ گئی ہے۔ اور قادیان کے جلسہ میں حاضر ہونے والے نمائندگانِ جماعت کی تعداد بہرحال اس سے مستزاد ہے۔

اس پس منظر میں جب ہم جماعت کی گزشتہ ۹۰/۹۲ برسوں کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں، اور خصوصیت سے اُن مخالفانہ حالات کو مستحضر کرتے ہیں جن سے وقتاً بعد وقتٍ جماعت کو گزرنا پڑا، پھر خدا کے فضل سے جماعت کا ہر قدم ترقی کی طرف بڑھتا چلا گیا تو بڑی ہی ایمان افروز صورتِ حال سامنے آجاتی ہے۔ اور یہی بات سنجیدگی سے غور و فکر کرنے والوں کے لئے جماعتِ احمدیہ کی صداقت اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دعوےٰ کی سچائی کی ناقابلِ انکار دلیل ٹھہرتی ہے ـــ!!

۱۹۰۸ء کی بات ہے دو امریکن سیاح مع ایک لیڈی کے بتاریخ ۷ر اپریل ۱۹۰۸ء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات کے لئے قادیان آئے۔ اُنہوں نے حضورؑ کی صداقت کے نشانات اور آمد کے مقاصد پر کئی ایک سوالات حضورؑ کی خدمت میں پیش کئے۔ جن کے جوابات حضورؑ نے تفصیل کے ساتھ دیئے۔ نشانات کے ضمن میں حضورؑ نے اُن کی اتنی دُور سے آمد کو بھی اپنا نشان قرار دیا۔ چنانچہ حضورؑ نے فرمایا :ـ

"آپ لوگ خود میری صداقت کا نشان ہیں۔ چھبیس برس پہلے جبکہ اس گاؤں میں میں ایک غیر مشہور انسان تھا اور کوئی ذریعہ اشاعت اور شہرت کا نہ رکھتا تھا خدا نے میری زبان پر ظاہر کیا کہ یاتون من کلّ فجٍّ عمیقٍ۔ دُور دُور کی راہوں سے لوگ تیرے پاس چل کر آئیں گے۔ اب دیکھو آپ لوگوں کو اس پیشگوئی کا کوئی علم نہیں اور پھر بھی آپ اسے پورا کرنے والے ٹھہرے۔ شاید اگر آپ کو معلوم ہوتا تو ..... اس کے پُورا کرنے میں تامّل کرتے مگر خُدا کو جو کچھ کرنا منظور تھا کرادیا۔ امریکہ سے دُور کونسا ملک ہو سکتا ہے۔ جہاں سے چل کر لوگ میرے پاس آتے اور پھر ایسی جگہ جہاں کوئی بھی دلچسپی کا سامان نہیں۔ اگر غور کرو تو یہ بات مُردہ زندہ کرنے سے بڑھ کر ہے۔ مُردے زندہ کرنا تو ایک قصہ کہانی ہوگئے۔ اور یہ کل کی بات ہے۔ پیشگوئی پہلے شائع ہو چکی ہے، اور اس کی صداقت آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی!"

(بدر ۱۹ر اپریل ۱۹۰۸ء)

پس اسی کے مطابق ہمارا یہ کہنا اپنے اندر بہت بڑی صداقت رکھتا ہے کہ سلسلہ کے ہر دو مراکز میں آنے والا ہر شخص ہی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کا زندہ نشان ہے۔ خواہ وہ عام دنوں میں آتا ہے یا جلسہ سالانہ کے خصوصی بابرکت دنوں میں۔ البتہ جلسہ سالانہ کے دنوں میں یہ نشان نسبتاً زیادہ واضح رنگ میں دُنیا کے سامنے آجاتا ہے۔ اور سنجیدہ افراد کو زبانِ حال سے زیادہ مؤثر طریق پر دعوتِ فکر دیتا

ہے ـــ!!

اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا ؎

اِک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا — قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد — لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار
اُس زمانہ میں خدا نے دی تھی شہرت کی خبر — جو کہ اب پُوری ہوئی بعد از مرورِ روزگار
اب ذرا سوچو کہ کیا یہ آدمی کا کام ہے — اس قدر امرِ نہاں پر کس بشر کو اقتدار

سوچ لو اَے سوچنے والو کہ اب بھی وقت ہے
راہِ ترا اب چھوڑ دو رحمت کے ہو اُمیدوار

وِلادت

بریڈ فورڈ انگلستان سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم ناصر احمد صاحب امینی کو چار بچیوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۷ر نومبر ۷۴ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ عزیز نومولود کا نام "کوثر احمد امینی" تجویز کیا گیا ہے۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے اور نیک صالح اور خادمِ دین بنائے آمین ۔ (ایڈیٹر بدر)

اعلانِ بحالی وصیّت

مکرمہ ماجدہ بیگم صاحبہ ٹیچر وظیفہ یاب ساکن دیودرگ موصیہ نمبر ۳۸۲۸ کی وصیت بوجہ بقایا دار ہونے کے اگست ۱۹۶۹ء میں منسوخ کر دی گئی تھی۔ اب انہوں نے سابقہ بقایا اور درمیانی عرصہ کا حساب کر کے پوری رقم حصہ آمد ادا کرتے ہوئے بحالی وصیت کی درخواست کی تھی۔ لہذا مجلس کارپرداز نے زیر فیصلہ نمبر ۶ مورخہ ۷۴-۱۰-۱۵ اور صدر انجمن احمدیہ نے زیر ریزولیشن نمبر ۲۲۰ مورخہ ۷۴-۱۰-۲۳ وصیت بحال کرنے کی منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضورؑ کے تینوں خلفاءِ کرام کے فوٹوز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضورؑ کے تینوں خلفاءِ کرام کے فوٹوز حال ہی میں طبع کرائے گئے ہیں جو قابلِ فروخت ہیں۔ ہدیہ فی سیٹ پانچ روپے (علاوہ محصولِ ڈاک)
ضرورت مند دوست حسبِ ذیل پتہ سے طلب فرمائیں :ـ

اخوان بُک ڈپو قادیان

35 Registered with the registrar of news papers ...

Annual Number

The Weekly BADR Qadian

Editer— Mohammad Hafeez Baqapuri
Sub. Editer— Jawaid Iqbal Akhtar

Vol. 23 | 12, 19 December 1974 | No. 50, 51

جماعتِ احمدیّہ کا روشن اور تابناک مستقبل

حضرت بانئ سلسلہ احمدیّہ سے خدائی وعدے اور اُن کا تذکرہ آپؑ کے اپنے الفاظ میں!

" نادان مولوی اگر اپنی آنکھیں دیدہ و دانستہ بند کرتے ہیں تو کریں سچائی کو اُن سے کیا نقصان ؟ لیکن وہ زمانہ آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ بہتیرے فرعون طبع اِن پیشگوئیوں پر غور کرنے سے غرق ہونے سے بچ جائیں گے۔ خدا فرماتا ہے کہ میں حملہ پر حملہ کروں گا یہاں تک کہ مَیں تیری سچائی دلوں میں بٹھادوں گا۔ پس اے مولویو! اگر تمہیں خدا سے لڑنے کی طاقت ہے تو لڑو۔ مجھ سے پہلے ایک غریب انسان مریم کے بیٹے سے یہودیوں نے کیا کچھ نہ کیا۔ اور کس طرح اپنے گمان میں اس کو سُولی دے دی۔ مگر خدا نے اس کو سُولی کی موت سے بچایا۔ اور یا تو وہ زمانہ تھا کہ اس کو صرف ایک مکّار اور کذاب خیال کیا جاتا تھا اور یا وہ وقت آیا کہ اس قدر اُس کی عظمت دلوں میں پیدا ہوگئی کہ اب چالیس کروڑ انسان اس کو خدا کرکے مانتا ہے۔ اگرچہ ان لوگوں نے کُفر کیا کہ ایک عاجز انسان کو خُدا بنایا۔ مگر یہ یہودیوں کا جواب ہے کہ جس شخص کو وہ لوگ ایک جھُوٹے کی طرح پیروں کے نیچے کُچل دینا چاہتے تھے وہی یسوع مریم کا بیٹا اِس عظمت کو پہنچا کہ اب چالیس کروڑ انسان اُس کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور بادشاہوں کی گردنیں اس کے نام کے آگے جُھکتی ہیں۔ سو مَیں نے اگرچہ یہ دُعا کی ہے کہ یسوع کی طرح شرک کی ترقی کا مَیں ذریعہ نہ ٹھہرایا جاؤں۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ ایسا ہی کرے گا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبّت دِلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام دُنیا میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اِس چشمہ سے پانی پیئے گی۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھُولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے، مگر خُدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا۔ اور اپنے وعدہ کو پُورا کرے گا۔

اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

سو اَے سُننے والو! اِن باتوں کو یاد رکھو اور اِن پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خُدا کا کلام ہے جو ایک دِن پورا ہو گا۔ مَیں اپنے نفس میں کوئی نیکی نہیں دیکھتا اور مَیں نے وہ کام نہیں کیا جو مجھے کرنا چاہیئے تھا۔ اور مَیں اپنے تئیں صرف ایک نالائق مزدُور سمجھتا ہوں یہ محض خدا کا فضل ہے جو میرے شاملِ حال ہؤا۔ پس اُس خدائے قادر اور کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اِس مُشتِ خاک کو اُس نے باوجود اُن تمام بے ہُنریوں کے قبُول کیا۔"

(تجلّیاتِ الٰہیّہ صفحہ ۲۱–۲۳)